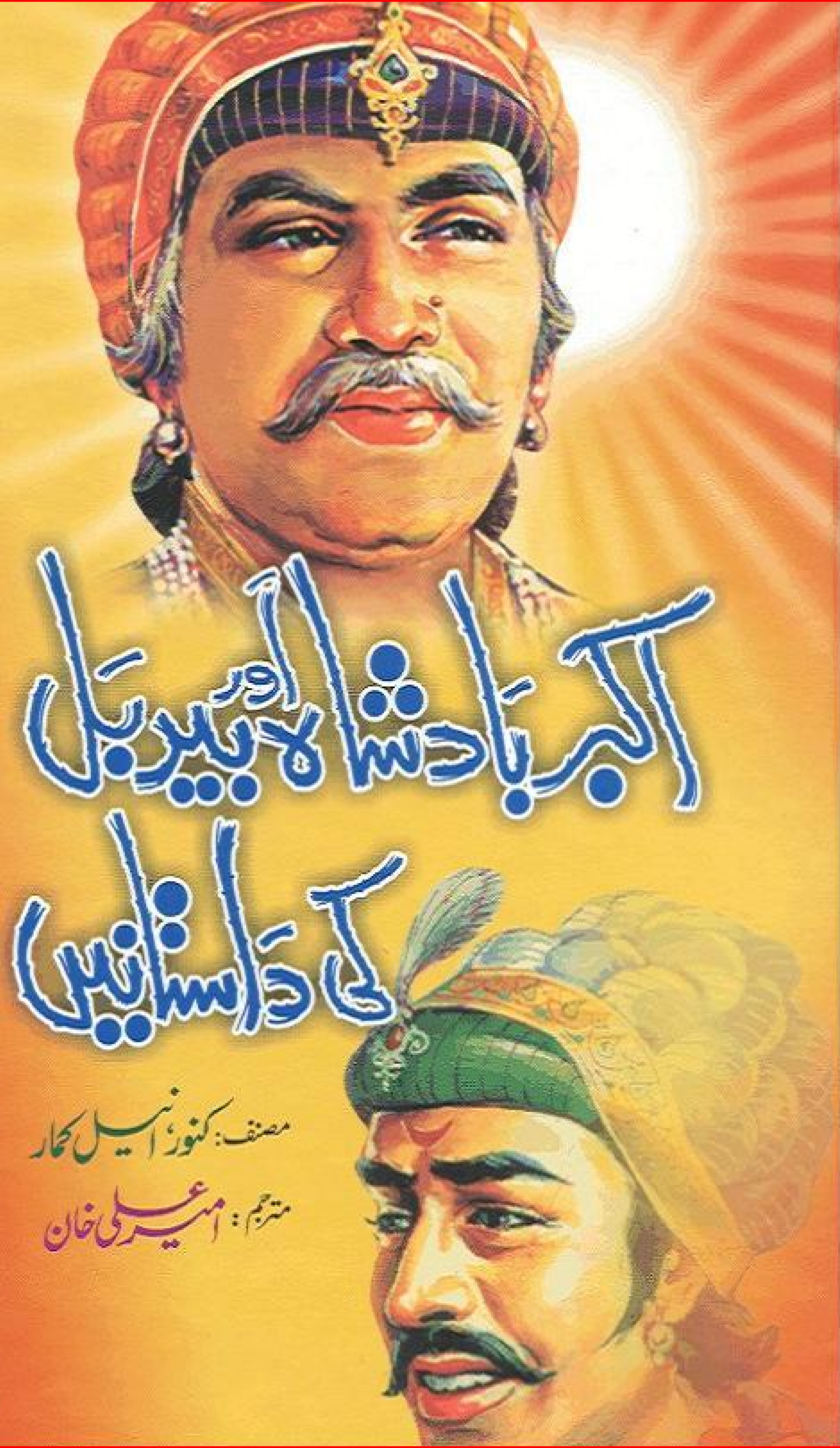
AKBAR & BIRBAL STORIE



شہنشاہ ہند اکبر اعظم اور اسکے سب سے عزیز، چالاک اور ذہین وزیر باتدبیر بیربل کی دلچسپ داستانیں......

اکبر بادشاہ

اور

بیربل کی داستانیں

مصنف : کنور، انیل کمار

مترجم : امیر علی خان

علم و عرفان پبلشرز

40-الحمد مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

042-37352332 & 37232336

نام کتاب	....	اکبر بادشاہ اور بیربل کی داستانیں
مصنف	....	کنور، انیل کمار
مترجم	....	امیر علی خاں
ناشر	....	گل فراز احمد
	....	علم و عرفان پبلشرز لاہور
سنِ اشاعت	....	ستمبر 2005ء
کمپوزنگ	....	رفاقت علی/فراز کمپوزنگ سنٹر، لاہور
قیمت	....	-/250 روپے

علم و عرفان پبلشرز
40- اُردو بازار، لاہور فون 7352332

فہرست

عرض مترجم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کر کے اپنی قدرت کاملہ کا سکہ منوایا ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں انسانوں کی ہدایت اور فلاح و بہبود کے لیے مختلف ادوار میں انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جو کہ اس کی اپنی مخلوق کے ساتھ محبت، شفقت اور مہربان ہونے کا بین ثبوت ہے۔ اس نے کبھی کسی قوم پر اُس وقت تک عذاب نازل نہیں کیا جب تک کہ انھیں پہلے اپنے مصلحین کے ذریعے ہدایت کی تعلیم نہ دی گئی ہو۔

اللہ تعالیٰ کی یہ کرشمہ سازی ہے کہ اس نے ہر دور میں اپنے بندوں میں بھی درجات مقرر کر دیے اور ان درجات میں اس نے کسی قسم کی تخصیص نہیں مقرر کی۔

یعنی کہ:۔

i- ذہانت صرف مسلمانوں کا ہی ورثہ ہے۔

ii- علم صرف مسلمانوں کے لیے مخصوص ہے وغیرہ

وہ ساری مخلوق کا خالق ہے اور ہر مخلوق کو وہ ایک ہی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے مقدر کے مطابق اس کو روزی اور دیگر سہولیات پہنچتی ہیں۔ یہ تمام اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور کبریائی کی عظیم شہادتیں ہیں۔ مگر آنکھوں والوں کے لیے کونسی آنکھیں؟

جن کے پاس معرفت کی آنکھیں ہیں دل کی آنکھیں ان معاملات کا صحیح مطالعہ کرتی ہیں۔

ظاہری آنکھیں محض ظاہریت کے لیے ہیں۔

تو زیر طبع کتاب بھی اسی عنوان کا ایک شاخسانہ ہے۔ زمانہ قدیم کی دو اہم شخصیات کے اہم واقعات پر مشتمل دونوں شخصیات میں ایک شخصیت کا نام......

i- اکبر اعظم شہنشاہ ہند۔

ii- بیربل وزیر ہند۔

اکبر اعظم مغلیہ سلطنت کا اہم شہنشاہ تھا جو کہ تاریخ کے مطابق 1542ء بروز اتوار پیدا ہوا۔ 1605ء کو اس دار فانی سے 63 برس کی زندگی گزارنے کے بعد رخصت ہو گیا۔ اس نے بڑی شان و شوکت سے ہندوستان میں تقریباً پچاس سال تک حکومت کی جو کہ ایک ریکارڈ ہے۔ گویا کہ وہ تیرہ سال کی عمر میں شہنشاہیت پر متمکن ہوا۔

اکبر اعظم بڑا سمجھدار، ذہین اور جہاں دیدہ حکمران تھا۔ اس نے اپنی سلطنت کو احسن طریقے سے چلانے کے لیے مختلف امور کے لیے مشیر مقرر کر رکھے تھے۔ جس میں نو مشیروں کے اسمائے گرامی نمایاں طور پر لیے جاتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

1- شیخ مبارک 1505-1592ء
2- شیخ فیضی 1547-95ء
3- عبدل فضل 1551-1602ء
4- ملا عبدالقادر بدایونی 1540-1596ء
5- راجہ بیربل 1528-1586ء
6- راجہ ٹوڈرمل
7- عبدالرحیم خان خانا 1556-1627ء
8- مہاراجہ مان سنگھ 1550-1614ء
9- تان سین 1532-1589ء

اکبر اعظم کی سلطنت کے مندرجہ بالا نو مشیر جن کو اس وقت کی مقامی زبان میں نورتن کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا تھا۔ بڑے اہمیت کے حامل تھے اور حقیقت میں کسی بھی حکومت میں مشیر بڑے اہم کردار کے حامل افراد ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کے دل میں خوف خدا بھی ہو۔

مگر ان تمام مشیران میں سے زیر طبع کتاب میں صرف راجہ بیربل کا ہی ذکر کیا جا رہا ہے جو کہ تمام مشیران میں سے بڑے چالاک، ذہین، امور سلطنت اور معاشرتی طور پر بڑے ہی ہردلعزیز اور منصف مزاج شخصیت کے حامل تھے۔

بیربل اکبر اعظم کا ایک مشیر ہونے کے علاوہ اُن کا بہت ہی اچھا دوست بھی تھا۔ وہ برہمن تھا اور وہ سنسکرت کا عالم تھا۔ بیربل کا اصل نام مہیش داس (Mahesh Das) تھا اکبر اعظم کے پاس بیربل 1562ء میں آیا اور اکبر اعظم شہنشاہ ہند بیربل سے اس کی عقلمندی، چالاکی، وفاداری اور مزاح سے بہت خوش تھا کہ اکبر اعظم نے بیربل کو "ویروار" (Veervar) کا خطاب دیا تھا۔

بیربل نے اکبر اعظم شہنشاہ ہند کے ساتھ تقریباً 30 سال تک کام کیا اور شروع میں بیربل کو 2000ء گھوڑوں کی حفاظت کا منصب دیا گیا تھا جو کہ اس کے لیے بڑا اعزاز تھا۔ ان تیس سالوں کے دوران بیربل نے اکبر اعظم شہنشاہ ہند کے دل وجان پر قبضہ کرلیا۔ بیربل شہنشاہ کے ساتھ اُمور سلطنت کے علاوہ سیر و تفریح کے مواقع بھی حاصل کرتا تھا۔ وہ اس کے ساتھ چوگان جس کو آج کل کی زبان میں پولو کہا جاتا ہے بھی کھیلا کرتا تھا۔

دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بڑی محبت کرتے اور وفادار تھے۔ مگر بیربل کی زندگی کا اختتام بڑا ہی افسوس ناک نظر آتا ہے۔ اکبر اعظم نے یوسف زئی قبیلے کی سرکوبی کے لیے اس کو زین خان کی امداد کے لیے روانہ کیا مگر وہاں ان کی صحیح رہنمائی نہ ملنے کی وجہ سے تنگ راستوں میں گھر گئے اور باقی اکبری فوج کے ساتھ بیربل بھی ہلاک ہوگیا اور یہ دردناک واقعہ 17 فروری 1586ء کو پیش آیا۔ اس کی زندگی کی کہانی کا دردناک حصہ یہ ہے کہ اس حادثہ کی وجہ سے اس کے جسم کا کوئی حصہ بھی نہ مل سکا اور ہندوؤں کی رسم کے مطابق اس کی لاش کے ساتھ کوئی رسم ادا نہ کی جا سکی۔ اکبر نے

اس کے سوگ میں دو رات و دن کھانے کو منہ نہ لگایا اور نہ اس دوران دربار میں ہی آیا۔ یہ دونوں کی محبت و خلوص اور وفاداری کی واضح نشانی تھی۔

بیربل نے دو بیٹے چھوڑے تھے جن کے نام یہ ہیں۔

i- لالا رائے ii- ہارام رائے

زیر طبع کتاب میں اکبر اعظم شہنشاہ ہند اور بیربل کے درمیان ہونے والے واقعات وحالات کے بارے میں جو بیان کیے جارہے ہیں وہ تاریخ کے شواہد کی رو سے بالکل درست اور ٹھیک ہیں۔ جو کہ بڑے ہی دلچسپ، سبق آموز اور حیرت انگیز ہیں۔

یہ بھی اللہ تعالی کی قدرت کا مظہر ہے کہ اللہ تعالی نے ایک برہمن کو اس قدر عقل، ذہانت و فطانت سے نواز رکھا تھا اور اس ہندو کا ایمان اللہ تعالی پر بڑا پختہ تھا۔ وہ انسان کے لیے ہر کام میں انسان کی بھلائی کو تلاش کرتا تھا۔

یہ زیر طبع کتاب انگریزی سے اردو میں ترجمہ ہے جو کہ بڑی ہی آسان اور سادہ زبان میں کیا گیا ہے۔ اصل کتاب کا نام "اکبر بیربل سٹوریز" ہے جن کے مصنف کنور انیل کمار ہیں اور منوج پبلشر ہیں۔ ترجمہ کو روانی کے ساتھ کیا گیا ہے مگر اگر اس میں پھر بھی کوئی سقم، غلطی یا کوئی بات ادھوری رہ گئی ہو تو براہ کرم براہ راست مجوزہ پتہ پر پبلشر کو مطلع کریں تاکہ آپ کی آراء کی قدر کرتے ہوئے اس میں اصلاح کی جاسکے۔ ہر ایک کی آراء کی ضرور قدر کی جائے گی۔

یہ بھی اختلاف ممکن ہے کہ ہر قلم کار کا ترجمہ کرنے کا انداز مختلف ہوتا ہے۔ لفظ کو معنی پہنانے کے انداز نرالے ہوتے ہیں مگر اختلاف برائے اختلاف حوصلہ افزا نہیں ہوتا۔ تعمیری رائے کا احترام کیا جائے گا۔

بہر حال بڑی دلچسپ اور سبق آموز کتاب ہے۔ اس کی ہر دلعزیزی کی لازمی طور پر توقع کی جاتی ہے۔ مگر یہ قارئین پر ہی مختصر ہے کہ کہاں تک حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ شکریہ!

امیر علی خاں

1- خدا تعالیٰ کی رحمت

(God's Blessings)

بیربل ایک ایماندار اور مخلص انسان تھا۔ وہ روزانہ اپنے بھگوان کی پوجا کیا کرتا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اخلاقی اور جسمانی لحاظ سے صحت مند تھا۔ بیربل ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ:۔

''خدا تعالیٰ جو کچھ بھی کرتا ہے وہ صرف انسان کی بھلائی کے لیے کرتا ہے۔''

بعض اوقات ہمیں ضرور بُرا محسوس ہوتا ہے مگر وہ اصل میں برا نہیں ہوتا۔

بعض اوقات اس کی رحمتیں ہمارے گناہوں کی وجہ سے......رک جاتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمھیں تھوڑا دکھ دیتا ہے تا کہ تم بڑے دکھ سے بچ سکو۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک درباری بیربل کی حمد و ثنا کی گفتگو کو برداشت نہ کر سکا۔ تو اس شخص نے بیربل سے کہا کہ:۔

''دیکھیں! کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کیا دیا؟''

گزشتہ رات میں اپنے جانوروں کے لیے گھاس کاٹ رہا تھا کہ حادثاتی طور پر میری چھوٹی انگلی کٹ گئی۔

''کیا تمھارے خیال میں اللہ تعالیٰ نے میرے لیے اچھا کیا ہے؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

''میرا ایسا ہی خیال ہے کیونکہ جو کچھ بھی خدا تعالیٰ کرتا ہے وہ صرف انسان کی بھلائی اور بہتری کے لیے کرتا ہے۔''

وہ درباری بیربل کی اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں بھلائی کو ثابت کرنے کی کوشش پر بہت ناراض ہوا جو کہ اس کے لیے بڑا ہی دردناک تھا۔ کیونکہ اس شخص کی انگلی کٹ گئی تھی مگر پھر بھی بیربل نے کہا کہ:۔

خدا تعالیٰ بہت بڑا عظمت والا ہے۔

اس شخص کے علاوہ دیگر درباریوں نے بھی اس ناراض درباری کے دلائل کی حمایت کی۔

اکبر نے کہا کہ:۔

بیربل! ہم مطمئن نہیں ہیں۔ مجھے خدا پر اعتماد ہے مگر میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ اس کی ہر وقت حمد و ثنا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جب کہ اس نے ایک شخص کو نقصان پہنچایا ہے۔ میرے خیال کے مطابق اس حالت میں خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا نہیں کرنی چاہیے۔

بیربل مسکرایا اور کہا کہ:۔

''عالی جاہ! تھوڑا انتظار فرمایئے اور مشاہدہ فرمائیں۔''

تین مہینے گزر گئے کہ ایک دن جس درباری کی انگلی کٹ گئی تھی۔ وہ جنگل میں شکار کرنے کے لیے گیا اور جب وہ ہرن کا تعاقب کر رہا تھا۔ تو وہ اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا یعنی بچھڑ گیا۔ تو اچانک ایک قبیلہ کے لوگوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اور وہ قبائل انسانی قربانی پر یقین رکھتے تھے۔

لہٰذا انھوں نے اس درباری کو گرفتار کر لیا اور اس کو اپنی قربان گاہ پر قربان کرنے کے لیے لے گئے اس شخص کو قربان کرنے سے پہلے پادری نے اس کے ہاتھوں کا معائنہ کیا اور اس میں سے ایک انگلی کم تھی۔

اس قبیلے کے مندر کے پادری (پجاری) نے کہا کہ:۔

''اگر اس شخص کو نو انگلیوں کے ساتھ قربان کیا جاتا ہے تو یہ ہمارے عوام کے لیے باعث زوال یا نقصان ہوگا۔ ہمارا دیوتا اس نامکمل آدمی کی قربانی سے خوش نہیں ہوگا۔ ہمیں بیماریوں، سیلابوں اور طوفانوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لیے اس ادھورے آدمی کو چھوڑ دو یعنی قربان نہ کرو۔''

لہٰذا اس درباری کو آزاد کر دیا گیا اور وہ جلدی ہی گھر پہنچ گیا اور اگلے دن وہ دربار میں بیربل کے پاس آیا اور اس نے آ کر رونا شروع کر دیا۔ جب اکبر دربار کے کمرے میں داخل ہوا۔ تو یہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ درباری بیربل کے سامنے رو رہا ہے۔

شہنشاہ نے سوال کیا کہ:۔

''تمھارے ساتھ کیا بیتا؟''

درباری نے اپنی پوری داستان کہہ سنائی۔ اب مجھے پختہ یقین ہو گیا کہ خدا تعالیٰ جو کچھ بھی کرتا ہے وہ صرف انسان کی بہتری اور بھلائی کے لیے کرتا ہے۔ اگر میری انگلی اچانک نہ کٹی ہوتی تو مجھے قربان (ذبح) کر دیا جانا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ میں رو رہا ہوں۔ میرے خوشی کے آنسو ہیں۔ کیونکہ میں خوش ہوں کہ میں اب تک زندہ ہوں۔ میری بیربل پر اس کے خدا پر اعتقاد کے بارے میں تنقید غلط تھی۔

اکبر نے مسکرا کر درباری کی طرف دیکھا۔ گویا کہ وہ بھی خاموشی سے یہ کہہ رہا تھا کہ وہ بھی خوش تھا کہ بیربل کی طرح کا اس کے دربار میں آدمی تھا۔



2-رضاعی بھائی

(Like his brother)

اکبر کی والدہ اس وقت فوت ہوگئی تھی جب کہ وہ چھوٹا تھا کیونکہ وہ اس وقت ننھا بچہ تھا۔اس کو پرورش کے لیے ماں کے دودھ کی ضرورت تھی۔

ان کے محل میں ایک نرس تھی۔اس کا بھی ایک ننھا بچہ تھا جس کو وہ اپنا دودھ پلاتی تھیں۔اس نے اکبر کو بھی دودھ پلانے سے اتفاق کرلیا۔

اب اکبر اور نرس کے بچے نے نرس کا دودھ پینا شروع کیا۔نرس کے بیٹے کا نام ہاصف تھا۔

چونکہ اکبر اور ہاصف دونوں نے ایک ہی خاتون کا دودھ پیا تھا تو وہ بھائیوں کی طرح ہوئے یعنی رضاعی بھائی کہلائے اکبر ہاصف سے بہت محبت کرتا تھا۔

کافی سال گزر گئے تو اکبر شہنشاہ بن گیا۔اور اس نے اپنے آپ کو ہندوستان کا طاقتور حکمران ثابت کردیا۔مگر ہاصف شاہی دربار میں ایک معمولی درباری بھی نہ بن سکا۔وہ ایسے لوگوں کی حمایت کرتا تھا جو جوا کھیلتے اور فضول چیزوں پر اپنی دولت لٹاتے تھے۔وقت گزرنے کے ساتھ، ایک ایسا وقت آگیا کہ جب ہاصف کے پاس دو وقت کے کھانے کے لیے کچھ بھی نہ بچا۔تو اس حالت میں اس کو لوگوں نے اکبر کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔

ہاصف اکبر بادشاہ کے پاس جاتا ہے اور اس سے ملاقات کرتا ہے۔

اکبر ہاصف کو دیکھ کر بغل گیر ہوا جس طرح کہ وہ اس کا اصلی بھائی ہے۔حقیقت میں اتنے طویل عرصے کے بعد۔وہ اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔اکبر بادشاہ ہر ممکن طریقے سے اس کی امداد کرنا چاہتا تھا۔لہٰذا اکبر نے اس کو اپنے شاہی دربار میں درباری مقرر کردیا اور اس کو ایک بڑا مکان، خادم اور بگھی وغیرہ بھی دی گئی۔اس کے ذاتی اخراجات کے لیے ہر ماہ بھاری رقم بھی ادا کی جاتی تھی۔

اکبر نے اس سے کہا کہ:۔

''آپ کی دیگر ضروریات کو بھی پورا کروں گا۔اگر کوئی ہیں تو اب آپ بالکل مجھے آگاہ کرنے سے نہ ہچکچائیں۔''

ہاصف نے کہا کہ:۔

عالی جاہ! آپ نے جو مجھے پہلے عالیشان زندگی گزارنے کے لیے دیا ہے وہ کافی ہے۔آپ نے مجھے باعزت مقام دیا ہے۔اب میں وقار کے ساتھ چلتا ہوں۔مجھ سے زیادہ کوئی بھی خوش نہیں۔

اس کے علاوہ یہ میرے لیے بڑا اعزاز ہے کہ اس ملک کے شہنشاہ کے ساتھ میرے برادرانہ تعلقات ہیں۔

اس سے زائد میں آپ سے کس چیز کی توقع کروں؟

یہ کہتے ہوئے ہاصف نے اپنا سر کھجلایا اور اپنی مسکراتی ہوئی نظریں ایسی دوڑائیں جیسے کہ اس کو کسی اور چیز کی بھی ضرورت ہے۔

''اچھا! میں محسوس کرتا ہوں کہ مجھے بیربل جیسا ساتھی ملنا چاہیے۔''

ہاصف نے کہا کہ:۔

''وہ بڑا ذہین آدمی ہے۔ میں بھی اس کی طرح کا آدمی چاہتا ہوں جو مجھے بھی اس کی طرح راہنمائی کرے۔''

شہنشاہ نے ہاصف کی خواہش کو پورا کرنے کا فیصلہ کر دیا اس نے بیربل کو بلایا اور شہنشاہ نے بیربل سے کہا کہ:۔

''ہاصف میرے بھائی کی طرح ہے۔''

میں نے اس کو ہر ایک چیز رہنے کے لیے دی ہے۔

''مگر وہ تمہاری طرح کا آدمی چاہتا ہے جو اس سے بات کرے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اپنی طرح کا آدمی اس کے لیے بھی تلاش کرو۔ تمہارے اپنے بھائی کی طرح جو کہ میرے بھائی کو خوش کرے اور اس سے میرا بھائی بھی بات کر کے خوش ہو۔ وہ باتونی نہ ہو۔ مگر وہ جو بھی بیان کرے وہ معنوی گہرائی کا حاصل ہونا چاہیے۔''

بیربل! تم میری بات سمجھ گئے ہو؟

عالی جاہ! ہاں۔ بیربل نے کہا۔

''آپ مجھ سے چاہتے ہیں کہ میں اپنے بھائی جیسا آدمی اس کے لیے تلاش کروں۔''

شہنشاہ نے کہا کہ:۔

''بالکل ٹھیک ہے۔''

بیربل نے ان اشخاص کے بارے میں خیال دوڑایا جوان کے بھائیوں کی طرح ہوں۔

ہاصف بڑا خوش نصیب تھا کہ اس کو اکبر جیسا مل گیا جو اس کو تمام سہولیات سے نوازے۔ مگر بیربل کو کوئی ایسا شخص نہ ملا۔

اکبر بیربل کی بڑی عزت کرتا تھا۔ مگر بیربل بھی اکبر کے ساتھ بڑی محبت اور احترام رکھتا تھا۔ مگر ہاصف اکبر کی طرح کسی بھی صورت میں اس کی طرح کے آدمی کا حقدار نہ تھا۔

ابھی بیربل اس معاملے کو حل کرنے کے لیے سوچ ہی رہا تھا کہ ایک بیل نے باڑے سے بولنا شروع کیا۔ تو بیربل اپنے پاؤں پر اچھلا۔ آخر کار اس نے اپنے بھائی جیسا شخص تلاش کر لیا ہوگا۔

اگلے دن بیربل شہنشاہ سے ملاقات کرنے کے لیے بیل کے ساتھ محل میں گیا۔

شہنشاہ نے دریافت کیا کہ:۔

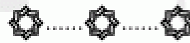
''بیربل! تم بیل کو دربار میں کوئی لائے ہو؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

''عالی جاہ! وہ میرا بھائی ہے۔''

''کیونکہ ہم دونوں نے ایک گائے کا دودھ پیا تھا۔ اس لیے وہ میرے بھائی کی طرح ہے۔ وہ بہت کم گو ہے۔ اگر اس کو سننے والا سمجھ لے تو اس کو ہر معاملے میں بھی رہنمائی کر سکتا ہے۔ اس لیے یہ بیل ہاصف کی خواہشات کو پورا کر سکتا ہے کیونکہ وہ بھی میری طرح ہی ہے۔''

اکبر بہت خوش ہو رہا تھا کہ بیربل نے اُس کو باشعور کر دیا تھا اور یہ واضح کر دیا تھا۔ دوسرا کوئی فرد بیربل جیسا نہیں ہو سکتا، جیسا کہ اکبر جیسا کوئی آدمی نہیں ہو سکتا۔ دونوں ہی مثالی آدمی تھے۔



3-جب لوگوں کی سوچ یکساں ہو

(When the people thought alike)

دربار میں معاملات پر بحث زوروں پر تھی اور درباری ان مسائل کی بحث میں مصروف تھے جو انتظامی لحاظ سے اہمیت کے حامل تھے۔وہ یکے بعد دیگرے اپنی اپنی رائے پیش کر رہے تھے۔شہنشاہ نے مشاہدہ کیا کہ:۔

''ہر ایک درباری کی اپنی رائے الگ ہے۔''

اب بادشاہ نے حیرانگی کا مظاہرہ کیا کہ:۔

''لوگ ایک جیسا کیوں نہیں سوچتے؟یعنی ان کی ایک رائے ہونی چاہیے۔''

اکبر نے بیربل سے پوچھا کہ:۔

''لوگ ہمیشہ کیوں اختلاف رائے رکھتے ہیں؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

عالی جاہ!''ایسا ہمیشہ تو نہیں ہوتا۔''

اجتماعی/مشترکہ مسائل کے بارے میں لوگوں کی اکثر رائے ایک جیسی ہوتی ہے۔''

اسی شام جب شہنشاہ سلامت باغ میں چہل قدمی کر رہے تھے۔انھوں دوبارہ یہ بحث چھیڑ دی اور بیربل سے بحث کرنے لگے۔

بیربل نے اپنی انگلی سے باغ کے کنوئیں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ:۔

''اس درخت کے نزدیک ایک کنواں ہے۔''

''میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کروں گا کہ جب لوگوں کے سامنے اجتماعی یا مشترکہ مسئلہ ہو تو اس کے بارے میں ان کی سوچ ایک جیسی ہوتی ہے۔بالالفاظ دیگر بہت سے مسائل ایسے بھی ہیں جس پر لوگوں کی سوچ یا رائے مختلف نہیں ہوتی۔''

اکبر نے کنوئیں کی طرف چند لمحات کے لیے غور سے دیکھا اور کہا کہ:۔

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم اپنے معاملے Point کو کس طرح ثابت کرو گے؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

''میں ثابت کروں گا۔''

آپ براہ کرم عام شاہی اعلان کرنے کا بندوبست کریں کہ اس شہر کے تمام شہری اس باغ میں نئے چاند کے دن دودھ سے بھرے ہوئے

برتن کے ساتھ آئیں اور وہ دودھ کنوئیں کے اندر انڈیلیں۔"

یہ بہت بڑا شہر ہے اور اگر ہر شہری دودھ سے بھرا برتن اس خشک کنوئیں میں لا کر ڈالے گا تو یہ کنواں جلدی ہی دودھ سے بھر جائے گا۔

شہنشاہ اس خیال سے بڑا محظوظ ہوا اور اُس نے ہنسنا شروع کیا۔ بہر حال بادشاہ نے بیربل کی تجویز کے مطابق حکم جاری کر دیا اور شہر کے اندر عام شاہی اعلان کرایا گیا کہ "جس دن نیا چاند نکلے تو ہر شہری دودھ بھرا پیالہ/ برتن شہنشاہ کے باغ کے کنوئیں میں لا کر ڈالے۔ لہٰذا جب چاند نکلا تو لوگوں نے باغ میں قطار بندی کی۔ ان کے ہاتھوں میں دودھ بھرے پیالے/ برتن تھے تا کہ وہ باری باری کنوئیں میں ڈالیں۔ شہنشاہ اور بیربل دور سے لوگوں کو ایسا کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور آپس میں مسکرا رہے تھے۔ شام ہونے سے پہلے ہی کنوئیں میں دودھ انڈیلنے کا کام ختم ہو گیا اور کنواں منہ تک بھر گیا تھا مگر دونوں نے حیرانگی سے دیکھا کہ:۔

دارالخلافہ کے ہر شہری/ نمائندے نے اس عمل میں شرکت کی ہے۔ اس کے بعد شہنشاہ اور اکبر دونوں نے کنوئیں پر جا کر دیکھا کہ:۔

"کنوئیں میں دودھ نہیں ڈالا گیا تھا بلکہ صاف پانی ڈالا گیا۔ اور دودھ کا کنوئیں پر کوئی نشان بھی نہ تھا۔"

اکبر نے حیرت سے بیربل کی طرف دیکھا اور کہا کہ:۔

"یہ کیسے ہوا؟"

"کیونکہ اعلان تو کنوئیں میں دودھ ڈالنے کا کیا گیا تھا نہ کہ پانی کا۔ تو پھر لوگوں نے دودھ کی بجائے پانی کیوں کنوئیں میں ڈالا؟" بیربل نے قہقہہ لگایا اور کہا کہ:۔

یہ اس وجہ سے ہے کہ:۔

عالی جاہ! میں تو یہ ثابت کرنا چاہتا تھا۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ:۔

"بعض مسائل پر لوگوں کی سوچ ایک جیسی ہوتی ہے۔"

اور یہ اس کی قسم کا مسئلہ ہے۔

لوگوں نے اپنے قیمتی دودھ کی بچت کی اور انھوں نے خیال کیا کہ:۔

"اس خشک کنوئیں میں دودھ ڈالنا بالکل بے فائدہ ہوگا کیونکہ ان کو کچھ حاصل ہونے کی امید نہ تھی۔ اس لیے ہر ایک شہری پانی سے بھرا ہوا برتن/ صراحی لایا۔ اور انھوں نے ہر ایک سے پوشیدہ رکھا کہ دوسرا کنوئیں میں کیا ڈال رہا ہے یا وہ برتن میں کیا لایا ہے؟"

جس کا یہ اثر ہوا کہ کنواں صرف پانی سے بھر گیا۔ اس میں بالکل ذرا برابر بھی دودھ نہیں۔

اکبر نے بیربل کی طرف ستائشی نگاہوں سے دیکھا اور اس کی پشت پر شاباش کی پیار سے تھپکی بھی دی۔ مگر بیربل نے اپنے نقطہ نظر کو ثابت کر دیا کہ:۔

"چند مسائل پر عوام کی رائے ایک جیسی ہوتی ہے۔"

4-عام کہانی

(The continuing story)

شہنشاہ بخار میں مبتلا تھا۔طبیبوں کا ایک گروہ اس کا علاج کر رہا تھا۔مگر چند درباری شہنشاہ کی خوشامد اس کے بستر کے قریب بیٹھے کر رہے تھے۔ شہنشاہ سینے میں/ چھاتی میں درد ہونے کی وجہ سے بستر پر اپنے پانسے بدل رہا تھا یا کروٹیں لے رہا تھا مگر پھر بھی درباری اس سے باتیں کر رہے تھے۔

بیربل نے طبیبوں سے دریافت کیا کہ:۔

''تم نے درباریوں کو شہنشاہ سے کیوں باتیں کرنے کی اجازت دی ہے؟''

طبیبوں نے کہا کہ:۔

''اچھا! یہ محض اس وجہ سے کہ وہ بادشاہ کو چند داستانیں سنائیں تا کہ اس کے درد میں تخفیف ہو۔''

عالی جاہ کو نیند نہیں آ رہی اور ہماری دوائیں بھی موثر نہیں ہو رہیں۔اس لیے اس کو چند دلچسپ کہانیوں کے ساتھ خوش کیا جائے۔اس وجہ سے ہم نے درباریوں کو شہنشاہ سے باتیں کرنے کی اجازت دی ہے۔''

مگر میں آپ لوگوں کو بتانے پر مجبور ہوں کہ:۔

''وہ شہنشاہ کو داستانیں نہیں سنا رہے۔وہ محض اس کی تعریفیں کر کے خوشامد کر رہے ہیں۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

وہ شہنشاہ کو بتا رہے ہیں کہ:۔

''وہ کس قدر مضبوط اور خوبصورت ہے۔''

وہ بتا رہے ہیں کہ:۔

اس نے کس قدر بہادری سے ایک ہی دن میں چار شیروں کو مارا تھا اور کس طرح جرأت سے اُس نے دشمنوں سے جنگیں لڑیں۔اور کس طرح اس نے بہادری سے جنگوں میں افواج کی کمان کی۔آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ کس قدر بے چین ہو رہا ہے؟ آپ ان سے کہیں کہ وہ وہاں سے اٹھ جائیں اور اس کو تنہا رہنے دیں۔میں خود اس کو سلانے کی کوشش کروں گا۔''

پھر ایک سینئر طبیب درباریوں کے پاس گیا اور ان سے کہنے لگا کہ:۔

''براہ کرم بیربل کو بھی موقع دیں کہ وہ شہنشاہ کو ایک کہانی سنائے۔''

''تم سب واقف ہو کہ شہنشاہ بیربل کے ساتھ بہت موافقت یا دوستی رکھتا ہے۔''

یہ سن کر درباری ناراض تو ہوئے مگر چونکہ ان کی داستانوں سے شہنشاہ کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ اس لیے وہ سینئر طبیب کی تجویز پر عمل کرنے پر مجبور تھے۔

شہنشاہ نے مدہم آواز میں بیربل سے کہا کہ:۔

''تم سے کتنی دیر ہوئی ملاقات ہوئی؟''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

''عالی جاہ! میں آج ہی دہلی سے واپس آیا ہوں اور مجھے بتایا گیا کہ آپ بیمار ہیں۔''

طبیب نے یقین دہانی کرائی ہے کہ تم ایک دو دن میں صحت یاب ہو جاؤ گے۔''

مگر تمھیں آرام کرتے ہوئے سونا چاہیے اور میں آپ کو ایک کہانی سناؤں گا۔

شہنشاہ نے کہا کہ:۔

میرے درباری مجھے داستانیں سنا کر سلانے کی کوشش کر رہے تھے مگر مجھے نیند نہ آئی۔

بیربل نے کہا کہ:۔

''اس قدر خونریز جنگوں، انسانوں اور حیوانات کے قتل کرنے کی مختلف کہانیاں تجھے نہیں سلا سکتیں۔ بلکہ اپنے آپ کو ان سے فارغ سمجھو اور پھولوں کے تخیل، پہاڑوں، دریاؤں، پرندوں کے جھنڈ، سبز چراگاہوں، بچوں کے ان سبزہ زار پر کھیلنے کے تخیل کو ذہن میں لاؤ۔ تو پھر آپ کو اچھی نیند آئے گی۔''

اکبر بیربل کی تجویز کی گہرائی کو سمجھ گیا اور اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اس فطرتی مناظر اور خوبصورتی کے بارے میں خیال آرائی شروع کر دی۔ قدرت کی کائنات اور وہ اچانک خاموش ہو گیا۔

کچھ دیر کے بعد شہنشاہ نے انگڑائی لی اور کہا کہ:۔

''اب مجھے نیند آ رہی ہے۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''بہت اچھا۔''

''اب میں آپ کو ایک کہانی سناتا ہوں۔''

ایک دن پرندوں کا ایک جھنڈ آسمان پر اڑ رہا تھا۔ اور پرندے بھوکے خوراک کی تلاش میں اُڑ رہے تھے اور وہ اپنے نزدیک کہیں سے بھی خوراک تلاش نہ کر پائے۔ وہ آگے بڑھے اور وہ ایک گاؤں کے قریب پہنچ گئے۔

وہاں پرندوں نے بہت سا غلہ کئی بڑی بڑی بالٹیوں میں پڑا ہوا پایا اور غلے کی بالٹیوں کے اوپر کوئی ڈھکنا وغیرہ بھی نہیں تھا۔ کسانوں نے غلے کے اوپر اس لیے ڈھکنا نہ دیا تھا کیونکہ وہ غلے کو دھوپ میں خشک کرنا چاہتے تھے۔ پرندوں نے خوب سیر ہو کر غلہ کھایا۔ پھر ایک عقلمند چڑیا نے مشورہ دیا کہ:۔

''چونکہ ہم نے ایک بہت بڑا ذخیرہ غلے کا تلاش کر لیا ہے اور یہاں کوئی بھی اس غلے کا نگہبان نہیں ہے۔ تو ہم اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔''

''دیکھیں! کہ کسانوں نے ٹہنیاں اور گھاس استعمال کرتے ہوئے بڑی بڑی ٹوکریاں تیار کی ہیں جسمیں وہ اپنے مستقبل کے لیے بہت سا غلہ ذخیرہ کر سکتے ہیں۔ ہم بھی اس تجویز پر عمل کر سکتے ہیں اور ہم بھی بہت سا غلہ اپنے مستقبل کے لیے ذخیرہ کر سکتے ہیں۔ ہماری تعداد بیس ہے۔ ہم میں سے دس برگد کے درخت پر ٹوکریاں (گھونسلے) بنائیں اور بقایا دس پرندے یہاں سے غلہ اٹھا کر گھونسلوں میں لے جائیں۔ برگد کے درخت پر ہم شام تک بہت سے چکر لگا سکتے ہیں اور کل دوبارہ ہم واپس آجائیں گے۔''

تمام چڑیوں نے اس تجویز کے ساتھ اتفاق کیا۔

ان میں سے دس چڑیوں نے پتے اور گھاس جمع کرنی شروع کر دی تا کہ ان سے ٹوکریاں (گھونسلے) بنائیں۔ اور بقایا دس چڑیوں نے غلے کو اٹھا کر لے جانا شروع کر دیا تا کہ وہ غلہ ذخیرہ کر لیں۔

اچانک بیربل خاموش ہو گیا مگر شہنشاہ نے ایک منٹ کے لیے انتظار کیا اور پھر تشویشناک انداز میں کہا کہ:۔

''تم کیوں رک گئے ہو، بیربل؟''

چڑیوں کو کیا واقعہ پیش آیا؟''

تم مجھے بچوں کی داستان سنا رہے تھے۔''

طبیب (معالج) اور دوسرے لوگ ہنس پڑے تو شہنشاہ کی آنکھیں کھل گئیں۔ اچھا! مجھے بتاؤ کہ بیربل نے کہا کہ:۔

پھر کیا ہوا؟''

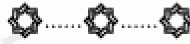
اوہ عالی جاہ! شام تک انتظار کریں۔ چڑیوں نے ایک ایک، دو دو، تین تین، چار چار اور پانچ پانچ دانے کر کے برگد کے درخت میں گھونسلوں میں غلے کا ذخیرہ کیا۔

چڑیاں اپنی چونچوں میں غلہ اٹھا کر لے جا رہی ہیں۔ اڑتے ہوئے اور بار بار واپس بھی آتی ہیں۔ جبکہ دوسری چڑیاں برگد کے درخت میں ٹوکریاں (گھونسلے) بنانے میں مصروف ہیں۔''

شہنشاہ نے کہا کہ:۔

اوہ! مجھے اونگھ آ رہی ہے۔اور جلدی ہی اس نے خراٹے لینے شروع کر دیے۔ پھر معالجوں کو آرام/سکون کا سانس آیا اور انھوں نے بیربل کی کوششوں کا شکریہ ادا کیا۔

بیربل نے محض آسان اور سادہ بچوں کی کہانی شہنشاہ کو سنائی تھی۔ کہانی میں پرندے مستقل مزاجی سے غلہ اٹھا کر لے جاتے دکھائے گئے ابھی کہانی جاری تھی اس کا کوئی نتیجہ بھی برآمد نہیں ہونے والا تھا۔اس سے شہنشاہ بہت محظوظ ہوا اور وہ جلدی ہی سو گیا۔



5- چھوٹی چھڑی

(The shorter stick)

ایک دن اکبر اور بیربل باغ میں چہل قدمی کر رہے تھے اور بیربل اکبر کو ایک مزاحیہ کہانی بیان کر رہا تھا جس سے اکبر بڑا لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اچانک اکبر کو بانس کی چھڑی نظر آئی جو کہ زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ اس کے ذہن میں بیربل کو تنگ کرنے کا خیال آیا۔ اس نے بیربل کو وہ بانس کی چھڑی دکھائی اور اس سے سوال کیا کہ:۔

''کیا تم اس چھڑی کو کاٹے بغیر چھوٹا کر سکتے ہو؟''

بیربل نے کہانی کو سنانا بند کر دیا اور اکبر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگا۔ مگر اکبر اس پر شرارتی انداز میں ہنسا تو بیربل سمجھ گیا کہ:۔

''اکبر مجھ سے مذاق کرنے کے موڈ میں ہے یا وہ مجھ سے مذاق کرنا چاہتا ہے۔''

بہر حال اس ایک سوال کا ایک ہی جواب ہو سکتا ہے۔ بیربل نے اپنے ارد گرد نظر دوڑائی۔ اس نے اپنے گرد مالی کو گھومتے دیکھا جس کے ہاتھ میں دراز (لمبی) بانس کی چھڑی تھی۔ بیربل نے مالی کو اشارہ کر کے بلایا۔

جب مالی قریب آیا۔ تو اس نے مالی سے وہ چھڑی لے لی اور اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ لیا۔

پھر اس نے اس بانس کی چھڑی کو کھڑا کر دیا جو اس کو شہنشاہ نے دی تھی اپنے بائیں ہاتھ میں۔

اب بیربل نے شہنشاہ سے کہا کہ:۔

''اب یہاں پر نظر دوڑائیں (دیکھیں)''

''آپ کی چھڑی چھوٹی دکھائی دیتی ہے؟''

میں نے اسے کاٹا بھی نہیں ہے۔

پھر بھی یہ چھوٹی دکھائی دے رہی ہے کیونکہ میں نے باغبان کی چھڑی پکڑی ہوئی ہے جو کہ دراز ہے۔ یہ سن کر اکبر بہت خوش ہوا اور بیربل کے کندھے پر شاباش کی تھپکی دی۔

۞......۞......۞

6- پنڈت جی

(Panditji)

شام کا وقت تھا۔ ملاقاتی جا چکے تھے۔ مگر بیربل نے دیکھا کہ ایک موٹا آدمی ایک کونے میں شرم کے مارے بیٹھا ہے۔

بیربل اس کی طرف بڑھا اور کہا کہ:۔

''میرا خیال ہے کہ تم مجھے کچھ کہنا چاہتے ہو؟''

آپ بالکل نہ شرمائیں۔

براہ کرم مجھے بتائیں۔ آپ کا کیا مسئلہ ہے؟

بیربل نے کہا۔

اس موٹے آدمی نے کہا کہ:۔

''اچھا میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں پڑھا لکھا آدمی نہیں ہوں۔ میں نے تعلیم کو شوق سے حاصل نہیں کیا۔ اب مجھے افسوس لگ رہا ہے۔ اور میں اپنی سوسائٹی میں عزت دار آدمی بننا چاہتا ہوں۔ مگر اب وقت گزر چکا ہے۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''وقت ابھی بھی نہیں گزرا۔ اگر تم محنت کرو۔ اب بھی تم پڑھے بن سکتے ہو۔''

اس موٹے آدمی نے کہا کہ:۔

''اس کام کے لیے عرصہ درکار ہے۔''

میں محض شہرت حاصل کرنے کے لیے اتنا طویل عرصہ کے لیے انتظار نہیں کر سکتا ہوں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ:۔

''کیا کوئی جلدی شہرت حاصل کرنے کا طریقہ ہے؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

''یہ تمھارے لیے مختصر طریقہ ہے۔''

اگر تم عقلمند آدمی بننا چاہتے ہو اور شہرت بھی پانا چاہتے ہو تو تمھیں محنت کرنی ہوگی اور وہ بھی کچھ عرصہ کے لیے۔''

اس موٹے آدمی نے کہا کہ:۔

''نہیں جناب! میں صبر نہیں کر سکتا ہوں میں تو فوری طور پر شہرت حاصل کرنا چاہتا ہوں تا کہ لوگ مجھے ''پنڈت جی'' کے نام سے پکاریں۔''

بیربل سمجھ گیا کہ:۔

''یہ شخص صرف پنڈت جی کہلانے میں دلچسپی رکھتا ہے جو کہ پڑھا لکھا ہوتا ہے۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''اچھا!''

آپ کے لیے یہ آسان طریقہ ہے کل تم مارکیٹ کے پاس انتظار کرو۔

''میرے آدمی وہاں ہوں گے اور وہ آپ کو پنڈت جی کے نام سے پکاریں گے اور وہ بار بار تمھیں بلند آواز سے پکاریں گے۔جس سے دوسرے لوگ متوجہ ہوں گے اور وہ بھی آپ کو پنڈت جی کہنا شروع کر دیں گے جو کہ ایک فطری امر ہے۔''

مگر یہ ڈرامہ اس انداز میں کامیاب ہوگا کہ:۔

''جب تم تھوڑا غصے کا مظاہرہ کرو گے اور ان پر کنکریاں مارو گے یا چھڑی لے کر ان کے پیچھے بھاگو گے یا تعاقب کرو گے تو۔''

مگر احتیاط کریں کہ:۔

''تم صرف حملہ کرنے کا بہانہ بنانا (حملہ نہ کرنا) اور یہ بھی خیال کرنا کہ کسی کو کوئی گزند نہ پہنچے۔''

اگلے روز جس طرح کہ بیربل نے موٹے آدمی کو سمجھایا۔وہ موٹا آدمی گنجان مارکیٹ کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا تو وہاں بیربل کے آدمی بھی پہنچ گئے اور اس کو بلند آواز سے پنڈت جی کے نام سے پکارنا شروع کر دیا۔

موٹے آدمی نے سڑک سے ایک چھڑی لی اور بیربل کے آدمیوں کے پیچھا لگ گیا تا کہ ان کو مارے۔بیربل کے آدمی دُم دبا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔مگر وہ بار بار پنڈت جی پنڈت کے نام سے اس کو ضرور پکارتے رہے۔جلدی ہی چھوٹے بچے جو کہ وہاں گھوم رہے تھے انھوں نے بھی اس موٹے آدمی کو بلند آواز سے پنڈت جی، پنڈت جی پکارنا شروع کر دیا۔جلدی ہی مزاحیہ منظر سامنے آ گیا کیونکہ موٹا آدمی لوگوں کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔اور لوگ رقص کرتے ہوئے اس پر ہنس رہے تھے۔اور اس کو پنڈت جی، پنڈت جی پکار رہے تھے۔اس ڈرامے نے موٹے آدمی کو لوگوں میں پنڈت جی کے نام سے متعارف کروا دیا۔لوگ جب بھی اسے دیکھتے وہ اسے پنڈت جی، کہنا شروع کر دیتے تھے۔حقیقت میں لوگ اس سے مذاق کرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ:۔

''وہ ہاتھ میں چھڑی لے کر پاگل آدمی کی طرح ان کا تعاقب کرے گا۔مگر موٹا آدمی یہ سوچ کر بہت خوش تھا کہ وہ ایک مشہور آدمی بن گیا ہے۔''

''کئی مہینے گزر گئے تو موٹا آدمی اس شہرت سے اکتا گیا اور اب اس نے محسوس کیا کہ لوگوں کا اس کو پنڈت جی کہنا کوئی قابل قدر بات نہیں رہی۔وہ صرف لطف اندوز ہوتے ہیں۔پنڈت جی کہہ کر۔کیونکہ ان کا خیال ہے کہ وہ اس سے ناراض ہوگا اور ان کو برا بھلا بھی کہے گا۔''

اس نے اپنے آپ سے سوال کیا کہ:۔

''وہ مجھے ایک پاگل آدمی سمجھتے ہیں؟''

اس خیال نے اس کو اس قدر پریشان کیا کہ وہ دوبارہ بیربل کے پاس آیا اور اس نے بیربل سے کہا کہ:۔

''مجھے صرف پنڈت جی کی شہرت کی ضرورت نہیں۔ میں پنڈت جی کے کھلانے کو پسند کرتا تھا اور میں نے کافی دنوں تک اس کا مزہ اڑا لیا ہے۔مگر اب میں تنگ آ گیا ہوں۔لوگ میری عزت نہیں کرتے۔ وہ صرف میرا مذاق اڑاتے ہیں۔'' موٹے آدمی کی شہرت کی داستان سن کر بیربل خوب ہنسا اور اس نے کہا کہ:۔

''میں نے آپ سے کہا تھا کہ تم اپنے آپ کو طویل عرصہ کے لیے ایک عالم آدمی ثابت نہیں کر سکتے ہو۔لوگ تمھیں وہ نہیں کہیں گے جو تم نہیں ہو۔''

''کیا تمھارے خیال میں سب بیوقوف ہیں؟''

اب تم کچھ عرصہ کے لیے دوسرے قصبے میں چلے جاؤ۔ جب واپس آ ؤ گے تو۔

تو تم ان لوگوں کے پنڈت جی کے مذاق کو بالکل نظر انداز کر دو اور ان کے ساتھ ایک شائستہ آدمی کی طرح سلوک کرو تو جلدی ہی لوگ محسوس کر لیں گے کہ:۔

''پنڈت کہنے میں کوئی مذاق نہیں ہے اور وہ آہستہ آہستہ اس کو ترک کر دیں گے۔''

موٹے آدمی نے بیربل کی تجویز پر عمل کیا اور جب وہ دوسرے قصبے سے چند مہینوں کے بعد واپس آیا تو لوگوں نے اس کو تنگ کرنے کی خاطر پنڈت جی کے نام سے پکارنا شروع کیا۔مگر اس نے کوئی توجہ نہ دی۔ اب موٹا آدمی بہت خوش ہوا کہ اس کو اس کے اصل نام سے لوگوں نے بلانا شروع کر دیا۔

اس واقعہ سے اس نے یہ سبق حاصل کیا کہ:۔

''کوئی ایسا زود ی (جلدی) طریقہ شہرت حاصل کرنے کا نہیں ہے۔''



7- عجیب شرط

(The strange condition)

دہلی کے شہر میں دو ساہوکار رہتے تھے جن کے نام یہ تھے:۔

i- رام داس ii- دھنداس

رام داس ایک ایماندار آدمی تھا۔ وہ مقروض افراد سے بہت کم شرح سے سود لیا کرتا تھا جو کہ صرف پانچ فیصد کے برابر تھا کہ اس کے مقروض سال کے عرصہ میں واپس کر سکیں۔

مگر دھنداس بہت حریص تھا وہ پچیس فیصد سود وصول کیا کرتا تھا۔ ایک مزید برآں، وہ سود پیشگی وصول کرتا تھا۔ اگر کوئی دھنداس سے ایک سو سکے قرض لیتا تھا تو وہ صرف پچھتر سکے حاصل کرتا کیونکہ پچیس سنہری سکے بطور سود کے منہا (تفریق) کر لیتا تھا۔ دھنداس بڑا تنومند تھا اور مقروض خوفزدہ ہوتے تھے۔ مگر رام داس کبھی بھی اپنے مقروضوں کو ہراساں نہیں کرتا تھا۔ بعض اوقات وہ اپنے مقروض افراد سے سود بھی وصول نہ کرتا تھا۔ جبکہ وہ دیکھتا کہ مقروض بہت ہی غریب ہے اور وہ سود ادا نہیں کر سکتا۔

لوگ دھنداس کے پاس اس وقت جاتے تھے جب ان کو کسی دوسرے ساہوکار سے قرض نہ مل سکتا تھا۔ اگر ان کو رام داس سے قرض مل سکتا تو وہ کسی دوسرے ساہوکار کے پاس نہ جاتے تھے۔

بہرحال اکثر اوقات وہ رام داس سے قرض حاصل نہ کر سکتے تھے کیونکہ رام داس کے مقروضوں کی بڑی تعداد تھی۔ مگر اُن میں سے اکثر وقت پر رقم واپس نہیں کر سکتے تھے۔ وہ رقم کو کئی سال تک اپنے پاس رکھتے تھے سود کا لحاظ کیے بغیر۔ اس لیے رام داس کے لیے ممکن نہ تھا کہ وہ ان تمام لوگوں کو قرض دے سکے جو اس کے پاس آتے تھے۔

ایک دن رام داس کا ایک پرانا دوست جس کا نام شادی مل تھا وہ اس سے ملا اور اس نے درخواست کی کہ:۔

''مجھے ایک لاکھ سنہری سکوں کی ضرورت ہے۔'' اس نے کہا۔ اور اگر مجھے یہ رقم میسر نہیں ہوتی تو مجھے کاروباری کافی نقصان ہوگا۔''

تو رام داس نے کہا کہ:۔

''اگر میرے مقروضوں میں سے کسی نے آج قرضہ واپس کیا تو میں وہ تجھے دے دوں گا۔''

پھر اس نے ان اشخاص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو کہ وہاں بیٹھے تھے کہا کہ:۔

''دیکھو پندرہ آدمی میری دکان پر آئے ہیں وہ تمام فوری طور پر قرضہ لینا چاہتے ہیں۔ ان کی شادی کی وجہ ہے۔ ان میں سے بعض اپنی

بیٹیوں کی شادی کے لیے قرضہ لینا چاہتے ہیں۔مگران میں سے اکثر کو ایک ہزار سے زائد سکوں کی ضرورت نہیں۔مگر تمہاری ضرورت تو ایک لاکھ سکوں کی ہے۔اس لیے اگر مجھے کوئی رقم مل گئی تو میں ان کی پہلے ضرورت پوری کروں گا۔اور بعدازاں آپ کے بارے میں سوچوں گا۔''

''لہٰذا آپ شام تک انتظام کریں۔صرف آج رات تک۔''

آپ میرے ساتھ میرے گھر میں قیام کریں اور آرام فرمائیں تمھارے گھوڑوں کی خدمت میرے گھر کے افراد کریں گے۔شادی مل نے کہا کہ:۔

''میرے دوست! تمھیں مجھے مایوس نہیں کرنا چاہیے۔''میں یہ رقم اگلی دیوالی کی رات یا قبل واپس کردوں گا یہ میرا وعدہ ہے۔''

اسی رات جب رام داس نے اپنی دکان بند کی۔تو اس وقت اس کے پاس صرف پچیس ہزار سنہری سکے تھے۔جبکہ اس کو پندرہ آدمیوں کو قرض دینے تھے۔

رام داس اپنے دوست کے لیے کچھ کرنا چاہتا تھا۔اس لیے اس نے دھنداس کے پاس جانے کا فیصلہ کیا تا کہ وہ اپنے دوست کے لیے اس سے رقم حاصل کرسکے۔

رام داس دھنداس کے پاس جاتا ہے تو دھنداس اسے کہتا ہے کہ:۔

اچھا تم نے میرا کاروبار خراب کردیا ہے۔تم سخی بننا چاہتے ہو اور قرضے پر کم شرح سے سود وصول کرتے ہو مگر میں تم سے معولی کے مطابق سود وصول کروں گا۔تم صرف پچھتر ہزار سنہری سکے حاصل کروگے جبکہ تم دستخط ایک لاکھ پر کروگے اور تم کو دیوالی کے دن یا پہلے رقم واپس کرنی ہوگی اور اگر تم وقت پر نہ کرسکے تم مجھے اجازت دوگے کہ میں تمہاری کمر سے ایک سیر تازہ گوشت کاٹ لوں۔''

رام داس دھنداس کی یہ عجیب شرط سن کر بڑا افسردہ ہوا۔

رام داس نے کہا کہ:۔

''اگر کسی شخص کی کمر سے آدھ سیر گوشت کاٹا جائے تو وہ مرجائے گا تم مجھے مارنا چاہتے ہو؟''

دھنداس نے کہا کہ:۔

''اچھا! تمھیں رقم حاصل کرنے کے لیے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں کرنا پڑے گا۔''

رام داس نے اپنے دوست کی خاطر معاہدے پر دستخط کردیے اور واپس پچھتر ہزار سنہری سکوں کے ساتھ چلا گیا اور اس نے اپنے طرف سے پچیس ہزار سنہری سکے شامل کرکے دوست کو ایک لاکھ کی رقم ادا کردی۔شادی مل خوب جانتا تھا کہ کس طرح اس کے دوست نے دھنداس سے رقم قرض لی ہے۔شادی مل نے کہا کہ:۔

''مجھے اچھا نہیں لگا جب تم دھنداس کے پاس گئے تھے۔یہ ساری رقم دیوالی کی رات سے پہلے واپس کردوں گا۔''

مگر شادی مل اپنا وعدہ پورا نہ کرسکا تو دھنداس وہاں ہنستے ہوئے طنزیہ آمیز رویے کے ساتھ آیا اس کے ہاتھ میں چھری تھی۔

دھنداس نے بلند آواز سے کہا کہ:۔

''دیوالی کی رات پہلے گزر چکی ہے۔اب تم معاہدے کی شرائط پوری کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔''

''وہاں لوگوں کا ہجوم تھا اور وہاں ہجوم میں سے اکثر لوگ دھنداس کے خلاف تھے۔ہجوم میں افراد نے کہا کہ اسے ایک یا دو دن اور دے دیں۔''

دھنداس نے کہا کہ:۔

''نہیں،اب میں اس کی کمر سے ایک سیر تازہ گوشت کاٹوں گا۔''

رام داس کے بیوی بچے بے یار و مددگار آہ و زاری کر رہے تھے۔رام داس نے ان کو خاموش ہونے کی ہدایت کی اور کہا کہ:۔

''میں اس شرط کا پابند تھا اس لیے مجھے اس پر عمل کرنا چاہیے۔''

اچانک انھوں نے چار گھوڑ سوار سامنے سے آتے دیکھے ان میں ایک شادی مل بھی تھا۔

شادی مل نے کہا کہ:۔

''رام داس، مجھے بڑا افسوس ہے مجھے موسم کی خرابی کی وجہ سے دیر ہوگئی۔بہر حال یہ رقم ہے یہ براہ کرم دھنداس کو ادا کر دیں اور معاہدے کے کاغذات ضائع کر دیں۔''

دھنداس نے کہا کہ:۔

''اب رقم کی ضرورت نہیں کیونکہ وقت ختم ہو چکا ہے۔''

شادی مل نے کہا کہ:۔

''ہم تمہاری رقم لوٹا رہے ہیں اور اگر تم اس پر راضی نہیں ہو تو میں مزید ادا کر سکتا ہوں۔''

''میرے دوست نے میری عوض معاہدے پر دستخط کیے تھے۔وہ میرا مخلص دوست ہے۔''

وہ جائے تمہارے ساتھ جہنم میں اور تمہاری دوستی۔میں تو اس کی کمر سے ایک سیر تازہ گوشت کاٹوں گا۔دھنداس نے اصرار کیا، میں اس کا تازہ گوشت چاہتا ہوں جیسا کہ معاہدہ ہو چکا ہے۔'' کیا میں معاہدہ دیکھ سکتا ہوں؟ انھوں نے وہاں کھڑے آدمی سے سنا جو کہ کچھ فاصلے پر گھوڑے کی لگام اپنے ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔''

لوگوں نے فوری طور پر پہچان لیا کہ وہ آدمی جو گھوڑے کی لگام تھامے کھڑا ہے وہ راجہ بیربل تھا۔میں اس علاقے سے گزر رہا تھا کہ بعض لوگوں نے مجھے آگاہ کیا کہ ایک ساہوکار دوسرے سے ایک سیر تازہ گوشت کا مطالبہ کر رہا تھا جس نے اس سے رقم قرض حاصل کی تھی۔

شادی مل بیربل کے نزدیک آیا اور اس نے اس سے عرض کی کہ:۔

براہ کرم انصاف کریں اور اس کے سامنے ہاتھ باندھے۔

بیربل نے کہا کہ:۔

''میں تمھارے دوست کو جانتا ہوں کہ وہ ایماندار شخص ہے اور میں ہمیشہ ایماندار اشخاص کی حمایت کرتا ہوں۔''

دھنداس نے کہا کہ:۔

اگر راجہ بیربل رام داس کی حمایت کرتا ہے تو میں شہنشاہ کی عدالت میں جاؤں گا۔''

ہجوم نے اس پر پھبتی کسی، بیربل نے مزید کچھ نہ کہا۔اس نے معاہدہ کی شرائط پڑھیں اور کہا کہ:۔

ہاں! تم رام داس کی کمر سے ایک سیر تازہ گوشت کاٹ سکتے ہو مگر یاد رکھو کہ گوشت سے ایک قطرہ خون کا نہیں گرنا چاہیے۔شرط صرف گوشت کی ہے خون کی نہیں ہجوم نے خوشی سے قہقہہ لگایا ''اب دھنداس اپنی بُری حرکت پوری نہیں کر سکے گا۔''

دھنداس نے غصے سے بیربل کی طرف دیکھا اور کہا کہ:۔

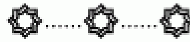
''بالکل ٹھیک ہے تم مجھے میری رقم واپس کردو۔ مجھے اس کے گوشت کی ضرورت نہیں۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''تم اب رقم بھی واپس نہ حاصل کر سکو گے۔تم نے رقم لینے سے انکار کر دیا تھا۔تم اس کا گوشت کاٹنے پر اصرار کر رہے تھے۔اب یہ واضح ہے کہ تم صرف رام داس کو قتل کرنا چاہتے ہو۔قاتل آدمی کو کس طرح سزا کے بغیر جانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ہے۔تمھیں اپنے پچھتر ہزار سنہری سکے چھوڑنے چاہیے اور سبق حاصل کرنا چاہیے۔''

ہجوم نے بیربل کے انصاف کی تعریف کی۔

بیربل اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ہجوم نے اس کو سلام کیا۔رام داس اور شادی مل نے ہاتھ جوڑ کر راجہ بیربل کو آداب پیش کیے اور بیربل بھی ان کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔وہ خوش تھا کہ اس نے ایک ایماندار آدمی کی جان بچائی۔



8-زبان کی لغزش

(Slip of tongue)

ایک مرتبہ ایک بوڑھے آدمی نے حج پر جانے کا فیصلہ کیا وہ محنت مزدوری کرتا اور کچھ رقم کماتا اور مستقبل کے لیے بچاتا تھا۔ جب اس نے سفر پر جانے کا منصوبہ بنایا تو اس نے محفوظ جگہ رقم رکھنے کے لیے تلاش کی۔

اس نے وہ برتن (تجوری) جس میں وہ خفیہ جگہ پر اپنی رقم چھپایا کرتا تھا باہر نکالا۔ اس کے بعد اس نے اپنے مکان کے تمام دروازے اور کھڑکیاں بند کر لیں اور اپنی رقم کا حساب کیا۔

وہ صرف چار ہزار سنہری سکے تھے۔

اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ:۔

''میں صرف دو ہزار سنہری سکے اپنے اخراجات کے لیے لے جاؤں گا۔ میرا خیال ہے کہ یہ چھ ماہ کے سفر کے لیے کافی ہوں گے کیونکہ گروپ کے دوسرے افراد بھی اتنی ہی رقم لے جا رہے ہیں کیونکہ جنگلی راستوں کے سفر میں زائد رقم اپنے پاس رکھنا خطرناک کام ہوگا۔ راستے میں لٹیرے ہوں گے۔ سفر سے واپسی پر میں تھکا ماندہ ہوں گا اور ساری رقم بھی خرچ کر چکا ہوں گا اور کچھ عرصہ گھر میں آرام کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اس وقت مجھے رقم کی ضرورت ہوگی۔ اگر مجھے گھر میں بیٹھنا پڑا تو میں صرف دو ہزار سنہری سکے ہی ساتھ لے جاؤں گا۔ میں باقی دو ہزار سے اپنے معاملات سدھار لوں گا جب مجھے گھر میں بے کار بیٹھنا پڑا۔ مگر میں انھیں کہاں رکھوں؟''

''کسی جگہ پر دفن کرنا بالکل غیر محفوظ ہوں گے؟''

کیا حالت ہوگی اگر ان کو کسی کے پاس چھوڑتا ہوں واپسی پر وہ ادا کرنے سے انکار کر دے تو بہر حال سکھ رام امیر آدمی ہے۔ اس پر اتنے سنہری سکوں کے بدلے اعتماد کیا جا سکتا ہے؟''

یہ اس نے حتمی فیصلہ کر لیا کہ:۔

بوڑھا آدمی اپنے امیر دوست سکھ رام سے ملا اور اس سے دو ہزار سنہری سکے کی تھیلی اپنے پاس رکھنے کی درخواست کی۔ سکھ رام نے خوشی سے سنہری سکوں کی تھیلی لے لی اور اس کی واپسی پر لوٹانے کا وعدہ کیا۔ جب وہ چھ ماہ کے بعد لوٹے گا۔ بوڑھے آدمی نے بے فکر ہو کر اپنے سفر کو لطف اندوزی کے ساتھ ختم کیا اور وہ اپنے آبائی جگہ پر چھ ماہ کے بعد آیا۔ وہ اپنے دوست سکھ رام کے پاس گیا اور اس کو کچھ مٹھائی دی اور کہا کہ:۔

آہ یہ تیرا عمدہ سفر تھا۔ میں نے بہت سے مقامات کی سیر جنوب اور مشرق میں زیارتیں کیں۔

سکھ رام نے کہا کہ:۔

''اچھا میرے پاس تمھاری سفری داستان سننے کا وقت نہیں ہے۔''

اس بوڑھے آدمی نے کہا کہ:۔

''بالکل ٹھیک ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم بہت مصروف آدمی ہو۔ مگر کم از کم میری دو ہزار سنہری سکوں کی تھیلی واپس کر دو۔ تم جانتے ہو کہ اب مجھے ضرورت ہوگی۔''

سکھ رام بوڑھے آدمی پر بلند آواز سے برسا کہ:۔

''تم کس کے بارے میں باتیں کر رہے ہو؟'' میں نے تم سے کوئی سنہری سکوں کی تھیلی نہیں لی تم نے ضرور کسی دوسرے شخص کو دی ہوگی۔ جاؤ اس کو تلاش کرو۔ تم نے مجھے تھوڑی سی مٹھائی دی ہے اگر تم چاہو تو میں اس کی رقم ادا کر دوں؟'' مجھے علم ہے کہ تمھیں مجھے دوست کہہ کر اطمینان حاصل ہوتا ہے اور میں نے کبھی بھی اعتراض نہیں کیا بصورت دیگر ایک غریب آدمی کبھی بھی میرے جیسے امیر آدمی کا دوست نہیں ہو سکتا۔''

بوڑھے آدمی نے آہ زاری کرنی شروع کر دی کہ:۔

سکھ رام! براہ کرم میری رقم واپس کر دو! براہ کرم میرے اوپر ترس کھاؤ! میں نے تمھارے پاس صرف اس لیے رقوم رکھوائی تھی کیونکہ مجھے اعتماد تھا۔ براہ کرم میری رقم واپس کر دو۔''

وہاں ایک چھوٹا سا ہجوم اکٹھا ہو گیا اور دو آدمی سکھ رام کے سامنے آئے اور کہا کہ:۔

سکھ رام!

''ہمیں معلوم ہے کہ یہ آدمی دروغ گوئی نہیں کرتا۔''

ان میں سے ایک آدمی نے سکھ رام سے کہا کہ:۔

''تجھے اس کی رقم واپس کرنی ہوگی۔''

سکھ رام نے کہا کہ:۔

''دیکھو! وہ مجھے اپنا دوست کہتا ہے۔ مگر دوستی کے پردے میں وہ میری سادگی اور شرافت کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔'' اگر وہ یہ چاہتا ہے تو میں اس کی چند سنہری سکوں کے ساتھ مدد کر سکتا ہوں۔ مگر اس کو سمجھائیں کہ مجھے جھوٹا نہ کہے اور مجھے بیوقوف نہ بنائے۔'' ان میں سے ایک نے کہا کہ:۔

''ہم جلدی یہ جان لیں گے کہ کون سچا اور کون جھوٹا ہے؟''

''تم سب کو راجہ بیربل کے پاس چلنا چاہیے۔ صرف وہ ہی ہمارا انصاف کرنے کا مجاز ہوگا۔''

اب سکھ رام کو بیربل کے مکان پر جانا پڑا۔ بیربل نے ایک ایک سے باری باری بات سنی۔ بوڑھا آدمی آنسو بہا رہا تھا! مگر سکھ رام دھمکی آمیز رویے کے ساتھ مکارانہ مظاہرہ کر رہا تھا۔

سکھ رام نے بات دہرائی کہ:۔

''میں سادہ شریف آدمی ہوں اور میری سادگی کی وجہ سے یہ شخص فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔''

بیربل نے سکھ رام اور بوڑھے آدمی کے چہروں کو دیکھا مگر وہ نتیجہ اخذ نہ کر سکا کہ ان میں سے کون سچا اور کون جھوٹا ہے؟''

بیربل نے بوڑھے آدمی سے پوچھا کہ:۔

''جب تم نے سکھ رام کو سنہری سکوں کی تھیلی دی تو تمھارے ساتھ کون تھا؟''

بوڑھے آدمی نے جواب دیا کہ:۔

''سکھ رام اور میرے سوا کوئی دوسرا نہ تھا۔''

کوئی طریقہ یا راستہ نہیں۔ مجھے سوجھ رہا کہ اس نے مجھے دھوکا دیا۔ اگر میں نرم رویہ اختیار کرتا تو میں نے اس کو کبھی بھی رقم نہ دی ہوتی۔

بیربل نے کہا کہ:۔

''تمھیں کسی کو لانا پڑے گا جو گواہی دے تمھارے لیے۔ تم یاد کرو کہ تمھارے اردگرد کوئی تھا جس وقت تم نے اس کو رقم دی تھی اگر تم گواہ پیش کرنے سے قاصر رہے تو وہ ثابت کرے گا کہ تم جھوٹے ہو۔''

''اوہ خدایا آدمی چلایا۔''

''اب تم بھی اس جیسی باتیں کرتے ہو؟''

میں نے تمھیں بتایا کہ:۔

''وہاں ہمارے پاس صرف چند درخت اور پرندوں کے سوا کوئی نہ تھا۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''جاؤ اور درختوں سے کہو کہ وہ یہاں آئیں۔ تم پرندوں سے بھی کہہ سکتے ہو کہ وہ یہاں آئیں۔ فکر مند مت ہو جاؤ میں ان کی زبان بھی سمجھتا ہوں۔ اگر تم درخت لانے کا بھی یہاں انتظام کر سکو تو تمھارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔''

اس آدمی نے پوچھا کہ:۔

''درخت یہاں کیسے آئے گا؟''

اور تم کس طرح توقع رکھتے ہو کہ پرندے یہاں گواہی دینے کے لیے آئیں گے۔ ہم اس جیسی باتیں کرنے سے منع کرتے ہیں۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

اب صرف معجزہ کرامت ہی اسے بچا سکتا ہے؟ اگر وہ کسی درخت یا پرندے کو یہاں نہ لایا تو اسے جیل بھیج دیا جائے گا۔ مگر مجھے توقع ہے کہ قدرت انصاف کرنے کا انتظام کرے گی۔''

بوڑھے آدمی نے کہا کہ:۔

''بالکل ٹھیک ہے۔ میں درختوں اور پرندوں سے درخواست کروں گا۔''

سکھ رام نے بیان دیا کہ:۔

''اب اسے بھاگ جانے کا موقع مل گیا ہے مجھے یقین ہے کہ وہ بھاگ جائے گا۔''

بوڑھے آدمی نے کہا کہ:۔

''میں کبھی بھی نہیں بھاگوں گا اور وہ درختوں اور پرندوں کو بلانے کے لیے گیا۔''

بیربل نے پوچھا کہ:۔

''تمہارا پرانا دوست کیسا ہے؟ کہ وہ تا حال واپس نہیں آیا۔''

سکھ رام نے فوری طور پر جواب دیا کہ:۔

''میرا خیال ہے کہ وہ بھاگ گیا ہے۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''ہمیں اس کا انتظار کرنا چاہیے کیا وہ دور گیا ہے؟''

سکھ رام نے جواب دیا کہ:۔

''ایک گھنٹہ جانے اور ایک گھنٹے آنے کے لیے درکار ہوگا، مگر مجھے یقین ہے کہ وہ کسی باغ کی طرف نہیں گیا۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''لیکن پھر بھی ہمیں اس کا انتظار کرنا چاہیے۔''

بوڑھا آدمی تقریباً تین گھنٹے کے بعد واپس آیا اور کہا کہ:۔

''میں نے درختوں سے کہا کہ وہ میرے ساتھ چلیں۔ اور میں نے پرندوں سے کہا کہ وہ میرے ساتھ آئیں۔ مگر کسی نے بھی درختوں اور پرندوں کی شہادت کے بارے میں نہیں سنا۔ تم نے مجھے بیوقوفوں کی طرح نچایا میں ناچا۔ اب کیا کیا جائے؟''

سکھ رام نے کہا کہ:۔

''اب تم جیل میں جاؤ اور آرام کی نیند سو جاؤ۔''

مگر بیربل نے اشارہ کیا کہ محافظوں نے سکھ رام کو گرفتار کر لیا۔ ہر آدمی جو بھی وہاں حاضر تھا اس نے حیرت سے دیکھا۔ وہ یقین نہ کر سکتے تھے کہ جب بیربل نے ان سے کہا کہ:۔

''اب معجزہ ظاہر ہوگا۔''

پھر بھی انھوں نے صبر سے انتظار کیا کہ کس طرح مجرم کو سزا دی جائے گی؟''

بوڑھے آدمی کو سزا نہ دی گئی بلکہ سکھ رام کو گرفتار کر لیا گیا۔

بیربل نے سکھ رام سے کہا کہ:۔

''اب تم بوڑھے آدمی کو سنہری سکوں کی تھیلی واپس کر دو۔ محافظ تمھیں شہنشاہ کی عدالت میں انصاف کے لیے پیش کریں گے۔ تم نے اپنے دوست کو دھوکا دیا ہے جس نے تمھارے پاس خون پسینے کی کمائی رکھی تھی اور تمہاری دوستی کا اعتماد کیا۔''

سکھ رام نے پوچھا کہ:۔

''آپ مجھے کیسے مجرم ٹھہراتے ہیں؟''

بیربل نے پوچھا کہ:۔

''تجھے کیسے علم ہوا کہ وہ بوڑھا آدمی تمھارے باغ میں گیا؟''

تم نے صرف یہ بتایا کہ ایک گھنٹہ پہنچنے کا تمھارے باغ تک کا ہوگا۔ کسی کو علم نہیں کہ بوڑھے آدمی نے باغ میں تجھے رقم حوالے کی۔ تم نے ہوشیار بننے کی کوشش کی ہے مگر تم صرف اپنی زبان کی لغزش سے باغ کے بارے میں بات کرتے ہو جو کہ سچ تھا جو کہ تم کبھی بھی بتانا نہیں چاہتے تھے۔

ایک آدمی نے کہا کہ:۔

''ہمیں بھی شک تھا کہ سکھ رام مجرم ہے۔ مگر ہم ثابت نہیں کر سکتے تھے۔ مگر ہم آپ کے مشکور ہیں جناب!

سکھ رام کی چالاکی اور غریب آدمی کو نقصان سے بچانے کے بدلے۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''میں ہمیشہ انصاف اور حق کی تلاش میں ہوں۔''

بوڑھے آدمی نے کہا کہ:۔

''عزت مآب راجہ بیربل! آپ عظیم انسان ہیں۔''

پھر وہ سکھ رام کی طرف پلٹا اور کہا کہ:۔

''ابھی تک تم نے اپنے جرم کا اقبال نہیں کیا؟''

سکھ رام نے بوڑھے آدمی کا ہاتھ تھاما اور سسکیاں بھرنی شروع کیں۔

سکھ رام نے کہا کہ:۔

''براہ کرم! مجھے معاف فرمائیں میں نے تجھے دھوکا دینے کی کوشش کی۔''

بیربل نے ہجوم کا شکریہ ادا کیا اور اُن دوسرے افراد کی طرف متوجہ ہو گیا جو اس کی مدد کے لیے آتے تھے۔''

9- ریت کو چینی سے کس طرح الگ کیا جائے؟

(How to seprate sand from sugar)

ایک دن دربار میں ایک درباری داخل ہوا جبکہ اس کے ہاتھ میں جار تھا۔

تو شہنشاہ نے پوچھا کہ:۔

''جار کے اندر کیا ہے؟''

درباری نے جواب دیا کہ:۔

''عالی جاہ! یہ ریت اور چینی کا مرکب ہے۔''

اکبر نے دوبارہ پوچھا کہ:۔

''یہ کس لیے ہے؟''

درباری نے عرض کیا کہ:۔

''عالی جاہ! معاف فرمائیں (مجھے علم نہیں ہے) ہم بیربل کی ذہانت کی آزمائش لینا چاہتے ہیں۔ ہم اس سے چینی کے اجزاء ریت سے الگ کروانا چاہتے ہیں۔''

اکبر نے مسکراتے ہوئے کہا کہ:۔

''دیکھو بیربل! تمھارے لیے ہر روز ایک نیا چیلنج ہوتا ہے۔''

''آپ نے چینی کو ریت سے جدا اس کو بغیر حل کیے کرنا ہے۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''بادشاہ سلامت! یہ بہت ہی آسان کام ہے۔ یہ بچوں کا کھیل ہے۔''

بیربل نے ایک برتن لیا اور دربار سے باہر چلا گیا۔ درباری بھی اس کے پیچھے چلے گئے۔

بیربل باغ میں گیا اور اس نے ریت اور چینی کے مرکب کو زمین پر آم کے درخت کے تنے کے پر ڈال دیا درباری نے پوچھا کہ:۔

''یہ تم نے کیوں کیا؟''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

''ہمیں ان کے نتائج کا کل علم ہوگا؟''

اگلے دن وہ باغ میں آم کے درخت کے قریب گئے اور انھوں نے دیکھا کہ وہاں صرف ریت کے اجزا پڑے تھے اور چینی کے اجزا بے شمار چیونٹیاں اٹھا کر اپنی چیونٹیوں کے گھروں (بلوں) میں لے گئیں اور چند چیونٹیاں ابھی بھی چینی کے اجزاء کو اٹھا کر لے جانے میں مصروف تھیں۔

درباری نے پوچھا کہ:۔

''مگر ساری چینی غائب ہو چکی ہے؟''

بیربل نے اس کے کان میں سرگوشی کی کہ:۔

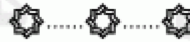
''جدا ہو گئی ہے۔''

تمام ہنس پڑے۔

''اگر تم چینی کو پانا (دیکھنا) چاہتے ہو تو ان چیونٹیوں کے گھروں پر جائیں۔''

شہنشاہ نے کہا:۔

''اور تمام درباریوں نے قہقہہ لگا کر ہنسنا شروع کیا۔''



10-احمقوں کی فہرست

(Lists of fools)

اکبر گھڑسواری کو بہت پسند کرتا تھا جس کی وجہ سے وہ ہر قیمت پر گھوڑے کو خرید لیتا۔ جس کو وہ پسند کرتا۔ دور دراز علاقوں کے تاجر یعنی عرب، ایران (پرشیا) اور چند دوسرے ممالک سے جو کہ توانا اور خوبصورت گھوڑے رکھتے تھے اس کے دربار میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ شہنشاہ گھوڑوں کے لیے بھاری رقوم ادا کرتا۔ وہ اپنی ذاتی پسند اور استعمال کے لیے منتخب کرتا۔ وہ دوسرے گھوڑے اپنی فوج کے استعمال کے خریدتا مگر اس میں اس کی پسند کا دخل نہ ہوتا تھا۔ اسپ تاجر اکبر کے دربار میں منافع بخش کاروبار کر رہے تھے۔

ایک دن ایک اسپ تاجر نے پیشگی رقم کا مطالبہ کیا۔ تاجر ایک نیا آدمی تھا اور کمیونٹی کے دوسرے تاجروں سے واقف نہ تھا۔ اس نے دو خوبصورت اور توانا گھوڑے اکبر کے ہاں فروخت کیے تو اس کو کہا کہ:۔

''وہ ایسے شجرہ نسب کے (اعلیٰ نسل) سینکڑوں گھوڑے لاسکتا ہے اگر صرف آدھی رقم اس کو ایسے گھوڑوں کی ایڈوانس ادا کر دی جائے تو۔''

اکبر نے اپنے خزانچی کو اس نئے تاجر کو اس کے مطالبے کے مطابق رقم ادا کرنے کا حکم دے دیا۔ خزانچی اس تاجر کو اپنے دفتر میں رقم ادا کرنے کے لیے لے گیا۔ کوئی بھی شخص نئے تاجر کو اکبر کی طرح بھاری رقوم پیشگی ادا کرنے کے لیے تیار نہیں۔ مگر کوئی کچھ نہ کہہ سکتا تھا۔

ان سب نے چاہا کہ بیربل کو اس معاملے میں مداخلت کرنی چاہیے تا کہ معاملے کو سلجھائے۔ بیربل بھی گھوڑوں کے کاروبار پر خوش نہ تھا اور وہ اس کام کو بند کرتا تھا۔ اس لیے اس نے اکبر سے عرض کی کہ:۔

''گزشتہ کل آپ نے مجھے حکم دیا کہ شہر کے احمقوں کی فہرست الگ تیار کروں مجھے تعجب ہے کہ آپ کا نام فہرست کے اوپر ظاہر ہوا۔''

شہنشاہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ وہ بیربل سے درباریوں اور دوسرے ممالک کے مہمانوں کے سامنے شرمسار ہو رہا تھا۔ اکبر نے گرج کر بیربل سے کہا کہ:۔

''تجھے مجھے احمق کہنے کی کیسے جرأت ہوئی؟''

بیربل نے عرض کی کہ:۔

معذرت خواہ ہوں عالی جاہ! اس نے شہنشاہ کے سامنے گھٹنے ٹیکتے ہوئے عرض کی کہ:۔

''آپ میرا سر قلم کر دیں۔ اگر آپ کا یہ خیال ہو کہ میں غلطی پر ہوں۔ یہ کہنے میں آپ کا نام احمقوں کی فہرست میں سب سے اوپر ہے جو تم نے مجھے تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔''

اپنے دائیں ہاتھ کو اٹھاتے ہوئے پہلی انگلی کے ساتھ بیربل کو اشارہ کیا۔ بیربل اکبر کی طرف بڑھا۔ تمام دربار میں درباری خاموش کھڑے منظر دیکھ رہے تھے۔ان کے چہروں پر مرجھاہٹ چھا رہی تھی۔

''اکبر شہنشاہ بیربل کا سر قلم کر دے تو کسی کو اکبر کو بیوقوف (احمق) کہنے کی جرأت نہ ہو۔''

مگر اکبر نے اپنا ہاتھ بیربل کے کندھے پر رکھا۔ وہ اس کی وجہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ بیربل سمجھ گیا اور اس نے عرض کی کہ:۔

''تمہارا نام میری احمقوں کی فہرست میں سب سے اوپر ہے کیونکہ آپ نے ایک بھاری رقم ایک نئے تاجر کو ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس کی تا حال کوئی شناخت نہیں ہوسکی۔ وہ آپ کو بڑی آسانی سے دھوکا دے سکتا ہے۔ وہ دوبارہ یہاں نہیں آئے گا۔ وہ اگر دوسرے ملک میں جا کر آباد ہو جائے تم اس کو تلاش نہیں کر سکو گے۔ انسان کو کسی کے ساتھ کاروبار کرنے کے لیے واقفیت ہونی چاہیے۔ اس نے آپ کو دو گھوڑے فروخت کیے اور آپ اس قدر خوش ہو گئے کہ اس کو بھاری رقم ادا کرنے پر متفق ہو گئے یہ وجہ ہے کہ میں نے اپنی احمقوں کی فہرست میں آپ کو بلند مقام دیا ہے۔''

''خزانچی کے پاس جاؤ اور ناواقف تاجر کو رقم کی ادائیگی سے منع کر دو۔ اکبر نے اپنے درباری آدمی کو حکم دیا کہ وہ جلدی سے جا کر خزانچی کو اس حکم سے آگاہ کر دے۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''اب میں آپ کا نام احمقوں کی فہرست میں نہیں رکھوں گا۔''

اکبر نے چند لمحات کے لیے بیربل کو گھورا۔ اور بعد ازاں اس کے سامنے براجمان لوگوں پر نگاہ ڈالی اور پھر اس نے ہنسنا شروع کر دیا تو تمام لوگوں کو سکون کا سانس آیا۔ آخرکار بادشاہ کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ وہ بھی خوشی سے ہنسے اور انھوں نے بیربل کی اس کی جرأت اور عقل کی وجہ سے بہت تعریف کی۔



11- ماہرلسانیات

(The linguist)

ماہرلسانیات اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کہ بہت سی زبانوں کو جاننے میں ماہر ہو۔

ایک دن ایک ماہرلسانیات محل کے گیٹ پر آیا اور اس نے محافظوں سے اردو میں باتیں کرنی شروع کیں۔ بعض دوسرے محافظ بھی تھے جن کا تعلق یو پی اور بہار کے علاقوں سے تھا۔ اس نے ان سے ہندی میں بات کی۔ اور بعض سے اس نے تامل اور تیلیگو میں بات کی۔ اور اس نے تمام سے چاہا کہ:۔

''وہ شہنشاہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔''

محافظوں کے سربراہ نے جاننا چاہا کہ:۔

''تم شہنشاہ سے کیوں ملاقات کرنا چاہتے ہو؟''

محافظوں کے سربراہ نے دربار کے اعلیٰ محافظ سے بات کی اور اس کو شہنشاہ سے ملاقات کرنے کی اجازت دے دی۔

دربار میں داخل ہوتے ہی وہ آدمی شہنشاہ کے سامنے جھکا شہنشاہ نے دوسرے ممالک کے شاہی مہمانوں سے باتیں ختم کرنے کے بعد اس آدمی سے پوچھا کہ:۔

''تم کافی دور سے سفر کر کے آ رہے ہو؟'' مجھے بتاؤ کہ تم مجھ سے کیوں ملاقات کرنا چاہتے ہو؟''

اس آدمی نے جواب دیا کہ:۔

''عالی جاہ! میں تو صرف سیاح ہوں۔''

''میں آپ سے کوئی ناجائز سہولت نہیں چاہتا ہوں۔''

''میں زر کا طلب گار نہیں ہوں۔''

''میں آپ کے دربار کو دیکھنے کا خواہشمند تھا۔''

تمھارے درباریوں کو ہندوستان میں بہترین صلاحیت کے لوگ کہا جاتا ہے۔ کیا تمھارے دربار میں سے کوئی شخص یہ جان بتا سکتا ہے کہ:۔

''میری مادری زبان کونسی ہے؟''

شہنشاہ نے کہا کہ:۔

''شاید تم بہت سی زبانوں کے ماہر ہو؟''

''مجھے خوشی ہے کہ تمھیں کسی چیز کا لالچ نہیں۔ انعام یا اسی طرح کی مگر کم از کم تم ہماری مہمانی تو قبول کرو۔''

''براہ کرم مہمان خانے میں آرام کریں۔ تازہ ہو جاؤ۔ کھاؤ پیو۔''

اس مسئلہ پر کل بحث کریں گے۔ میں بھی آپ کی طرح بہت سی زبانیں جاننا چاہتا ہوں جن پر تم نے عبور حاصل کر رکھا ہے۔''

اچانک ایک درباری نے اس سے پنجابی میں باتیں کرنی شروع کر دیں۔ وہ آدمی مسکرایا اور اس نے پنجابی میں جواب دینے شروع کیے۔

پنجاب کے درباری نے کہا کہ:۔

''عالی جاہ! وہ پنجابی ہے؟''

لیکن اس آدمی نے کہا کہ:۔

''نہیں میری مادری زبان پنجابی نہیں ہے۔''

دو سپاہیوں نے اس سے گجراتی میں بات کی تو انھوں نے کہا کہ:۔

بادشاہ سلامت! وہ تو گجراتی ہے۔ مگر اس آدمی نے کہا کہ:۔

''میں گجراتی نہیں ہوں۔''

اس محافظ نے جن سے گیٹ پر اس سے بات کی تھی اس نے کہا کہ:۔

''وہ یو۔ پی سے تعلق رکھتا ہے۔''

مگر آدمی نے انکار کر دیا کہ اس کا تعلق یو پی سے نہیں ہے۔ محل کے دوسرے ملازمین نے جنھوں نے پہلے اس سے اردو میں بات کی انھوں نے کہا کہ:۔

''اس کی مادری زبان اردو ہے، اس کا تعلق یا دہلی سے ہے یا علی گڑھ سے۔''

پھر اس سے ایک آدمی نے آسامی زبان میں بات کی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آسامی ہے۔ مگر اس آدمی نے کہا کہ:۔

''میں یہ افشا نہیں کرنا چاہتا کہ میری مادری زبان کونسی ہے؟''

اگر اسی طرح تم سے دریافت کرتا ہوں تو آخر کار تم یہ جان لو گے کہ میری مادری زبان کونسی ہے؟''

''میں نے تم سے غلط بیانی بھی اس معاملے میں کی ہے۔ تمام زبانوں کا جاننا مجھ سے مذاق نہیں ہے۔ میں ابھی کہوں گا کہ نہیں۔ تم مجھ سے بات کر سکتے ہو۔''

مرہٹی زبان میں۔

گجراتی۔

بنگالی۔

تیلیگو۔

(ملائی) ملایالام (Malaya lam)

کناڈہ (Kannada)

کوکنی۔

تلو (Tulu)

سندھلی (Sandhli)

یا اس کے علاوہ زبان میں جو ہمارے ملک کے مختلف خطوں کے لوگوں میں بولی جاتی ہیں۔

اکبر نے کہا کہ:۔

''یہ ہم سب کے لیے ایک چیلنج ہے اور وہ سب سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اس چیلنج کو منظور کریں اور اس کی مادری زبان تلاش کریں اور اس کو ثابت کریں کہ واقعی اس کی فلاں زبان ہے۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''عالی جاہ! میں اس کا یہ دعویٰ قبول کرتا ہوں مگر مجھے تمھارے ساتھ اتفاق ہے اس کو رات کو آرام کی ضرورت بھی ہے۔''

اس لیے اس کو مہمان خانے میں لے جایا گیا تا کہ وہ وہاں آرام کرے۔ وہ آدمی بہت خوش تھا کہ اکبر کے دربار میں کوئی شخص تھا جس نے اس کا دعویٰ قبول کیا۔ آدھی رات تھی کہ آدمی بستر پر آرام کی نیند کر رہا تھا۔

اس کو مزیدار کھانا دیا گیا تھا جس کو اس نے خوب سیر ہو کر کھایا تھا۔ اس کے کمرے میں ایک پرانا لیمپ جل رہا تھا۔ اچانک ایک طویل قد شخص نے اپنے کمبل سے لیمپ کو اوپر سے لے کر نیچے تک ڈھانپ لیا۔ اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی لیمپ کو بجھا دیا۔ یہ بڑی تاریک رات تھی سوائے آسمان پر کھڑکی سے باہر ستاروں کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔

ایک پراسرار شخصیت جو پنجوں کے بل کمرے میں داخل ہوئی اپنی جیب سے ماچس کی تیلی نکالی اور اس سوئے ہوئے آدمی کے نتھنوں کی طرف نرمی سے داخل کی۔ ہا۔ ہا۔ ہاچوں۔ وہ خوابیدہ آدمی اچانک اٹھ گیا بلند آواز سے چھینکتے ہوئے اور اس نے دیکھا ایک لمبا کمبل والا جو کہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔

اکالی ماتا ماں! مجھے اس بھوت سے بچاؤ۔ اس سیاح نے بنگالی میں چیخ کر کہا۔

''کیا پس تم بنگالی ہو؟'' دراز قد شخصیت نے پوچھا۔ براہ کرم اندر تشریف لائیے۔ عالی جاہ! معمہ حل ہو گیا ہے۔''

اس شخص کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس شخص نے دیکھا کہ شہنشاہ جس کے ساتھ درباری اور محافظ کمرے میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور اس

آدمی نے جس نے اس کو خوفزدہ کر دیا تھا۔ وہ بیربل ہی تھا۔ وہ تمام خوش اور مسکراتے دکھائی دے رہے تھے۔

بیربل نے سیاح سے کہا کہ:۔

جب آپ کسی چیز سے خوف زدہ یا ڈر جاتے ہیں تو تم اپنی مادری زبان میں بات کرتے ہو؟

آپ نے بنگالی میں اپنے خدا سے دعا کی اور اب مجھے یقین ہے کہ تم بنگالی ہو۔''

اس آدمی نے شہنشاہ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے اور کہا کہ:۔

''اب میں دوسروں کو یہ بتا سکتا ہوں کہ وہاں کم از کم ایک آدمی شہنشاہ کے دربار میں ایسا ہے جس کو احمق نہیں بنایا جاسکتا اور میں خوش ہوں اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے۔''



12-دوٹوک جوابات
(Brief answers)

ایک دن بیربل پارک میں صبح کی سیر کر رہا تھا کہ ایک آدمی اس کے قریب آیا اور اس نے پوچھا کہ:۔

''کیا آپ مجھے بتا سکتے ہو کہ میں بیربل سے کہاں مل سکتا ہوں؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

''پارک میں۔''

اس آدمی نے تھوڑی دیر توقف کیا اور پھر بیربل سے پوچھا کہ:۔

''وہ کہاں رہتا ہے؟''

بیربل نے اونچی آواز سے کہا:۔

''مکان میں۔''

اس آدمی نے پھر توقف کیا پھر اس سے دوبارہ پوچھا کہ:۔

''تم مجھے اپنا پورا مکمل پتہ کیوں نہیں بتاتے ہو؟''

بیربل نے بلند آوازی سے کہا کہ:۔

''کیونکہ تم اس کے پورے مکمل ایڈرس کے بارے میں پوچھتے نہیں ہو؟''

آدمی نے پوچھا کہ:۔

''کیا تم نہیں سمجھتے ہو کہ میں کیا جاننا چاہتا ہوں؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

''نہیں۔''

وہ آدمی چند سیکنڈ کے لیے خاموش رہا اور بیربل سیر کرتا رہا مجھے اس سے پوچھنا چاہیے اگر وہ بیربل کو جانتا ہے تو آدمی نے اپنے آپ سے خیال کیا اور دوبارہ بیربل کے پاس گیا۔

''اچھا۔آپ مجھے بتائیں اگر تم بیربل کو جانتے ہو؟''

اس نے کہا۔

(بیربل نے کہا) کہ:۔

’’ہاں میں جانتا ہوں۔‘‘

آدمی نے پوچھا کہ:۔

’’تمہارا نام کیا ہے؟‘‘

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

’’بیربل۔‘‘

وہ آدمی بڑا حیران تھا کہ وہ بیربل سے بیربل کا پتہ پوچھ رہا تھا اور بیربل ظاہر نہیں کر رہا تھا کہ وہ خود بیربل ہے۔

عجیب!

’’کیسا مذاحیہ آدمی ہے۔ وہ آدمی غصے میں آیا۔ میں تمھارے بارے میں پوچھ رہا ہوں اور تم مجھے کسی دوسرے کے بارے میں بتا رہے ہو؟‘‘ ایسا تم کیوں کرتے ہو؟‘‘

بیربل نے کہا کہ:۔

’’میں نے صرف تمھارے سوال کا جواب دیا۔‘‘

آدمی نے ہنسنا شروع کیا۔

آدمی نے اس کو بتایا کہ وہ اس سے ملاقات کرنا چاہتا ہے تا کہ اس سے اپنے خاندانی مسائل حل کرنے میں مدد طلب کرے۔

’’بیربل اس کی مدد کرنے کے لیے متفق ہوگیا۔‘‘



13- قابل قدر چیز

(The most valuable thing)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ملکہ کے بھائی نے ایک عورت کے ساتھ بدسلوکی کی۔ جب شہنشاہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے اپنے سالے کو (دارالخلافہ) چھوڑ جانے کا حکم دیا۔ اور کبھی واپس نہ آئے۔ بہر حال ملکہ کا بھائی جو کہ درباری بھی تھا وہ محل کو چھوڑنا نہ چاہتا تھا کیونکہ اس کو ایسی شاہی زندگی کی سہولیات کسی دوسری جگہ پر میسر نہ تھیں۔ اس کو ملکہ کی سفارش پر درباری مقرر کیا گیا تھا۔ اب جبکہ اس کو مجرم پایا گیا۔ شہنشاہ اس سے ناراض تھا۔

وہ اپنی بہن ملکہ کے پاس گیا اور اس سے شہنشاہ کے پاس جانے کی درخواست کی۔ بھائی نے ملکہ سے درخواست کی کہ:۔

''وہ شہنشاہ سے اپنے احکامات واپس لینے کی درخواست کرے۔''

مگر ملکہ بڑی پریشان اور غمگین تھی کہ اس کے بھائی نے ایک عورت کے ساتھ بدسلوکی کی تھی۔ اکبر کے دل میں عورتوں کے لیے بڑا قدر تھا۔ وہ کسی کو عورتوں کے ساتھ بدسلوکی کرتے ہوئے برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ مگر ملکہ نے اپنے بھائی کی خاطر شہنشاہ کے پاس جانے کا فیصلہ کر لیا۔ ملکہ نے شہنشاہ سے رحم کی اپیل کرنے کی بجائے اس سے دلائل کرنے شروع کیے کہ:۔

''چونکہ اس کا بھائی شاہی خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ بدسلوکی کرے اور اس کو نظر انداز کیا جائے۔''

اور ملکہ نے مطالبہ کیا کہ:۔

''اس کے بھائی کو محل میں درباری کے عہدے پر بحال کیا جائے۔''

مگر شہنشاہ ایسے دلائل کو وقعت دینے کے لیے تیار نہ تھا۔ اس نے کہا کہ:۔

''قانون سے بالاتر کوئی بھی نہیں۔''

اس کے برعکس شاہی آدمی کو دوسرے افراد کی نسبت زیادہ نظم وضبط کا پابند ہونا چاہیے۔ اب تم نے بھی مجھے ناراض کر دیا ہے اپنے غلط مطالبے اور گستاخ رویے کی وجہ سے۔ تجھے بھی دو دن کے اندر محل کو خالی کر دینا چاہیے کیونکہ تم میری ملکہ رہی ہو۔ لہٰذا مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا اگر تم قیمتی اشیاء جو کہ آپ کی پسندیدہ ہوں اس محل سے لے جائیں تو۔

ملکہ اپنی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے شہنشاہ کے کمرے سے باہر آئی۔ اس کے بھائی نے پوچھا کہ:۔

''بہن! کیا ہوا؟''

ملکہ نے کہا کہ:۔

میں شہنشاہ کے پاس تمھارے لیے گئی تھی اور اس کو بتایا کہ:۔

''شاہی آدمی کو شرارتی اور سرکش ہونے کا حق حاصل تھا۔''

شہنشاہ یہ سن کر مجھ سے بھی ناراض ہو گیا اور چوبیس گھنٹے کے اندر محل چھوڑنے کا مجھے بھی حکم دیا ہے۔اب مجھے معلوم نہیں کہ میں کیا کروں اور ملکہ نے رونا شروع کر دیا۔نوکرانی سے کہا کہ:۔

''عالی جاہ!صرف بیربل تمہاری مدد کر سکتا ہے۔'' ''نہیں۔ملکہ کا بھائی چلایا۔میں بیربل کو پسند نہیں کرتا ہوں، مجھے نہیں معلوم کہ شہنشاہ اس کا اس قدر کیوں دلدادہ ہے؟''

ملکہ کے بھائی نے سوچا کہ:۔

''مگر میرا خیال ہے کہ وہ (نوکرانی) بیربل کا نام تجویز کرنے میں حق بجانب ہے۔اب صرف وہی مناسب آدمی ہے جو ہماری مدد اس بُرے وقت میں کر سکتا ہے۔یہ قابل عمل ہے کہ اس سے مدد حاصل کی جائے۔''

لہٰذا بیربل کو ملکہ کے کمرے میں بلایا گیا۔

''ملکہ نے بیربل کو پورا واقعہ سنایا اور اس سے درخواست کی کہ کوئی راستہ تلاش کرے جس سے شہنشاہ اپنے احکامات واپس لے لے۔''

بیربل نے پوچھا کہ:۔

''شہنشاہ نے اپنی پسند کی قیمتی اشیاء کو ساتھ لے جانے کو کہا ہے؟''

ملکہ نے جواب دیا کہ:۔

''ہاں (اس نے کہا ہے) مگر ایک شادی شدہ خاتون کے لیے اپنے خاوند سے زیادہ قیمتی کونسی چیز ہو سکتی ہے؟''

بیربل نے چلا کر جواب دیا کہ:۔

''تمھیں اپنے خاوند کو بھی اپنے ساتھ لے جانا چاہیے۔''

پھر بیربل نے ملکہ سے اپنا لائحہ عمل بیان کیا اور اس سے کہا کہ وہ آگے بڑھے اور اس کے مطابق عمل کرے۔''

منصوبہ کے مطابق تھوڑی سی خواب آور دوا مشروب میں ملا کر شہنشاہ کو دینی تھی تو ملکہ نے شربت کے گلاس میں خواب آور دوائی ملائی اور وہ شہنشاہ کو پیش کیا یہ کہتے ہوئے کہا کہ:۔

''میں جا رہی ہوں۔''

براہ کرم شربت کا گلاس پی لیں جو کہ خصوصی طور پر تمارے لیے میں نے تیار کیا ہے۔''

شہنشاہ نے وہ شربت نوش فرمایا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ سو گیا۔تو ملکہ نوکروں کی مدد سے شہنشاہ کو باہر اٹھا کر لے گئی اور اس کو پالکی میں رکھ

کر اپنے نوکروں سے اپنی نگرانی میں لے گئی۔ ملکہ اپنی پالکی میں بیٹھی اور اس طرح اس کے آدمی اور پالکی شاہی محل سے باہر آئی اور ملکہ کے والد کی طرف روانہ ہوئے جو کہ کچھ فاصلے پر واقع تھا۔

ملکہ کا باپ اپنی بیٹی کے اچانک پہنچنے پر بڑا حیران ہوا۔ پھر اس کی نظر پالکی میں سوئے ہوئے شہنشاہ پر پڑی۔ وہ گم سم سا رہ گیا یہ سب دیکھ کر اور کچھ نہ بول سکا۔

ملکہ نے اپنے والد کو بتایا جو کچھ محل میں واقع ہو چکا تھا۔ اس (ملکہ) نے یہ بھی بتایا کہ:۔

''یہ بیربل تھا کہ جس نے شہنشاہ کو خواب آور دوائی دے کر لے جانے کا مشورہ دیا۔''

ملکہ کے باپ نے کہا کہ:۔

''جب شہنشاہ بیدار ہو گا تو کیا ہو گا؟ وہ یقیناً تمھیں سزا دے گا۔''

ملکہ باپ سے کہتی ہے کہ:۔

''میں چونکہ اب شہنشاہ کو اٹھا کر لے آئی ہوں تو میں ہر قسم کے حالات سے نمٹنے کے لیے تیار ہوں۔''

شہنشاہ کو اندر لے جائیں۔

شہنشاہ کو اٹھا کر اندر لے جایا گیا۔

شہنشاہ بیدار ہوا تو اس نے اپنے آپ کو سسر کے گھر میں پا کر بڑا حیران ہوا اور ملکہ اس کے قریب بیٹھی تھیں۔ تو شہنشاہ بڑا غضبناک ہوا اور چلایا کہ:۔

''کون مجھے یہاں لایا ہے؟ کون مجھے قتل کرنا چاہتا ہے؟''

ملکہ نے کہا کہ:۔

''اگر آپ کی یہ خواہش ہے تو میں مرنے کے لیے تیار ہوں مگر میں آپ سے درخواست کروں گی کہ میری بات سن لیں۔ اس سے قبل کہ آپ کوئی حکم دیں۔''

ہاں یہ سچ ہے کہ میں تجھے یہاں لائی ہوں آپ نے مجھے اجازت دی تھی میں اپنے ساتھ قیمتی اور پیاری چیز لے جاؤں جس کو بھی میں قیمتی سمجھوں۔ تم میرے نزدیک قیمتی ہو اور اس وقت سب سے پیارے تھے۔ سونا اور ہیرے جواہرات مجھے اس قدر خوش نہیں کر سکتے جتنا تمہارا پیار اور ہم نشینی مجھے کر سکتی ہے۔ میں نے صرف تمہارے حکم کی تعمیل کی ہے جب میں نے محل کو چھوڑا تھا۔ میں نے وہی چیز اپنے ساتھ اٹھائی جو مجھے سب سے زیادہ قیمتی نظر آئی۔

''شہنشاہ نے فوری طور پر اندازہ کر لیا کہ ملکہ کو اس طرح کرنے کے لیے کس نے سمجھایا ہے اور بیربل کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا جس نے ملکہ کو یہ چال سمجھائی ہو؟''

اس نے کہا کہ:۔

’’کیا یہ بیربل تھا کہ جس نے تجھے مشورہ دیا کہ مجھے سلا کر یہاں لے آؤ‘‘

ملکہ نے کہا کہ:۔

’’ہاں۔‘‘

شہنشاہ نے کہا کہ:۔

’’تم اور تمہارا بھائی ہمیشہ بیربل سے حاسد رہے ہیں اور اب وہی اس بحران کے وقت تمہاری مدد کر سکا۔ اب میں تمھیں معاف کرتا ہوں۔‘‘

ایک دن کے قیام کے بعد شہنشاہ اور ملکہ واپس اپنے دارالخلافہ آ گئے۔

ملکہ کے بھائی کو شاہی معافی دے دی گئی۔ اور متنبہ کر دیا کہ:۔

’’وہ دوسروں سے مناسب طریقے سے سلوک کرے۔‘‘

دونوں بہن اور بھائی نے وقتی مدد پر ملکہ کی عزت بچانے کے لیے بیربل کا شکریہ ادا کیا۔



14- جانوروں کے بغیر جنگل

(A forest without animals)

شہنشاہ اکبر شکار کا بہت شوقین تھا۔ جب کبھی دربار میں کام کا زور ہوتا وہ اکتا جاتا اور دارالخلافہ سے باہر کچھ وقت گزارنے کے لیے جنگل میں چلا جاتا۔ جانوروں کا تعاقب کرتا اور شکار کرتا۔ سینکڑوں آدمی ڈھول بجاتے ہوئے جنگل کو گھیرے میں لیے ہوئے اور جانوروں کو شہنشاہ کی طرف دھکیلتے۔ اکبر ان کا شکار کرتا۔

اپنے ہاتھی کی پشت پر آرام سے محفوظ بیٹھے ہوئے وہ جانور پر اپنی برچھی، کمان اور تیر کے ساتھ نشانہ لگاتا۔ ایک دن میں اکبر بے شمار جانوروں کا شکار کر لیتا تھا۔ جبکہ دوسرے اکبر کے نمایاں کارنامے کی تعریف کرتے مگر بیربل خاموش رہتا۔ وہ شہنشاہ کا جانوروں کے بلاوجہ شکار کو بند نہ کرتا تھا۔ وہ جانوروں کے مارے جانے پر افسوس کرتا جو کہ انسان کا کوئی نقصان نہ کرتے اور انسان ہر وقت ان کو مارنے میں خوشی محسوس کرتا۔ بیربل اکبر کے ساتھ شکار کے لیے جانا پسند نہ کرتا جبکہ اکبر ہمیشہ اصرار کرتا کہ:۔

"بیربل کو بھی شکار کے لیے ساتھ جانا چاہیے۔"

ایک دن اکبر جنگل میں اپنے ہاتھی پر سوار تھا اور بیربل دوسرے ہاتھی پر سوار تھا۔ اکبر حسب معمول شکار کر رہا تھا اور بیربل کو ساتھ آنے کا حکم دیا۔ اس وقت بیربل کے ذہن میں ایک خیال آیا تھا اچانک اکبر نے دیکھا کہ بیربل اپنے ہاتھی سے نیچے اتر گیا ہے۔

اکبر نے اپنے محافظ سے پوچھا کہ:۔

"بیربل کہاں ہے؟"

محافظ نے کہا کہ عالی جاہ! محافظ نے انگلی سے درخت کے نیچے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ درخت کے نیچے کھڑا ہے۔

اکبر نے پوچھا کہ:۔

"وہ درخت پر کیا دیکھ رہا ہے؟"

نظر آتا ہے کہ وہ پرندوں کو دیکھ رہا ہے اکبر نے بلایا کہ:۔

"بیربل یہاں آؤ۔"

جب بیربل پہنچا تو شہنشاہ نے اس کو پوچھا۔

"تم درخت پر کیا دیکھ رہے تھے؟"

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

"پرندے عالی جاہ! عالی جاہ! میں پرندوں کی آوازیں سن رہا تھا۔"

اکبر نے ہنسنا شروع کر دیا اور اس نے پوچھا کہ:۔

''پرندوں نے تجھ سے کیا بات کی؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

وہ مجھ سے باتیں نہیں کر رہے تھے بلکہ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

تمہارا مطلب ہے کہ وہ کوئی بہت ہی دلچسپ باتیں کر رہے تھے۔''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

''ہاں واقعی عالی جاہ!''

اکبر نے پوچھا کہ:۔

''اچھا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ وہ کس کے بارے میں باتیں کر رہے تھے؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

''پرندوں میں سے ایک کا بیٹا تھا اور دوسرے کی بیٹی تھی۔ نر پرندے کا باپ جنگل کا مطالبہ کر رہا تھا مادہ پرندے کے باپ سے جہیز کے طور پر۔''

اکبر نے حیرانگی سے پوچھا کہ:۔

''جنگل؟''

''پرندے بھی جہیز طلب کرتے ہیں اور وہ بھی جنگل۔ ایسا کبھی نہیں سنا؟''

اکبر اور دوسرے سب نے ہنسنا شروع کر دیا۔

اکبر نے پوچھا کہ:۔

''کیا دوسرا پرندہ جنگل دینے پر متفق ہو گیا۔''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

''ہاں مگر نر پرندے کے باپ نے انکار کر دیا۔''

''نر پرندے کے باپ نے کیوں جنگل جہیز میں قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جبکہ مادہ پرندے کے باپ نے جنگل دینے پر راضی ہو گیا تھا۔''

کیونکہ نر پرندے کا باپ جنگل کا مطالبہ کر رہا تھا جس میں تمام قسم کے جانور سے خالی ہو۔

اکبر نے پوچھا کہ:۔

''جنگل جانوروں سے کیسے خالی ہو سکتا ہے؟''

''یہ غیر معمولی مطالبہ ہے۔ آخر کار میں نے کبھی ایسا کوئی جنگل نہیں دیکھا جو جانوروں سے خالی ہو۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

بڑی دلچسپی (خوشی سے) سے مادہ پرندے کا باپ بھی ایسا کرنے پر راضی ہو گیا۔

اکبر نے پوچھا کہ:۔

''ایسا جنگل کونسا ہوسکتا ہے؟''

بیر بل نے کہا کہ:۔

''عالی جاہ! یہ جنگل اور کوئی نہیں۔''

اکبر نے پوچھا کہ:۔

''تمہارا مطلب یہ جنگل، مگر یہ تو تمام قسم کے جانوروں سے پُر ہے۔''

بیر بل نے کہا کہ:۔

''ہاں عالی جاہ! جنگل جانوروں سے پُر ہے۔''

مگر مادہ پرندے کے باپ نے کہا کہ:۔

''بہت جلد یہ جنگل تمام قسم کے جانوروں سے خالی ہو جائے گا''

''یہ شہنشاہ کے بے رحمی سے جانوروں کا شکار کرنے کی وجہ سے واقع ہوگا۔ جلدی ہی ایک دن آئے گا کہ جب اس جنگل میں کوئی بھی جانور نظر نہیں آئے گا۔''

دوسرے افراد جو اکبر کے ہاتھی کے گرد جمع تھے انھوں نے ہنسنا شروع کر دیا۔ بہر حال شہنشاہ سنجیدہ ہو گیا۔

اکبر نے کہا کہ:۔

''اب بیر بل تمہاری بات نہیں سمجھا کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟''

تم نے مجھے جانوروں کے مارنے سے منع نہیں کیا مگر تم نے اپنے احساسات کو مجھ تک پہنچانے کا یہ طریقہ اختیار کیا۔

بیر بل خاموش ہو گیا۔ اکبر اور اس کے درباری بھی خاموش ہو گئے۔ ان کا خیال تھا کہ شہنشاہ لازمی طور پر بیر بل سے ناراض ہوگا کہ اس نے اس کو جانوروں کا شکار کرنے سے منع کیا ہے۔

مگر ہر آدمی کے توقعات کے برعکس شہنشاہ مسکرایا اور اس نے فرمایا کہ:۔

''آؤ واپس گھر چلیں مجھے اب کچھ شکار نہیں کرنا۔''

اب میں محسوس کرتا ہوں کہ میں بلا وجہ بے یار و مددگار جانوروں کو مار رہا تھا۔ اب ان غریب جانوروں کو جنگل میں بخوشی رہنے دو۔''

شہنشاہ یہ جان کر بہت خوش ہوا کہ اس کا درباری بیر بل جانوروں کے لیے بھی محبت اور ہمدردی رکھتا تھا۔



15- درباری کی تصویر
(A portrait of a courtier)

ایک دفعہ شہنشاہ اکبر نے درباریوں کی تصویری نمائش منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ شہنشاہ نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ تصاویر نمائشی ہال میں مستقل طور پر رکھی جائیں تا کہ آنے والے سیاح) آ کر دیکھیں۔

درباریوں نے اس خیال کو پسند کیا۔ ہر آدمی دوسرے سے زیادہ ہر دلعزیزی چاہتا تھا۔ بعض درباری الجھن پیدا کر کے سوچ رہے تھے کہ:۔

''یہ شہنشاہ کا ہر ایک کو خدمات کا انعام دینے کا طریقہ ہے۔''

درباری نے کہا کہ:۔

''اب لوگ ہمیں ہمیشہ یاد رکھیں گے۔''

دوسرے درباری نے کہا کہ:۔

''اب ہماری شہرت ہوگی۔''

دوسرے درباریوں نے بھی ہاں میں سر ہلایا اور وہ تمام خوش تھے۔ یہ خیال کافی حوصلہ افزا تھا۔ تو درباریوں نے بعض مصوروں کو تصاویر بنانے کے لیے مصروف کر دیا یعنی تصاویر بنانے کے آرڈر دے دیے۔ مگر وہاں ایک دوسرا درباری بھی تھا جو کہ لوگوں کو دھوکا دیا کرتا تھا۔ ان کے جائز حقوق سے محروم کر کے اس کنجوس نے بھی تصویر بنوانے کے ایک مصور کو مصروف کیا۔ اس نے مصور کو چند سنہری سکے دینے کا وعدہ کیا۔ مگر اس کے پاس ایک خراب ڈیزائن تھا۔

مصور نے کئی دن رات کر کے ایک خوبصورت کام کرنے کے لیے محنت کی اور اس نے اپنے درباری کی بہت اچھی تصویر تیار کی۔ وہ بہت عمدہ مصور تھا۔ اس کو اپنے کام کے لیے اچھے معاوضے کی توقع تھی۔ پچیس سنہری سکوں سے بھی زائد۔ مگر درباری اپنی کنجوسی کی وجہ سے مصور کو اس کے حق کے مطابق ادا کرنے کے لیے تیار نہ تھا۔

چونکہ درباری نے مصور کو دھوکا دینے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس نے اپنی تصویر میں نقص نکالنے چاہے اور اس نے دانستہ طور پر مصور کے ساتھ بدسلوکی کی چونکہ اس کے ساتھ ایک تنازعہ کھڑا ہو گیا مگر مصور سمجھدار تھا جس کی وجہ سے کوئی ناخوشگوار واقع پیش نہ آیا۔

''لیکن درباری نے خراب تصویر پر تنقید کرنی شروع کر دی۔ مصور کو بھی دکھ محسوس ہوا۔ وہ ایک ماہر مصور تھا۔ لوگ اس کے پینٹنگ کی تعریف کرتے تھے۔ مگر یہ درباری اس کے کام پر کس طرح تنقید کر رہا تھا۔ مصور آنسو بہا رہا تھا۔ اس نے خون پسینہ ایک کر کے کام کیا تھا یعنی اس نے کام میں جان ڈال دی تھی؟''

درباری نے کہا کہ:۔

''تم نے میری تصویر خراب کر دی ہے جس کی وجہ سے میں تمھیں ایک بھی سنہری سکے کی ادائیگی نہیں کروں گا۔''

اور اس نے دروازہ اس کے سامنے بند کر دیا۔ مصور کو نقصان ہوا اور درباری بااثر آدمی تھا۔ جو کچھ بھی غریب مصور کرنا پسند کرتا اس کے خلاف کر سکتا تھا؟ وہ دریائے جمنا کے کنارے بیٹھ گیا اور رونا شروع کر دیا۔ ایسا واقعہ ہوا کہ بیربل کو اس مصور کے بارے میں علم ہو گیا تو اس نے اس کو بلا بھیجا۔ جب وہ مصور آیا تو بیربل نے رونے کی وجہ پوچھی کہ:۔

''مصور نے بیربل کو بتایا کہ اس نے کس قدر محنت، درد اور توجہ سے درباری کی پورٹریٹ تیار کی تھی مگر اس نے اس کے جائز حقوق سے بھی محروم کر دیا ہے۔''

بیربل نے مصور کو کہا کہ'' وہ درباری کی دوسری تصویر گھوڑے کے سر کے ساتھ تیار کرے۔ بیربل نے مصور کو یہ بھی کہا کہ اس کو اس درباری کو کیا کہنا چاہیے جس کی پورٹریٹ کھینچی۔ بیربل کی ہدایت کے مطابق مصور نے دوسری تصویر بنانی شروع کر دی اس نے درباری کی تصویر بنائی جس میں وہ گھوڑے کی طرح دکھائی دیتا تھا۔

''اس نے درباری کو یہ تصویر دکھائی۔''

مصور نے کہا کہ:۔

''میں اس پورٹریٹ کو نمائشی ہال میں آویزاں کروں گا۔''

تم اس تصویر میں بڑے اچھے نظر آ رہے ہو۔

درباری نے تھوڑی دیر پورٹریٹ میں دیکھا اور اسی کو بڑا دکھ ہوا یہ دیکھ کر کہ وہ گھوڑے کی طرح نظر آ رہا تھا۔ درباری کو اس کے بارے میں بے چینی محسوس کی۔ اس نے یہ محسوس کیا کہ مصور اس کا ہر انداز میں پورٹریٹ بنانے میں مہارت رکھتا ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جو کچھ مصور نے کہا اس سے اس کی شہرت کم نہ ہو گی۔

درباری نے کہا کہ:۔

اچھا اب مجھے تسلیم کرنا چاہیے کہ میری پہلی تصویر اس تصویر سے بہت اچھی تھی۔ وہ مسکرایا اور مصور کے حوالے کر دی۔ وہ پوری...... کا اس کے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ مصور رقم وصول کر کے بہت خوش ہوا۔

درباری نے کہا کہ:۔

''نمائشی ہال میں اس پورٹریٹ کو مت آویزاں کرو۔

مصور نے کہا کہ:۔

''تم فکر مت کرو۔ میں اسے ضائع کر دوں گا۔''

مصور دوبارہ بیربل سے ملا اور اس معاملے میں امداد کرنے اور مشورہ دینے پر اس کا بہت شکریہ ادا کیا۔



16- بیربل کی کھچڑی

(Bir Balis khichdi)

ایک دن بیربل اور اکبر محل کے سامنے چہل قدمی کر رہے تھے۔ یہ سخت سرد موسم سرما میں بعداز دوپہر کا وقت تھا۔ اچانک ایک برہمن موٹے کپڑوں میں ملبوس قریب آیا جس کا سر لپیٹا ہوا تھا۔

اکبر نے پوچھا کہ:۔

''تم کیا چاہتے ہو؟''

برہمن نے دست بستہ درخواست کی کہ:۔

''عالی جاہ! براہ کرم میری مدد فرمائیے۔'' ''میں بہت غریب آدمی ہوں۔ میرے پاس کوئی قابل قدر کام نہیں ہے جس سے میں کمائی کر سکوں۔ میں نے کاری رقم اپنی خوراک پر خرچ کرنی ہے۔ اب مجھے ایک ہزار سنہری سکے کی اپنی بیٹی کی شادی کے لیے ضرورت ہے۔ ہم کچھ زیورات اپنے اکلوتی بیٹی کو دینا چاہتے ہیں۔''

علاوہ ازیں زیورات جن کو ہم نے خریدنا ہے کپڑے اور برتن۔ ہم نے چند لوگوں کو اپنے گھر میں کھانے پر بھی بلانا ہے۔ اس لیے ہم نے تیل، آٹا، سبزیاں اور مصالحے وغیرہ بھی خریدنے ہیں۔

شہنشاہ نے پوچھا کہ:۔

''دیکھو! جب تمھارے پاس بالکل رقم نہیں ہے تو تم اپنی بیٹی کو زیورات کیوں دینا چاہتے ہو؟ اور جب تم خاندان کے لیے خوراک میسر نہیں کر سکتے تو تم دوسرے لوگوں کو دعوت دینے کا خواب کیوں دیکھ رہے ہو؟ برہمن نے کہا کہ:۔

''عالی جاہ! یہ میری دیرینہ خواہش ہے۔'' ''میں ایک غریب باپ ہوں مگر اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی پر کچھ رقم خرچ کرنے کا خواب بھی دیکھتا ہوں۔ میں آپ کا مشکور ہوں گا اگر تم مجھے رقم کمانے کا موقع بخشیں۔ اب میں صرف اپنی بیٹی کی شادی کے لیے ضرورت مند ہوں۔''

شہنشاہ نے کہا کہ:۔

''اچھا میں آپ کو ایک ہزار سنہری سکے کمانے کا موقع دیتا ہوں۔''

تم جاؤ اور اس باغ کی جھیل میں ٹھنڈے پانی میں کھڑے ہو جاؤ۔ تم کل سورج نکلنے پر پانی سے باہر آؤ گے۔''

بیربل پریشان ہو گیا۔ اس نے برا محسوس کیا کہ شہنشاہ غریب برہمن پر ذرا سخت ہو گیا۔ وہ ٹھنڈے پانی میں ساری رات نہیں کھڑا ہو سکے گا اور یقیناً وہ مر جائے گا۔

مگراب برہمن خوش نظر آ رہا تھا۔ وہ محافظوں کے ساتھ جھیل پر گیا اور ٹھنڈے پانی میں داخل ہو گیا۔ محافظ نے بیربل سے کہا کہ:۔

''جناب! سخت سردی میں برہمن مرجائے گا۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''میں نہیں جانتا۔''

شاید وہ اپنے ارادے میں مضبوط ہوگا۔ مگراس کی کامیابی کے مواقع بہت کم ہیں۔

لیکن اگلے روز تمام کی خوشیاں دوبالا تھیں کہ برہمن زندہ تھا اور مسکرا رہا تھا۔ سورج طلوع ہو چکا تھا۔ برہمن کامیاب اور فاتح جھیل کے ٹھنڈے پانی سے باہر آیا۔

شہنشاہ نے پوچھا کہ:۔

''تم نے کیسے ناممکن کام کو ممکن بنایا؟'' یہ مشکل کام تھا۔ تم نے بڑا کارنامہ کیا ہے۔ مجھے یقین نہیں آ رہا کیا تم اس بھید کی وضاحت کر سکتے ہو؟''

برہمن نے کہا کہ:۔

''عالی جاہ! اس میں کوئی راز کی بات نہیں۔ صرف کامیابی حاصل کرنے کا عزم تھا۔ میں نے کامیابی حاصل کرنے کا عزم کر لیا تھا۔''

اکبر نے پوچھا کہ:۔

''تم نے ٹھنڈے پانی میں کیسے رات بسر کی؟''

میں محل کی روشنائیوں کو دیکھتا رہا۔

میں دیکھتا ہوں۔

اکبر نے کہا کہ:۔

''تم نے ضروری حرارت محل کی روشنائیوں سے حاصل کی اور ٹھنڈے پانی کی سردی کو محسوس نہ کیا اور بڑے آرام سے رات بسر کر لی۔ اچھا اس حالت میں، میں تجھے انعام نہیں دے سکتا۔ تم اپنے گھر چلے جاؤ۔''

برہمن کو یہ سن کر بڑا صدمہ پہنچا کہ کیسے سو گز کے فاصلے پر روشنائیاں جھیل کے ٹھنڈے پانی میں کھڑے آدمی کو سرد رات میں گرمائش پہنچاتی ہیں؟

اکبر صرف بہانہ تلاش کرنا چاہتا تھا۔ یہ اس کی طرف سے بڑی زیادتی تھی کہ برہمن کو اس کے وعدے کے مطابق رقم ادا نہ کرنا۔

اکبر نے اپنا منہ پھیرا اور محل کی طرف چل پڑا۔

محافظوں نے بے یار و مددگار ایک دوسرے کو دیکھا۔

بیربل اس کے پیچھے گھر گیا۔ برہمن کے بارے میں گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

اگلے روز بیربل شہنشاہ کے پاس گیا اور کہا کہ:۔

''میں نے اب کھچڑی بنانا سیکھا ہے کل میری رہائش گاہ پر آئیں اور میری سپیشل کھچڑی چکھیں۔''

اکبر خوش تھا کہ بیربل نے اگلے دن مجھے لنچ پارٹی میں مدعو کیا ہے۔ اکبر بیربل کے گھر گیا۔اس کے ہمراہ درباری بھی تھے۔ بیربل نے پھول پیش کرتے ہوئے ان کا استقبال کیا۔جبکہ اس کے نوکروں نے عطر چھڑک کر استقبال کیا۔

ان کو ایک بڑے ہال میں جس کو نرم گدیلوں اور قالینوں سے سجایا گیا تھا لے جایا گیا۔نوکروں کے ہاتھ میں بڑے بڑے پنکھے دیے گئے۔

اکبر اس وقت مسکرا رہا تھا۔وہ خوش تھا کہ بیربل ان کو آرام پہنچا رہا ہے۔

دو گھنٹے گزر گئے مگر ان کی طرف سے بیربل کی طرف سے کسی کو صاف پانی کا گلاس بھی پیش نہ کیا گیا۔

اکبر کو بھوک لگ رہی تھی اور پیاس بھی۔

شہنشاہ نے پوچھا کہ:۔

''بیربل کہاں ہے؟''

نوکروں نے جواب دیا کہ:۔

''باہر باغ میں۔''

اکبر نے کہا کہ:۔

''جب میں نے ایک گھنٹے پہلے پوچھا تو تم نے یہی جواب دیا۔وہ باغ میں کیا کر رہا ہے؟''

نوکر نے عرض کی کہ:۔

''عالی جاہ! معاف فرمایئے۔وہ وہاں کھچڑی پکانے میں مصروف ہے۔''

اکبر ناراض ہو گیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔نوکروں پر بڑبڑاتا ہوا۔

نوکر نے کہا کہ:۔

عالی جاہ! ہمیں معاف فرمائیں۔ہم نے آپ کو سچ بتایا ہے۔یہ حقیقت ہے کہ وہ باغ میں کھچڑی پکانے میں مصروف ہے۔

اکبر نے حکم دیا کہ:۔

''ہمیں وہاں لے چلو۔''

نوکر شہنشاہ اور درباریوں کو بیربل کے باغ میں لے گئے۔وہاں بیربل بڑ کے درخت کے نیچے ٹہنیاں اور لکڑیاں آگ پر ڈال رہا تھا۔اکبر نے پوچھا کہ:۔

''تمھاری کھچڑی کہاں ہے؟''

بیربل کھڑا ہو گیا اور آرام سے اپنی انگلی سے درخت کی طرف اشارہ کیا کہ درخت کے اوپر۔ایک بڑا برتن لٹک رہا تھا۔ لمبے پام درخت کے اوپر سے۔

اکبر اور اس کے درباریوں نے اپنی گردنیں مروڑیں۔اس برتن کو دیکھنے کے لیے۔

''یہ کیا ہے؟ اکبر غصے سے پاگل ہوگیا تھا۔ہم بھوکے ہیں اور تم ہمیں بڑا برتن دکھا رہے ہو جو کہ اس درخت کے ساتھ باندھا ہوا ہے؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

''عالی جاہ! مجھے بڑا افسوس ہے۔میرا خیال ہے کہ تجھے کچھ دیر انتظار کرنا ہوگا۔میں نے چاول، دالیں، پیاز اور لہسن وغیرہ تمام اس برتن میں ڈالے ہیں۔''

براہ کرم تم خود دیکھیں کہ میں نے خود بہت سی لکڑیاں اور گھاس وغیرہ آگ میں ڈالی ہیں۔مگر مجھے علم نہیں کہ وہ اتنا وقت کیوں لے رہے ہیں؟

اکبر نے کہا کہ:۔

''برتن اور آگ کے درمیان تقریباً دس گز کا فاصلہ ہے۔''برتن تک حرارت اتنی بلندی تک کیسے پہنچ سکتی ہے درخت کے اوپر؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

''میرا خیال ہے کہ زمین سے حرارت برتن تک پہنچ رہی ہے۔''

اکبر ناراض ہو کر چلایا کہ:۔

''تم فضول باتیں کر رہے ہو؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

عالی جاہ! معاف فرمائیے۔

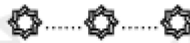
''اگر غریب برہمن ٹھنڈے پانی میں کھڑا محل کی روشنائیوں سے گرمائش حاصل کر سکتا ہے جو کہ سو گز کے فاصلے پر جل رہے تھے تو یہ برتن بھی حرارت حاصل کر سکتا ہے دس گز کے فاصیل پر جلتے ہوئے۔''

اکبر نے کہا کہ:۔

''اب میں تمہارا مقصد سمجھا۔مجھے غریب برہمن پر ظلم نہیں کرنا چاہیے تھا، مجھے حقیقت میں بڑا افسوس ہے میں نے برہمن کو دو ہزار سنہری سکے ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔اس کو میرے پاس بھیجو۔میں آپ کا مشکور ہوں کہ تم نے مجھے عقل سکھا دی ہے۔''

بیربل خوش تھا کہ برہمن شہنشاہ سے اپنا انعام جو کہ دو ہزار تک دگنا ہو چکا ہوگا حاصل کرے گا۔بیربل نے کہا کہ:۔

''میرے ساتھ مکان کے اندر آیئے۔میں نے آپ کے کھانے کے انتظامات کیے ہیں۔وہاں بہت سے کھانے اور کھچڑی بھی ہے۔''وہ تمام ہنستے ہوئے بیربل کے پیچھے مکان میں داخل ہوئے۔مگر انھوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔



17- سنہری سکہ

(The golden coin)

دہلی کے شہر میں دو سوداگر رہتے تھے۔ ان کا گھی کا کاروبار تھا۔ ان کی دکانیں ایک دوسرے کے نزدیک تھیں۔

ایک دفعہ ان میں سے ایک سوداگر نے ایک ہزار سونے کے سکے دوسرے سے قرض لیے۔ مگر آئندہ اس نے قرض کو واپس ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ دوسرا سوداگر اکبر کے دربار میں چلا گیا اور شکایت درج کروائی۔ اکبر شہنشاہ نے اس مقدمے کو بیربل کے حوالے کر دیا۔ بیربل نے دونوں سوداگروں کے بیانات قلمبند کیے۔ مدعی نے کہا کہ:۔

''اس سوداگر نے مجھ سے ایک ہزار سونے کے سکے قرض لیے تھے۔ اب وہ واپس ادا کرنے سے انکاری ہے۔''

دوسرے سوداگر نے کہا کہ:۔

''نہیں جناب۔ یہ جھوٹ ہے وہ مجھ سے حاسد ہے۔ اس لیے وہ مجھے جھوٹے مقدمے میں ملوث کرنا چاہتا ہے۔''

بیربل نے دونوں سوداگروں کو دس دن کے بعد عدالت میں مقدمے میں انصاف کے لیے آنے کے لیے کہا۔ پھر بیربل نے دس کنستروں کا آرڈر دیا اور ہر کنستر میں بیس سیر گھی بھرا ہوا ہو۔ ان کنستروں میں سے صرف دو میں اس نے سنہری سکہ ہر ایک میں رکھ دیا۔ اس کے بعد شہر کے گھی کے سوداگروں کو بلایا۔ وہ دو سوداگر بھی آئے۔ اس نے ہر ایک کو گھی کا کنستر دیا۔ اور کہا کہ:۔

ہر کنستر میں بیس سیر گھی ہے۔ گھر لے جایئے اور گھی کی کوالٹی کا محتاط انداز میں معائنہ کرتے ہوئے قیمت کا تعین کریں۔

اس نے دانستہ طور پر سنہری سکوں والے کنٹینر مدعی اور مدعا الیہ کو دیے۔ سوداگر ٹین اپنے گھر لے گئے۔ انھوں نے مختلف طریقوں سے گھی کا جائزہ لیا اور اس کی مارکیٹ قیمت کا تعین کیا۔ انھوں نے اپنے اپنے ٹین میں سے سنہری سکے بھی پائے۔ جس سوداگر نے عدالت میں اپیل کی تھی وہ ایماندار تھا۔ اس نے سنہری سکہ واپس کر دیا۔ مگر دوسرے سوداگر نے کنستر سے سنہری سکہ نکال لیا اور اس کو اپنے بیٹے کو دے دیا۔

مقررہ دن سوداگر شہنشاہ کی عدالت میں اپنے گھی کے کنستروں کے ساتھ آئے۔ بیربل نے بڑی احتیاط سے مدعا الیہ کے کنستر کو دیکھا۔ اس کو پتہ چلا کہ گھی کی کوالٹی کم کر دی گئی ہے۔ جب اس نے اس کے بارے میں تحقیق کی۔ مدعا الیہ سوداگر نے کہا کہ:۔

''مہاراج! گرمی کی وجہ سے گھی کی کوالٹی کم ہو گئی ہے۔ کیا ایسا ہے؟ پھر اس معاملے میں۔ میں دوسرے گھی کے کنستروں کی پڑتال کروں گا۔''

بیربل نے جواب دیا۔

بیربل اندر گیا اور اس نے اپنے نوکروں سے کہا کہ:۔

تم مدعا الیہ کے گھر جاؤ اور اس کے بیٹے کو سنہری سکے کے ساتھ عدالت میں آنے کے لیے کہو۔ اس کے باپ نے جو گھی کے کنستر سے

حاصل کیا تھا۔ جلدی ہی مدعاالیہ تاجر کا بیٹا سنہری سکے ساتھ عدالت میں آ گیا۔ تو بیربل نے اس سے دریافت کیا کہ:۔

''وہ دوسرے پانچ سونے کے سکے جو کہ گھی کے کنستر میں تھے کہاں ہیں؟''

بیٹے نے جواب دیا کہ:۔

''ہمیں صرف کنستر سے صرف ایک ہی سونے کا سکہ دستیاب ہوا تھا پانچ نہیں تھے۔''

بیٹے کے بیانات سنتے ہی بیربل مدعاالیہ تاجر کی طرف مڑا اور کہا کہ:۔

''اگر تم مجھے ایک سونے کے سکے کے لیے دھوکا دے سکتے ہو۔ یہ بھی بالکل ممکن ہے کہ تم نے مدعی کو بھی دھوکا دیا ہوگا؟''

''اس سلسلے میں آپ لوگوں کا کیا خیال ہے؟''

تاجر کے پاس سوائے اپنے جرم تسلیم کرنے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ اس نے بیربل کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے اور معافی طلب کی اور مدعی کو تمام ایک ہزار سونے کے سکے لوٹا دیے اور ایک سنہری سکہ بیربل کو بھی ادا کر دیا جو کہ انھوں نے کنستر سے چوری کیا تھا۔



18- شہنشاہ کا خواب

(The emperor's dream)

ایک دن شہنشاہ اکبر کو خواب آیا کہ:۔

''تمام دانت سوائے ایک کے گر گئے تھے۔''

اگلے روز اس نے تمام نجومیوں کو دربار میں بلایا۔ اس نے عجیب خواب کے بارے میں بتایا اور اس نے ان سے خواب کا مطلب دریافت کیا۔

نجومیوں نے آپس میں خواب کے بارے میں بحث کی اور آخر کار کہا کہ:۔

عالی جاہ!

''آپ کے خواب کا مطلب یہ ہے کہ تمھارے تمام رشتہ دار تمھارے سامنے فوت ہوں گے۔''

شہنشاہ نجومیوں پر غضبناک ہو گیا۔

اور اس نے ان سے دربار سے چلے جانے کو کہا اور بیربل کو خواب کی وضاحت کرنے کو کہا۔ بیربل نے تھوڑی دیر غور کیا اور کہا کہ:۔

عالی جاہ! تمہارا خواب پراسرار معنی کا حامل ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم کافی طویل زندگی بسر کرو گے اپنے باقی رشتہ داروں کے۔

اکبر بادشاہ بیربل کے دانائی کی وضاحت پر بہت خوش ہوا اور اس کو کافی انعام دیا۔

19- شاعر اور امیر آدمی

(The poet & the rich man)

ایک دن ایک شاعر ایک متمول آدمی کی ملاقات کے لیے گیا۔ اس نے بہت سی نظمیں پڑھیں اور امیر آدمی سے امید رکھی کہ وہ اسے کثیر رقم بطور انعام دے گا۔ مگر امیر آدمی بڑا کنجوس تھا۔ اس نے کہا کہ:۔

''میرے پیارے شاعر! میں آپ کی نظموں سے بہت محظوظ ہوا ہوں۔ براہ کرم کل آئیں میں آپ کو حقیقتاً خوش کروں گا۔''

اگلے روز شاعر عمدہ انعام ملنے کی خوشی میں اس کے گھر گیا۔ اگلے دن امیر آدمی کی جگہ پر گیا۔ امیر آدمی نے کہا کہ:۔

''قابل احترام شاعر! چونکہ تم نے مجھے خوش کیا ہے۔ اپنی نظمیں پڑھ کر تو میں نے بھی آپ کو خوش کر دیا ہے آج مدعو کر کے۔''

جیسا کہ آپ نے بھی مجھے کوئی چیز نہیں دی اسی طرح تم نے بھی مجھ سے کچھ بھی وصول نہیں کیا۔ اب کیا یہ ہمیں برابر نہیں کرتے؟''

شاعر بڑا مایوس ہوا۔ اس نے یہ ساری داستان اس کے قریبی دوست کو سنائی۔ اس کے دوست نے اس کہانی کو بیربل کو سنایا۔ یہ کہانی سنتے ہوئے بیربل نے کہا کہ:۔

''جیسا میں کہتا ہوں کرو۔''

تم دوستی کا حق ادا کرو اس امیر آدمی کو اپنے گھر پر مدعو کرو لنچ پر۔

اسی وقت اپنے شاعر دوست کو بھی مدعو کرو۔ میں بھی وہاں موجود ہوں گا۔

چند دنوں کے بعد بیربل کے منصوبے کے مطابق شاعر کے دوست کے گھر لنچ کا پروگرام تیار کیا گیا تھا۔ جیسا کہ پہلے ہی فیصلہ کیا جا چکا تھا۔ امیر آدمی لنچ کے لیے مقررہ وقت پر پہنچا۔ اس وقت بیربل، شاعر اور چند دوسرے دوست آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

آہستہ سے وقت گزر رہا تھا مگر لنچ نہیں دیا گیا۔ جہاں ایک دوسرے سے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ آخر کار امیر آدمی صبر کھو بیٹھا اور اس نے کہا کہ:۔

''لنچ کا وقت تو پہلے ہی گزر چکا ہے کیا ہم یہاں لنچ کے لیے نہیں آئے تھے؟''

بیربل نے دریافت کیا کہ:۔

''لنچ؟ کیا لنچ؟''

امیر آدمی نے غصے سے کہا کہ:۔

''آپ کا لنچ سے کیا مطلب ہے؟ کیا ہم یہاں لنچ کے لیے جمع نہیں ہوئے؟''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

''لنچ کے لیے کوئی دعوت نامہ نہیں تھا۔ یہ صرف آپ کو خوش کرنے کے لیے تھا۔ کہ تم نے بھی لنچ کے لیے آنے کے لیے کہا تھا۔''

امیر آدمی بڑا اخفا ہوا۔اس نے غصے کے عالم میں پوچھا کہ:۔

''یہ کیا ہے؟''

کیا یہ با عزت شخص کو اس طریقے سے دھوکا دینے کا حق ہے تم نے مجھ سے جھوٹ بولا ہے۔

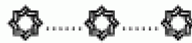
بیربل نے ہنسنا شروع کیا اور کہا کہ:۔

''جب میں کہتا ہوں کہ یہ رویہ صحیح ہے مگر تم نے اس شاعر کو یہ کہہ کر دھوکا دیا تھا کہ کل آؤ۔''

اسی طرح میں نے بھی تم کو خوش کرنے کے لیے کہا۔

''ہم نے سوچا کہ شاید ثقافتی افراد کے درمیان یہ رویہ درست ہے۔''

امیر آدمی کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس نے شاعر کو کثیر انعام دیا۔



20-اکبر کی شادی

(The marriage of Akber)

شہنشاہ اکبر اور اس کی ملکہ اکثر معمولی معاملات میں جھگڑتے رہتے تھے۔ ایک دن جب کہ وہ جھگڑ رہے تھے ملکہ نے پوچھا کہ:۔

''تم کو ثابت کرنا ہوگا کہ تم واقعی مجھ سے پیار کرتے ہو جس طرح کہ میں چاہتی ہوں تم بیربل کو اس کی نوکری سے برخاست کر دو اور میرے بھائی شیر خاں کو اس کی جگہ پر لگا دو۔''

شہنشاہ نے بہت کوششیں کی ملکہ کو سمجھانے کی کہ یہ ممکن نہیں بیربل کو اس کی نوکری سے ہٹانا مگر ملکہ بضد تھی۔

اس لیے اکبر نے کہا کہ:۔

''تم خود بیربل سے بات کرو۔''

بیگم خوش ہوگی، اور اس نے کہا کہ:۔

میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔ کل ہم دونوں آپس میں الجھ پڑیں گے۔ پھر تم بیربل کو بتاؤ کہ:۔

''اگر ملکہ مجھ سے معافی طلب نہ کرے تو میں تمھیں نوکری سے نکال دوں گا۔ اس طرح الزام تمھارے اوپر نہیں آئے گا۔''

اگلے روز منصوبے کے مطابق شہنشاہ اور ملکہ نے آپس میں جھگڑنا شروع کر دیا۔ شہنشاہ غصے سے نیلا پیلا ہو رہا تھا۔ ایک دوسری جگہ پر قیام کے لیے چلا گیا۔ جب بیربل شہنشاہ سے ملنے کے لیے گیا تو شہنشاہ نے کہا کہ:۔

''بیربل! ملکہ کو مجھ سے معافی طلب کرنا ہوگی۔'' بصورت دیگر میں تمھیں موجودہ نوکری سے ہٹا دوں گا۔''

بیربل شہنشاہ سے یہ سن کر اس کے دربار سے باہر نکل آیا اور محافظ کو اس نے بلایا۔ اس نے کچھ اس کے کان میں سرگوشی کی پھر اس نے ملکہ کے ساتھ باتیں کرنی شروع کیں۔ اس نے اس کو یہ خیال (لائحہ عمل) دیا جیسا کہ اگر وہ کچھ شہنشاہ کے جھگڑے کے بارے میں نہیں جانتا۔

تھوڑی دیر کے بعد بیربل کی ہدایات کے مطابق محافظ اندر آیا اور اس سے کہا کہ:۔

مہاراج کہہ رہا ہے کہ ہر کام منصوبے کے مطابق (واقع) رونما ہو چکا ہے۔ اب وہ بڑا بے چین ہو چکا ہے اور تمھیں وہ چاہتا ہے فوری طور پر اس شخص کے ساتھ لائے۔

بیربل فوری طور پر اٹھ کھڑا ہوا روانہ ہونے کے لیے ملکہ نے دریافت کیا کہ:۔

''بیربل کیا معاملہ ہے۔''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

معذرت خواہ ہوں۔

بلند مقام۔لیکن مجھے اس آدمی کی شناخت کرانے کی اجازت نہیں ہے اور وہ چلا گیا۔

اب ملکہ نے بہت زیادہ بے چینی محسوس کی۔ناخوشگوار خیالات اس کے ذہن میں آنے شروع ہوئے۔

اس نے قیاس کیا کہ:۔

''کوئی مشکوک واقع ظہور پذیر ہو چکا ہے۔''

اس نے اپنے آپ سے خیال کیا کہ:۔

''وہ آدمی یقینی طور پر کوئی دوسری عورت ہو سکتی ہے؟اور شہنشاہ اس سے شادی کرنے والا ہے۔''

میرے آقا!اس سے میری خاندانی زندگی تباہ ہو جائے گی اس خواہش کے ساتھ کہ میرے بھائی کو وزیر بنایا جائے۔''

وہ شہنشاہ کے پاس گئی اور اس نے گھٹنے ٹیک کر اس کے قدموں میں رونا شروع کر دیا۔تو شہنشاہ نے دریافت کیا کہ:۔

''کیا معاملہ ہے۔''

ملکہ نے آنسو بھری آنکھوں سے جواب دیا کہ:۔

''براہ کرم مجھے معاف فرمائیں۔ساری میری غلطی تھی مگر آپ براہ کرم دوسری شادی نہ کریں۔''

شہنشاہ یہ سن کر بڑا حیران ہوا۔اس نے پوچھا کہ:۔

کہ تمھیں کس نے بتایا کہ میں دوبارہ شادی کر رہا ہوں۔'' ملکہ نے وہ سب کچھ بیان کر دیا جو کچھ بیربل نے اسے کہا تھا۔شہنشاہ ملکہ سن کر خوب ہنسا اور اس نے کہا کہ:۔

بیربل نے یقیناً تمھیں بیوقوف بنایا ہوگا یہ بیربل کو مات کرنا آسان نہیں ہے اب تم کم از کم سمجھ چکی ہو؟

ملکہ نے کہا کہ:۔

''ہاں اور مسکرائی۔''



21- بیربل اور بچہ

(Bir Bal and the child)

ایک دن بیربل دربار میں کافی دیر سے آیا۔ جبکہ شہنشاہ دیر سے آنے کی وجہ جاننا چاہتا تھا تو اس نے کہا کہ:۔

''عالی جاہ! میں کیا کرسکتا ہوں؟''

میرے بچوں نے چلانا شروع کر دیا اور بضد رہے کہ آج مجھے دربار میں نہیں جانا چاہیے۔ یہ بڑا مشکل معاملہ تھا کہ میں نے ان کے سامنے وضاحت کی کہ آج میرے لیے بڑا ضروری ہے کہ میں جاؤں اور دربار میں حاضری دوں۔ میں نے بہت وقت ضائع کیا ہے۔ اس وجہ سے دیر ہوئی ہے۔''

شہنشاہ بیربل کے بہانے سے مطمئن نہیں ہوا تھا اور اس نے کہا کہ:۔

بیربل! مجھے تمھارے ساتھ اتفاق نہیں ہے بچے کے غصے کو ٹھنڈا کرنا کوئی مشکل نہیں ہے کہ کوئی ایسی وجہ نہیں کہ تم نے اتنا زیادہ وقت کیوں لیا؟''

بیربل ہنس پڑا اور کہا کہ:۔

''مہاراج! بچوں کو جھڑکنا آسان ہے مگر اُن کو کوئی چیز سمجھانا بہت مشکل ہوتا ہے۔''

شہنشاہ نے کہا کہ:۔

''بیوقوفوں والی باتیں مت کرو۔''

مرے سامنے کوئی بچہ لاؤ اور میں تمھیں ثابت کردوں گا کہ یہ کس قدر آسان ہے؟

پھر بیربل نے کہا کہ:۔

''ٹھیک ہے مہاراج! میں ایک بچے کی طرح عمل کروں گا۔ اور تم اپنے آپ کو میرا والد سمجھتے ہوئے میرے غصے کو ٹھنڈا کرنا اور پھر نتیجہ دیکھیں۔''

''پھر بیربل نے ایک چھوٹے بچے کی طرح رویہ اختیار کر لیا اس شہنشاہ پر ایک مزاحیہ حرکت کی اور دربار کی طرف بچے کی طرح بھاگ کھڑا ہوا۔ اس نے اپنی پگڑی پھینک دی۔ آخر کار وہ شہنشاہ کی گود میں بیٹھ گیا اور اس کی مونچھیں کھینچنی شروع کر دیں۔''

شہنشاہ نے کہا کہ:۔

''نہ میرے بچے یہ مت کرو۔ ایک اچھے بچے بنو۔''

''مگر بیربل نے بلند آواز سے چلانا شروع کر دیا۔ پھر شہنشاہ نے کچھ مٹھائیوں کا حکم دیا۔ مگر بیربل چلاتا ہی جا رہا تھا۔''

شہنشاہ چڑ چڑا ہو گیا۔ مگر اس کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے کہا کہ:۔

''کیا تم کھلونوں کے ساتھ کھیلنا چاہتے ہو؟'' یہ لو کھلونے۔

مگر بیر بل نے چلاتے ہوئے کہا کہ:۔

''میں گنا لینا چاہتا ہوں۔''

شہنشاہ مسکرایا اور اس نے گنے کا آرڈر دیا۔ جلدی ہی محافظ گنوں کا ایک گٹھا لے آیا۔ مگر بیر بل چلانا بند نہ کر رہا تھا۔ میں بڑا گنا لینا چاہتا ہوں۔ جس کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کیا جا سکے۔ پھر شہنشاہ نے محافظ کو حکم دیا کہ وہ اس گنے کو چھوٹے حصوں میں کاٹ دے۔

بیر بل نے مزید بلند آوازی سے چلاتے ہوئے شہنشاہ سے کہا کہ:۔

''نہیں، محافظ نہیں۔ تم خود اس کو ٹکڑوں میں کاٹو۔''

شہنشاہ اس وقت بڑا ہی پریشان تھا مگر اس کے پاس کوئی متبادل طریقہ نہیں تھا مگر اس نے گنے کے ٹکڑے کیے۔

پھر اس نے بیر بل کے سامنے گنے کے ٹکڑے رکھے اور کہا کہ:۔

''اب یہ جلدی سے کھاؤ میرے بچے!''

مگر بیر بل نے اپنی بچوں جیسے مطالبے کو جاری رکھا اور کہا کہ:۔

''میں سارا گنا لینا چاہتا ہوں۔''

شہنشاہ نے گٹھے میں سے ایک سالم گنا کھینچتے ہوئے اور بیر بل کو دیتے ہوئے کہا کہ:۔

''یہ سارا گنا لے لو اور اب رونا بند کرو۔''

مگر بیر بل چلایا نہیں نہیں وہ۔ میں پورا گنا لینا چاہتا ہوں ان چھوٹے ٹکڑوں میں سے۔

''اوہ تم احمق بچے ہو۔ یہ ممکن نہیں ہے۔''

شہنشاہ بہت غصہ میں تھا۔

مگر بیر بل چلاتا جا رہا تھا۔ آخر کار شہنشاہ اپنا ضبط کھو بیٹھا اور کہا کہ:۔

''اب اگر تم نے چلانا بند نہ کیا تو میں سخت طمانچہ ماروں گا۔''

اب بیر بل اٹھا اور ہنستے ہوئے کہا کہ:۔

اوہ نہیں۔ مت مجھے مارو عالی جاہ اب تم نے محسوس کیا کہ کس طرح موجی بچے کو مطمئن کرنا مشکل ہے۔

شہنشاہ نے بیر بل کے دلائل کے ساتھ اتفاق کیا اور کہا کہ:۔

''ہاں یہ بچوں کا کام نہیں کہ روتے بچے کے غصے کو ٹھنڈا کرنا۔''



22- حال، ماضی اور مستقبل

(The present, past and future)

ایک دن شہنشاہ اکبر نے اعلان کیا کہ:۔

''جو کوئی درج ذیل سوالات کے جوابات دے گا اس کو بھاری انعام دیا جائے گا۔''

یہ سوالات تھے۔

i- یہ کیا ہے جس میں آج موجود ہے؟ اور ایسا رہے گا اس کے بعد بھی۔

ii- یہ کیا ہے جو کہ آج غیر حاضر ہے اور اس کے بعد ایسا رہے گا؟

iii- یہ کیا ہے جو حاضر ہے آج مگر اس کے بعد وہ غیر حاضر (غائب) ہو جائے گا؟

سوالات مناسب مثالوں کے ساتھ دیے گئے تھے۔

کسی کے پاس بھی ان چالاکی کے سوالات کے جوابات نہ تھے سوائے بیربل کے۔

بیربل نے شہنشاہ سے کہا کہ:۔

''عالی جاہ! آپ کے سوالات کے صحیح جوابات تلاش کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ آپ اور میں دونوں دیہات میں جائیں۔''

تب شہنشاہ اور بیربل نے عارفوں کی طرح ایسا بھیس بدل لیا اور ٹاؤن کی مارکیٹ میں پھرے۔ مارکیٹ کی دکان میں دونوں داخل ہوئے تو بیربل نے دکاندار سے کہا کہ:۔

''ہمیں ایک ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ بچوں کے لیے مدرسہ تعمیر کرنے کے لیے۔''

جب دکاندار نے عارفوں کو اپنے منشی کو رقم دینے کے لیے کہا پھر بیربل نے مزید کہا کہ:۔

''آپ سے رقم لینے کے لیے میں آپ کے سر میں اپنے جوتے سے ماروں گا یہ روپے کے بدلے جو ہم قبول کریں گے۔''

دکاندار کے نوکر یہ الفاظ سن کر ناراض ہو گئے اور بیربل سے انھوں نے بدسلوکی کی۔ مگر دکاندار نے ان کو خاموش رہنے کے لیے کہا اور اس نے کہا کہ:۔

''مجھے کوڑے مارے جائیں اور یہ یقین دلایا جائے کہ میں نے جو رقم دی ہے اسے نیک کام کے لیے استعمال کیا جائے گا۔''

یہ کہتے ہوئے دکاندار نے اپنا سر بیربل کے سامنے جھکا دیا اور بیربل سے کہا کہ وہ اپنے جوتے سے مارے۔ بیربل اور شہنشاہ دونوں دکان

سے بغیر کہے روانہ ہوگئے۔وہ ساتھ گئے اور راستہ میں بیربل نے خاموشی کو توڑا اور کہا کہ:۔

دیکھئے میرے آقا!

''اس کا مطلب ہے کہ دکاندار کے پاس آج جو رقم ہے اور اس کا نیک ارادہ ہے کل پھل لائے گا۔''

وہ مستقبل میں ہے۔اس کا مطلب ہے کہ اس نے اپنی جگہ جنت میں محفوظ کر لی ہے۔اس کی موت کے بعد اور اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ جو کچھ اس کے پاس آج ہے وہی اس کے لیے کل ہوگا۔پھر وہ ایک بھکاری کے پاس آئے۔انھوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ کھانا دے رہا تھا جو کہ اس کی ضرورت سے زائد تھا۔بیربل نے گداگر سے پوچھا کہ:۔

''ہمیں بھی کچھ کھانا دیں ہم بھوکے ہیں۔''

مگر گداگر اس پر برس پڑا۔نکل جاؤ تم بیوقوف ہو۔پھر بیربل نے کہا کہ:۔

آپ کے دوسرے سوال کے جواب میں یہ گداگر خدا کو خوش کرنے کے اہل نہیں ہوگا۔

لہٰذا اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے پاس آج کچھ نہیں اور اس کے پاس کل بھی کچھ نہ ہوگا۔''

تھوڑی دیر کے بعد انھوں نے ایک گوشہ نشین کو دیکھا کہ وہ درخت سے نیچے مراقبہ میں پڑا ہوا تھا۔بیربل نے اس کے آگے کچھ رقم رکھ دی مگر اس گوشہ نشین نے کہا کہ:۔

''ان کو لے جاؤ یہ تمام بیماری ہیں میرے لیے مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔''

مگر اب بیربل نے کہا کہ:۔

''مہاراج!اس کا مطلب ہے کہ اب یہ غائب ہے (غیر حاضر) مگر اس کے بعد یہ حاضر ہوگا۔آج یہ تمام خوشیاں قربان کر رہا ہے مگر کل کو وہ لازمی حاصل کرے گا۔''

اور مہاراج چوتھی مثال آپ کے معاملے میں۔

تمہاری ماضی کی زندگی کے اچھے اعمال کی وجہ سے آج تم اچھی زندگی بسر کر رہے ہو اور زندگی کے لطف اڑا رہے ہو۔تمھارے پاس زر ہے اور عزت واقتدار۔اگر تم اچھی حکومت اور انصاف کے ساتھ جاری رکھو گے یہ تمھارے پاس بعد میں بھی رہے گا۔اگر تمھارے اعمال خراب/ غلط ہو گئے اور تم ان کی حفاظت مستقبل کے لیے نہ کر سکے۔تو تم سے چھن جائے گی۔

شہنشاہ بیربل کے دانائی اور ایماندارانہ جوابات سے بہت خوش ہوا۔



23-شاہی خوشی

(The royal pleasure)

وہ غلام جو شہنشاہ کا شاہی خواب گاہ میں بستر تیار کیا کرتا تھا وہ ایک دن کچھ وقت کے لیے اس پر لیٹنے کے لیے رغبت دیا گیا۔ (Tearptal) یعنی کسی نے اس کو اکسایا کہ وہ اس شاہی بستر پر کچھ دیر کے لیے لیٹ جائے۔ تو نوکر خفیہ انداز میں اس پر لیٹ گیا مگر جلدی ہی ڈر کے مارے اٹھ گیا کہ کوئی اس کو دیکھ نہ لے۔ مگر محافظ نے اسے پہلے ہی بستر میں جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ بدقسمتی سے محافظ اور غلام کے مراسم آپس میں اچھے نہیں تھے۔ اس لیے محافظ شہنشاہ اکبر کے پاس گیا اور اسے بتایا جو غلام نے کیا تھا۔ تو شہنشاہ غضبناک ہو گیا اور اس نے حکم دیا کہ:۔

''اس غلام کو بیس کوڑے کل صبح مارے جائیں۔''

غلام اس سزا سے بہت خوفزدہ ہوا جو کہ اس کو ملنے والی تھی۔ وہ جلدی سے بیربل کی جگہ پر گیا۔ وہاں اس نے جو کچھ واقع ہوا تھا بیربل کو بتایا۔ بیربل نے اس سے سنا اور کہا کہ:۔

''ایسا کرو جیسے میں تمھیں کہوں اور بالکل فکر مت کرو۔''

غلام یہ سن کر بہت خوش ہوا اور واپس محل پر چلا گیا۔

آدھی رات محل میں تمام اچانک ہنگامے یا افراتفری کی وجہ سے جاگ اٹھے ان میں سے بعض چیخ و پکار کر رہے تھے اور بعض چلا رہے تھے جلدی سے ہر آدمی آیا اور اس کے گرد جمع ہو گئے۔ وہ یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ جو آدمی چلا رہا تھا وہ وہی شخص تھا جس کو شہنشاہ نے سزا دی تھی۔ اس نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی گہرا سانس لیا اور کہا کہ:۔

اوہ خدایا! عالی جاہ پر رحم فرمائیں۔ نوکر آسمان کی طرف مسلسل اشارے کرتا رہا۔ دوسرے محافظ نے خیال کیا کہ شاید اس پر کسی بدروح کا اثر ہو گیا ہے اس نے عطر (پاک پانی) اپنے اوپر چھڑکنا شروع کر دیا۔

شہنشاہ اور ملکہ بھی اس ہنگامے کی وجہ سے بیدار ہو گئے۔ وہ بھی نوکر کے کوارٹر کی طرف نیچے آئے۔ ابھی تک نوکر نے چلانا بند نہیں کیا تھا۔ براہ کرم میرے آقا مجھے معاف فرمائیں۔ شہنشاہ پر رحم فرمائیں۔

یہ منظر دیکھتے ہوئے شہنشاہ کی آنکھوں سے آنسو نکلنے شروع ہوئے اس نے روتے ہوئے کہا کہ:۔

''مہاراج! کتنی بڑی آپ کے لیے سزا ہے؟'' یہ مقابلہ آپ کے میری کوئی بات نہیں۔

شہنشاہ حیران ہو گیا اور اس سے پوچھا کہ:۔

''کیا سزا؟ بیہودہ مت بکو۔''

نوکر نے کہا کہ:۔

مہاراج! میں نے خواب دیکھا کہ یام ڈوٹ جو کہ موت کا پیغام رساں ہے اس نے آپ کو ایک ستون کے ساتھ باندھا اور آپ کو کوڑے لگا رہا تھا۔ میں نے یہ دیکھا اور یام ڈوٹ اور تمھارے درمیان چھلانگ لگا دی اور کہا کہ:۔

میرے آقا! میرے شہنشاہ کو کوڑے مت مارو۔ اس کی بجائے میں کوڑے کھانے کے لیے حاضر ہوں۔ مگر یام ڈوٹ (Yam Doot) نے کہا کہ:۔

نہیں، اس آدمی کو سزا ن کا مزہ چکھنا چاہیے تم اس بستر پر سوئے تھے چند منٹوں کے لیے اور تجھے بیس کوڑوں کی سزا دی گئی تھی۔

جب شہنشاہ اس بستر پر کئی سالوں سے سو رہا ہے اس کو ہزار ہا بار زائد کوڑے لگانے چاہیے۔

یہ کہتے ہوئے نوکر نے لامتناہی رونا شروع کیا۔ شہنشاہ خاموش رہا اور اس نے اپنی سزا کے احکام واپس لے لیے۔ اس ڈرامے میں یقیناً بیربل کی مداخلت نے کام کیا۔



24-بیربل اور ہاتھی

(Birbal and elephant)

ایک دن آدمی کے کارناموں اور تقدیر پر شاہی دربار میں گرما گرم بحث جاری تھی ہر آدمی یہ کہہ رہا تھا کہ:۔

''تقدیر سب سے اعلیٰ ہے یا زور آور ہے۔''

مگر بیربل کی رائے تھی کہ:۔

''آدمی اپنی تقدیر کو اپنی ہمت و حوصلے سے تبدیل کرسکتا ہے۔''

شہنشاہ نے بیربل کی آزمائش کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے ایک ہاتھی چلانے والے کو بلایا اور کہا کہ:۔

''دیکھو! ہر روز بیربل دریا پر غسل کرنے کے لیے جاتا ہے اور راستہ جس پر وہ چلتا ہے وہ راستہ تنگ ہے کہ دونوں طرف چلنا مشکل اور ناممکن ہے۔''

جب بیربل اس پر جاتا ہے اپنے ہاتھیوں میں سے ایک ہاتھی کو بھیجو سڑک کے دوسرے کنارے سے، دوسرے دن ہاتھی ڈرائیور نے سڑک کے دوسرے کنارے ایک ہاتھی کو ڈال دیا اور جب بیربل سڑک کے درمیان پہنچا تو ہاتھی ڈرائیور نے ہاتھی کی آنکھ چبھو دی اس وجہ سے ہاتھی حملہ آور ہوا اس نے تنگ سڑک پر دوڑنا شروع کردیا۔ بیربل ہاتھی کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر خوفزدہ ہوگیا۔ مگر تا حال ہمت ہارے بغیر دیکھتا رہا ادھر اُدھر۔

وہاں بیربل نے ایک کتا دیکھا۔ کتا کمزور دکھائی دیا۔ وہ جلدی سے کتے پر لپکا اور اس کو ہاتھی پر پھینک دیا۔ کتا ہاتھی کی گردن پر پڑا۔ اس نے تیز پنجوں سے ہاتھی کی گردن زخمی کردی۔ تو ہاتھی اس قدر ہراساں ہوا کہ اس نے واپس ہونا شروع کردیا۔

ہاتھی کے ہراساں ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بیربل واپس ہوا اور دربار کی طرف چل پڑا۔

جب شہنشاہ نے بیربل کو دیکھا تو کہا کہ:۔

''بیربل! تم ٹھیک کہتے ہو۔''

''ایک انسان ہمت کے ساتھ اپنی تقدیر کو تبدیل کرسکتا ہے۔ اب میں پوری طرح قائل ہوگیا ہوں۔''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

''مہاراج! آپ نے میری آزمائش کرلی۔ لیکن کیا اگر ہاتھی مجھے اپنے پاؤں کے نیچے مسل دیتا؟''

''بولنے سے پہلے تولو''

''کرنے سے پہلے سوچو''

25-ایک بری عادت

(A Bad habit)

بیربل کی بری عادت تمبا کو چبانے کی تھی۔ اکثر اوقات اس کو چٹکی لیتے ہوئے دیکھا جا سکتا تھا۔

شہنشاہ بیربل کی اس عادت کے بہت خلاف تھا۔ ایک دن جبکہ بیربل اور شہنشاہ سیر کر رہے تھے تو ان کا گزر تمبا کو کے پودوں سے ہوا۔ ایک گدھا پودوں کے پاس کھڑا تھا۔ اس نے پودوں کو سونگھا اور آگے نکل گیا۔

گدھے کو دیکھتے ہوئے شہنشاہ اکبر نے بیربل کو کہا کہ:۔

''دیکھو بیربل کس قدر تمبا کو چبانا برا ہے۔ حتیٰ کہ گدھا بھی اسے پسند نہیں کرتا؟''

بیربل نے خاموشی سے تمبا کو کی تھیلی اور تمبا کو کی چٹکی منہ میں ڈالی اور اس نے سامنے شہنشاہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''مہاراج! آپ ٹھیک فرماتے ہیں۔ گدھا کبھی تمبا کو نہیں چباتا بالکل۔''

اگلے روز صبح شہنشاہ اکبر اور بیربل سیر کے لیے نکلے۔ یہ سردی کا موسم تھا اور موسم بڑا ٹھنڈا تھا۔

''شہنشاہ نے بیربل سے کہا کہ آج سخت سردی ہے کیا یہ نہیں ہے؟''

ہاں عالی جاہ! سخت سردی ہے۔

''شہنشاہ نے حیرانگی سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟''

مہاراج! اپنے سامنے دیکھو۔

بادشاہ نے دیکھا اور ایک آدمی کو اپنے دونوں ہاتھ بغل میں دیے ہوئے پایا۔ یہ اس وجہ سے تھا کہ شہنشاہ سمجھا جو کچھ بیربل اصل میں کہنا جانتا تھا۔



26-زمین پر قدم

(Foot on the soil)

ایک دن اکبر شہنشاہ دربار میں آیا اور اپنا روزمرہ کا کام کرنا شروع کر دیا۔ اسی وقت ایک پیغام رساں ملکہ سے پیغام لے کر پہنچا کہ:۔

''وہ شہنشاہ کو محل میں ملنا چاہتی ہے۔''

جب شہنشاہ اٹھ کھڑا ہوا ملکہ کے محل میں جانے کے لیے تمام درباری چاہتے تھے اور بیربل بھی چاہتا تھا۔ مگر ایسا کرتے ہوئے اس نے خفیہ مسکراہٹ ظاہر کی جس کو شہنشاہ نے بھی دیکھا اور اس کو اس نے اپنی توہین سمجھا۔

اس نے فوری طور پر بیربل کو اپنی سلطنت سے نکل جانے کا حکم دیا اور اس کی سلطنت کی زمین کو نہ روندے یا بصورت دیگر اسے پھانسی دے دی جائے گی۔

بیربل نے شہنشاہ کا فرمان تسلیم کیا اور سلطنت کو چھوڑ دیا۔

بیربل کے دربار سے رخصت ہوئے کئی ماہ گزر گئے اب شہنشاہ کا غصہ فرو ہو چکا تھا۔

اب شہنشاہ نے بیربل کو دوبارہ واپس دربار میں بلانے کا فیصلہ کیا اور اس نے پیغام رساں سلطنت کے ہر کونے میں روانہ کیے مگر وہ کسی جگہ پر بھی دستیاب نہ ہو سکا۔

ایک دن جبکہ بادشاہ بالکونی میں کھڑا تھا۔ اس نے بگھی محل کی طرف آتے دیکھی اس نے دیکھا کہ:۔

''اس میں بیربل بیٹھا تھا۔''

بگھی رک گئی تھی۔ شہنشاہ نے بیربل کو غصے سے پوچھا کہ:۔

''بیربل! تم سلطنت میں کیوں واپس آئے ہو؟''

بیربل نے شکستہ انداز میں جواب دیا کہ:۔

''مہاراج! میں چین چلا گیا اسی دن جب آپ نے اپنی سلطنت سے باہر نکالا۔ میں نے اپنی سواری کا فرش چین کی مٹی سے بھر لیا اور اب میں اس پر رہتا ہوں۔''

یہ اسو جہ سے ہے اور یہ آپ کے حکم کی تعمیل ہے کہ میں نے اپنا قدم تمہاری زمین پر نہیں رکھا اور اس وقت سے اسی بگھی پر رہ رہا ہوں۔

شہنشاہ بیربل کے جواب سے بہت خوش ہوا۔ وہ مسکرایا اور اگلی صبح دربار میں حاضر ہونے کے لیے کہا۔



27-خواجہ کے تین سوال

(Khoja's three questions)

ایک دن شہنشاہ درباری سے باتیں کر رہا تھا جو کہ خواجہ تھا۔شہنشاہ نے بیربل کی بہت تعریف کی۔اس سے خواجہ بہت ناراض ہو گیا۔اس نے اپنے آپ کو سب سے زیادہ عقلمند آدمی سمجھا۔اس نے خفیہ طور پر اپنے آپ کو وزیر اعلیٰ بنانے کی خواہش کی مگر بیربل کا ریاست کے معاملات پر قبضہ ہونے کی وجہ سے نہ کر سکا۔مگر جب بھی خواجہ کو کوئی موقع میسر آتا وہ بیربل کی برائی کرتا۔

یہ وجہ تھی کہ جس کی وجہ سے شہنشاہ سے بیربل کی تعریف سن کر ناراض ہو گیا۔بیربل کو نیچا دکھانے کے لیے حکم دیا اور کہا کہ:۔

''مہاراج! آپ بیربل کو بہت اہمیت دیتے ہیں اور وہ کسی کام کا نہیں ہے۔''

شہنشاہ نے اس کا مقابلہ کیا اور کہا کہ:۔

''بیربل تمام درباریوں سے ہوشیار ہے۔کوئی بھی اس قدر منطقی اور ٹھیک جواب نہیں دے سکتا جیسا کہ بیربل دے سکتا ہے۔''

پھر خواجہ نے کہا کہ:۔

مہاراج! آپ کا یہ جائزہ اور بیربل تمام درباریوں سے عقلمند ہے۔میں اس کو تسلیم کروں گا اگر وہ میرے تین سوالوں کا جواب صحیح دے گا، اور پھر آپ کی اس کے لیے تعریف کا جواز ہو گا۔

شہنشاہ مسکرایا اور کہا کہ:۔

اچھا! آپ کے سوالات کیا ہیں؟ تو خواجہ نے درج ذیل سوالات کیے۔

i- آسمان پر کتنے ستارے ہیں؟

ii- زمین کا مرکز کہاں ہے؟

iii- مردوں اور عورتوں کی صحیح تعداد الگ الگ زمین پر کتنی ہے؟

خواجہ کے سوالات سے شہنشاہ بہت خوش ہوا۔

اس نے جلدی سے بیربل کو بلایا۔بیربل دربار میں آیا۔بیربل کے سامنے شہنشاہ نے تینوں سوالات دہرائے اور کہا کہ:۔

''دیکھو! بیربل اگر تم ان سوالات کے جوابات نہ دے سکے تو تجھے تمہاری نوکری سے معطل کر دیا جائے گا۔''

عالی جاہ! بالکل ٹھیک ہے۔ ان سوالات کے جوابات کے لیے چھ گھنٹے درکار ہیں۔ اس وقت تک انتظار کریں۔ وہ دربار سے چلا گیا۔ اس نے اپنے نوکر کو ایک بھیڑ لانے کے لیے کہا جس کے جسم پر بہت سے بال ہوں۔

بیربل شہنشاہ کے پاس اس بالوں والی بھیڑ کے ساتھ گیا اور کہا کہ:۔

مہاراج! خواجہ کے ایک سوال کا یہ جواب ہے کہ

"آسمان پر اتنے ستارے ہیں جتنے کہ اس بھیڑ کے جسم پر بال ہیں۔"

"مگر آپ کو کوئی شک ہے تو آپ خواجہ سے بھیڑ کے بال شمار کرنے کو کہہ سکتے ہیں اور اس حساب سے آسمان کے ستارے شمار کیے جاسکتے ہیں۔"

پھر اس نے دوسرے سوال کا جواب دینے کی کوشش کی۔ بیربل نے چند لکیریں زمین پر کھینچیں اور زمین کے اوپر ایک لوہے کا راڈ کھڑا کر دیا اور کہا کہ:۔

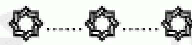
"یہ زمین کا مرکز ہے۔"

اگر خواجہ کو کوئی شک ہے وہ ناپ لے اور اپنے دوسرے سوال کا جواب پالے۔

تیسرے سوال کا جواب دیتے ہوئے بیربل نے کہا کہ:۔

مہاراج! مردوں اور عورتوں کی درست تعداد کا معلوم کرنا آسان کام نہیں ہے کیونکہ ان کے علاوہ مرد اور عورت کے علاوہ ایک اور قسم بھی آباد ہے جن کو خواجہ کہا جاتا ہے جو کہ نہ نر ہیں نہ مادہ۔ اب میری عاجزانہ گذارش ہے کہ عالی جاہ! اگر یہ تمام لوگ جو کہ کسی قسم میں نہیں آتے قتل کر دیے جائیں تو میرے لیے یہ آسان ہو جائے گا۔ مردوں اور عورتوں کو الگ الگ شمار کرنا۔

تمام درباری بیربل کے جوابات سن کر عش عش کرنے لگے اور خواجہ دربار سے بڑا پریشان ہو کر نکل گیا۔



28- موچی کا انصاف

(The cobbler's justice)

ایک دن بیربل نے شہنشاہ اکبر سے درخواست کی کہ:۔

''اگر میں کبھی جرم کرلوں تو مجھے منصف منتخب کرنے دیں گے اپنی سزا کے فیصلے کے لیے۔''

یہ میری عاجزانہ درخواست ہے آپ سے۔ آپ اسے براہ کرم قبول فرمایئے۔

شہنشاہ نے اتفاق کیا اور بیربل حقیقت میں بڑا خوش ہوا ایک دن اتفاق سے بیربل سے ایک بھاری غلطی ہوگئی۔ شہنشاہ نے بیربل کو بلا بھیجا اور اس کی غلطی کے بارے میں پوچھا اور اس نے غلطی کی سزا بھی برداشت کرنے کے لیے کہا۔

بیربل نے شہنشاہ سے اس کی مرضی کا منصف مقرر کرنے کی درخواست کی۔ شہنشاہ نے اتفاق کیا اور اس کو کہا کہ وہ اپنی مرضی سے اپنے منصف کا انتخاب کرلے۔

بیربل نے پانچ موچی اپنے معاملے میں منصف مقرر کیے۔ شہنشاہ نے حیرانگی سے پوچھا کہ:۔

''یہ موچی کیا انصاف کریں گے؟''

''تم ان کی بجائے چند تعلیم یافتہ افراد منتخب کرنا۔''

مگر آخر کار بیربل کے انتخاب کے مطابق پانچ موچی بیربل کے مقدمے کی شنوائی کے لیے مقرر کیے گئے۔

بیربل نے اس کے سامنے اپنی غلطی کی وضاحت کی اور اس نے دریافت کیا کہ:

''آپ صاحبان اپنا فیصلہ دیں۔''

اچانک موچیوں کو یاد آیا کہ چند سال پیشتر بیربل نے ان کو سخت تنگ کیا تھا۔ تو انھوں نے انتقام لینے کا فیصلہ کیا۔

پہلے موچی نے کہا کہ:۔

مہاراج! بیربل بڑے سنگین جرم کا مرتکب ہوا ہے اس کو ایک سو روپیہ جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔''

دوسرے موچی نے کہا کہ:۔

یہ بہت بڑی سزا ہے؟ اس نے خیال کیا کہ یہ رقم اتنی زیادہ ہے کہ اس سے بیربل کے بیوی اور بچے اس طرح اثر انداز ہوں گے اور ان کو بری طرح نقصان ہوگا۔ اس لیے اس نے جرمانے کی رقم کو بیس روپے تک کم کردیا۔

تیسرے موچی نے بھی اسی روپے کے جرمانے کو بہت زیادہ پایا اس لیے اس نے اس کو ساٹھ روپے تک کم کر دیا۔

چوتھے موچی نے غور کیا کہ یہ جرمانے کی رقم بہت زیادہ ہے۔اور پانچویں موچی نے بھی اپنے ساتھی کی رائے کے ساتھ اتفاق کیا۔

آخر کار مختصر بحث کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ:۔

''بیربل کو صرف بیس روپے کا جرمانہ ادا کرنا چاہیے۔''

شہنشاہ نے فوری طور پر محسوس کیا کہ بیربل بہت ہوشیار تھا کہ اس نے موچیوں کو بطور منصف کے منتخب کیا ہے اور اس طرح اس نے اپنے آپ کو بڑی سزا سے بچالیا۔

موچی چلے گئے۔شہنشاہ نے خیال کیا کہ بیس روپے تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن غریب موچیوں کے لیے تو یہ بھی یقیناً بھاری رقم تھی۔کئی سالوں کی سخت محنت کے بعد ان کے لیے دس روپے کی بچت کرنا بھی ممکن نہ تھا۔

اس کو موچیوں کی غربت پر بڑا رحم آیا اور وہ بیربل کی چالاکی اور عقلمندی پر بھی بہت خوش تھا۔



29- بیربل اور ناپاک برش

(Birbal and the unholy brush)

بیربل ایک ہندو تھا جبکہ درباروں کی اکثریت مسلمانوں کی تھی۔ لہٰذا تمام مسلمان درباریوں نے مشمولہ شہنشاہ کے بیربل کو مسلمان کرنے کا فیصلہ کیا۔

ایک دن جب بیربل دربار میں کام میں مصروف تھا تو شہنشاہ نے فرمایا کہ:۔

''بیربل! کل محل میں بہت بڑی ضیافت ہے آپ کو اس ضیافت میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔''

بیربل اس وقت کسی کام میں مشغول تھا۔ تو اس نے کہا کہ:۔

ہاں مگر جلدی ہی اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا مگر اس وقت کافی دیر ہو چکی تھی۔

اس کو اگلے دن ضیافت میں جانا پڑا تھا۔ جب کھانا پیش کیا گیا تو بیربل نے شہنشاہ سے کہا کہ:۔

مہاراج! ہم ہندو کھانے سے قبل خدا کا نام لیتے ہیں اور پاک پانی (عطر) چند منتر پڑھ کر چھڑکتے ہیں اور ہم اُس وقت تک کھانا نہیں کھاتے جب تک یہ رسوم پوری نہ کر لی جائیں۔ اس لیے میں آپ سے ان رسوم کو ادا کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔''

شہنشاہ نے اتفاق کیا۔ بیربل نے منتر پڑھنا شروع کیے اور برش سے پانی چھڑکا۔

یہ دیکھتے ہی تمام مسلمان غضبناک ہو گئے کیونکہ برش جو کہ بیربل کے پاس تھا جس کے ذریعے وہ پانی چھڑک رہا تھا۔ وہ برش سور کے بالوں سے بنا ہوا تھا اور مسلمانوں کے مذہب کے مطابق سور کو ناپاک سمجھا جاتا ہے۔ تمام مسلمانوں نے خیال کیا کہ ان کا کھانا ناپاک ہو گیا ہے۔ وہ ناراض ہو کر چلے گئے۔

بیربل نے کہا کہ:۔

مہاراج! آپ نے مجھے ایسا کرنے کی اجازت بخشی۔ اس لیے ان تمام درباریوں نے میری چلے جانے سے بے عزتی کی ہے۔ ہم اس جگہ سے کھانا نہیں کھاتے جہاں ہماری بے عزتی کی گئی ہو۔

''یہ کہتے ہوئے بیربل بھی اٹھ کھڑا ہوا اور روانہ ہو گیا۔ مگر شہنشاہ بہرحال سمجھ گیا کہ بیربل کے دماغ میں کیا تھا؟''



30- بیربل اور تان سین

(Birbal and Tan Sen)

چونکہ بیربل شہنشاہ کا سب سے زیادہ حمایتی درباری تھا۔ لہٰذا اس کے دربار میں بے شمار دشمن تھے۔

ایک دفعہ ایک درباری نے جو کہ بیربل کا حاسد تھا اس نے شہنشاہ سے کہا کہ:۔

''مہاراج! بیربل کی بجائے عالمی شہرت یافتہ گویے تان سین کو بطور وزیر اعظم مقرر کرنا چاہیے۔''

شہنشاہ نے کہا کہ:۔

''اچھا مجھے اس کی آزمائش کرنی ہوگی اور جس کی بنیاد پر وزیر اعظم کی پوسٹ پر تقرر کروں گا۔''

اگلے دن شہنشاہ اکبر نے ہر ایک کو سر بمہر خط جن میں بیربل اور تان سین بھی شامل تھا دیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ:۔

''روس کے شہنشاہ کا پیغام لے جاؤ اور اس سے واپس جواب بھی لا کر دو۔''

جب بیربل اور تان سین روس پہنچے انھوں نے اپنے خطوط شہنشاہ کے حوالے کیے۔ خط میں تحریر تھا کہ:۔

''ان دونوں پیغام رساں کو فوری طور پر قتل کر دو۔''

ایک دفعہ تو شہنشاہ روس (زار روس) نے تان سین اور بیربل کے سر قلم کرنے کا حکم دے دیا۔ اس کے مطابق دونوں کو محافظ اس مقام پر لے گئے جہاں ان کے سر قلم کرنے تھے۔

تان سین بڑا خوفزدہ تھا۔ اس نے چیخنا اور رونا شروع کر دیا اس نے بیربل سے کہا کہ:۔

''بیربل! میں وزیر اعظم نہیں بننا چاہتا ہوں۔'' براہ کرم مجھے اس سزائے موت سے نجات دلائیں۔

بیربل بالکل فکر مند نہ تھا اس نے تان سین کے کان میں سرگوشی کی۔ بیربل کے الفاظ نے تان سین کو کچھ حوصلہ دلایا۔ پھر دونوں نے آپس میں دلائل دینے شروع کیے کہ کون پہلے قربان گاہ پر سر قلم کروانے کے لیے جائے۔ بیربل نے جلاد سے کہا کہ:۔

''مجھے پہلے قتل کریں۔''

تان سین نے ایک قدم آگے بڑھایا اور کہا کہ:۔

''نہیں جناب! میرا سر پہلے قلم کریں۔''

''نہیں نہیں، مجھے پہلے قربان ہونے دیں۔''

وہاں حاضرین ان کے دلائل سن کر بڑے حیران ہو رہے تھے انھوں نے اس عجیب واقعہ کی اطلاع زار روس کو دی۔ جب شہنشاہ روس کو ان

کا علم ہوا تو وہ بھی بڑا حیران ہوا۔اس نے دریافت کیا کہ:۔

بیربل! مجھے بتاؤ کہ ایسا کیوں ہے؟ تم پہلے کیوں قربان ہونا چاہتے ہو؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

''عالی جاہ! یہ ایک راز ہے جس کو ہم ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔''

''آپ ہمارے شہنشاہ کے مطابق عمل کریں۔''

شہنشاہ روس اب زیادہ تجسس میں پڑ گیا کہ:۔

اس نے کہا کہ:۔

''نہیں، مجھے تم دونوں کو قتل نہیں کرنا ہے جب تک مجھے حقائق کا علم نہ ہو جائے۔''

پھر بیربل نے کہا کہ:۔

مہاراج! ہمارا شہنشاہ اکبر خفیہ خواہش تمہاری سلطنت کے ساتھ الحاق کی رکھتا ہے۔مگر تم بہت ہی مضبوط ہو آپ کو شکست نہیں دی جا سکتی۔

شہنشاہ اکبر کے گروؤں نے اس کو بتایا ہے کہ

اگر وہ دو معصوم آدمیوں کو تمہاری سلطنت میں بھیجے گا اور ان کا سر قلم کروا دو گے تم ایک گنہگار ہو گے اور اس طرح اکبر کو تمہاری سلطنت پر حملہ کرنے کا مواقع مل جائے گا۔گروؤں نے یہ بھی پیشینگوئی کی کہ جو پہلے اپنے آپ کو سر قلم کروائے گا وہ اگلے پیدائش میں وہ روس کا شہنشاہ ہو گا اور وہ شخص جو بعد میں سر قلم کروائے گا وہ روس کا وزیر اعظم ہو گا۔اس لیے میں اپنا سر پہلے قلم کروانا چاہتا ہوں۔''

جب زار روس نے یہ سنا تو اس نے دونوں کو قتل کرنے سے انکار کر دیا۔اس نے کہا کہ:۔

''یہ ناممکن ہے۔میں تم دونوں کو قتل کر کے مجرم نہیں بننا چاہتا۔''

زار روس نے ان دونوں کو واپس ہندوستان بھیج دیا۔

شہنشاہ اکبر دونوں کو زندہ سلامت روس سے واپس آتے دیکھ کر بڑا حیران ہوا۔

تان سین نے اکبر شہنشاہ سے کہا کہ:۔

''مہاراج! بیربل حقیقت میں وزیر اعظم کے عہدے کا حقدار ہے۔''

میں مر چکا ہوتا اگر وقتی مدد بیربل کی طرف سے نہ ہوتی۔

تمام درباری جو کہ بیربل سے حسد کرتے تھے۔انھوں نے بھی شرم کے مارے اپنی نظریں نیچی کر لیں۔



31- پانی بمقابلہ آب حیات

(Water versus nectar)

ایک دن شہنشاہ اکبر نے اپنے درباریوں کے سامنے ایک سوال پیش کیا جو کہ سوال یہ تھا کہ:۔

''کون سے دریا کا پانی سب سے بہترین ہے؟''

تمام درباریوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ:۔

''عالی جاہ! دریائے گنگا کا پانی سب سے بہترین ہے۔''

مگر بیربل خاموش تھا۔ شہنشاہ نے دیکھا اور اس سے دریافت کیا کہ:۔

''بیربل! تم کیوں خاموش ہو؟''

تمھیں میرے سوال کا جواب نہیں آتا۔

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

مہاراج! ''دریائے جمنا کا پانی سب سے بہترین ہے۔''

شہنشاہ بڑا حیران تھا بیربل کا جواب سن کر اور اس نے کہا کہ:۔

''بیربل! تمھارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟''

تمہاری مقدس کتاب نے دریائے گنگا کے پانی کو بہترین قرار دیا ہے خالص اور پاک اور پھر بھی تم جمنا کے پانی کو بہترین تصور کرتے ہو۔

بیربل نے کہا کہ:۔

مہاراج! ''ہم کس طرح پانی اور آب حیات کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟''

اور آپ جو دریائے گنگا میں بہتے ہوئے پانی کو دیکھتے ہیں۔ پانی نہیں ہے آب حیات ہے۔

یہی وجہ ہے کہ میں نے کہا ہے کہ:۔

''دریائے جمنا کا پانی بہترین ہے۔''

تمام درباری خاموش بیٹھے تھے اور صرف شہنشاہ ہی تھا جو بیربل کے ساتھ صحیح ہونے پر متفق تھا۔ دوبارہ، ایک دن شہنشاہ نے ایک دوسرا سوال درباریوں کو پیش کیا جو کہ یہ تھا کہ:۔

''وہ کونسی چیز ہے جس پر چانداور سورج کی روشنی نہیں پڑتی؟''

کسی بھی درباری کے پاس سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔

شہنشاہ اکبر نے یہی سوال بیربل کے ہاں بھی پیش کیا۔ بیربل نے تھوڑی دیر سوچا اور بعدازاں اس نے کہا کہ:۔

''مہاراج! صرف ایک چیز ہے جس پر چانداور سورج کی روشنی نہیں پڑتی۔''

شہنشاہ نے تجسس سے دریافت کیا کہ:۔

''وہ کونسی ہے؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

''اندھیرا۔''

''یہی ایک چیز ہے جس کو نہ چانداور نہ سورج کی روشنی ملتی ہے۔''

ہر ایک نے بیربل کے دانا جواب کی بہت تعریف کی۔



32- شاہ مصر اور اس کے ہم شکل

(The king of egypt and his look alike)

بیربل کی دانائی اور ہوشیاری کی شہرت ساری دنیا میں پھیل چکی تھی۔ حتیٰ کہ شاہ مصر بھی بیربل کی ذہانت کی داستانیں سن چکا تھا۔ ایک دفعہ اس نے بیربل کو اپنی سلطنت میں اس کی ہوشمندی کی آزمائش کے لیے مدعو کیا۔ بیربل مصر روانہ ہوا شاہ مصر کی دعوت ہے۔ شاہ مصر نے سات آٹھ کٹھ پتلیاں تیار کی تھیں جو کہ بالکل اصل معلوم ہوتی تھیں اور ان کو شاہ مصر کی طرح لباس بھی پہنایا گیا تھا اور تخت پر جگہ دی گئی تھی اور شاہ مصر بھی ان کے درمیان میں بیٹھا تھا۔

بیربل مصر پہنچا اور شاہی دربار میں داخل ہوا۔ ایک لمحے کے لیے اس کے محتاط طریقے سے ہر ایک بادشاہ کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ پھر وہ اصل بادشاہ کے سامنے گیا اور اس کے سامنے جھک گیا۔ بادشاہ بڑا حیران ہوا۔ اس نے دریافت فرمایا کہ:۔

"بیربل! آپ نے کیسے مجھے آسانی سے پہچانا؟"

بیربل نے خاموشی سے جواب عرض کیا کہ:۔

"مہاراج! جب میں آپ کے دربار میں داخل ہوا تو دیکھا کہ تمام نقلی بادشاہ تمھیں سیدھا دیکھ رہے تھے۔"

مگر تم بڑے اطمینان سے بیٹھے تھے۔ اگرچہ ان کا بھیس بھی بادشاہ ہی جیسا تھا۔ ان کی توجہ آپ پر مرکوز تھی کیونکہ صرف آپ ہی اصلی بادشاہ تھے۔

بیربل سے بادشاہ مصر بہت خوش ہوا۔

کچھ دیر کے بعد بیربل کو محل میں بھیجا اپنے ایک وزیر کے ساتھ۔ وزیر نے محل کے گرد بیربل کو پھیرایا۔ آخر کار اس نے بیربل کو عظیم شاہی غسلخانے بھی دکھائے۔ وہاں بیربل نے ایک بہت بڑی شہنشاہ اکبر کی فریم شدہ تصویر کو دیکھا جو کہ غسلخانے کی دیوار پر (Toilet) آویزاں تھی۔ اس کو دیکھو۔

بیربل نے جلدی سے کہا کہ

آپ نے شہنشاہ اکبر کی تصویر وہ بھی مناسب جگہ پر لگائی ہے۔ تصویر کا اصل اثر یہ ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک خوفزدہ ہوتا ہے۔"

بیربل نے وزیر سے کہا کہ:۔

"مجھے یقین ہے کہ تمھارے بادشاہ کو قبض کا مرض ہے اور وہ جلاب کی دوائی استعمال کرنے کی بجائے اکبر بادشاہ کی تصویر پر غسلخانے میں آویزاں کی ہے۔"

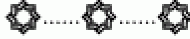
وزیر خاموش رہا مگر وہ سمجھ گیا کہ بیربل کے کہنے کا کیا مقصد تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ:۔

بیربل! ہم نے یہ تصویر آویزاں نہیں کی تمھارے بادشاہ کی بے عزتی کے لیے بلکہ ہم نے تمہاری ذہانت کی آزمائش کے لیے آویزاں کی تھی۔

شاہ مصر نے بہت زیادہ تحائف کے ساتھ واپس ہندوستان بیربل کو بھیجا جن میں کپڑے، جواہرات اور اونٹ شامل تھے۔

اس کے بعد شاہ مصر نے شہنشاہ اکبر کو خط لکھا کہ جس میں اس نے لکھا کہ:۔

''آپ کے پاس بہت سے جواہرات ہیں مگر ان میں سب سے زیادہ ایک قیمتی بیربل ہے۔''



33-بالوں کا خضاب

(The hair dye)

ایک دن شہنشاہ اکبر نے بیربل سے کہا کہ:۔

بیربل! میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جو" وان" کا لفظ مثلاً وان، بان، اپنے ناموں کے ساتھ لاحقہ کے طور پر لگاتے ہیں وہ فطرتی طور پر بڑے جھگڑالو ہوتے ہیں۔ جیسے کہ گاڑی بان، کوچوان، دربان وغیرہ۔

یہ سنتے ہی بیربل نے جواباً عرض کیا کہ:۔

"ہاں، آپ ٹھیک فرماتے ہیں۔"

مہربان۔

بیربل کا جواب سن کر اکبر شہنشاہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اس کے کچھ دیر بعد دوسرا واقعہ ظاہر ہوا کہ:۔

بوڑھے ہونے کی وجہ سے شہنشاہ کے بال بھورے ہونے شروع ہوئے۔

اس لیے شہنشاہ اپنے بھورے بالوں کو سیاہ رنگ میں رنگتا تھا۔ ایک دن رسماً گفتگو کے دوران شہنشاہ نے بیربل سے پوچھا کہ:۔

"کیا یہ رنگ سازی میرے سر پر الٹ اثرات تو نہیں دیتی؟"

بیربل نے کہا کہ:۔

"مہاراج! وہ جو اپنے بالوں کو رنگ لگاتا ہے وہ بالکل سرہی نہیں رکھتا۔ کس طرح یہ ممکن ہے کہ ایک بوڑھا آدمی دوبارہ جوانی میں تبدیل ہو جاتا ہے؟"

شہنشاہ نے بیربل کو بغل گیر کیا اور اس کے بعد دوبارہ اس نے بالوں کو خضاب لگانا ترک کر دیا۔



34- چور کا پکڑنا

(To catch a thief)

ایک سوداگر جو کہ جواہرات پہننے کا بہت شوقین تھا۔ اس نے اپنا ہیرے کا گلوبند گم کرلیا جب کہ وہ غسل کر رہا تھا۔ اس نے اپنے تمام نوکروں سے گلوبند کے بارے میں دریافت کیا۔ مگر ہر ایک نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے انکار کر دیا۔

آخر کار وہ شاہی عدالت میں گیا اور ایک شکایت درج کرادی۔ شہنشاہ نے بیربل سے کہا کہ اس مقدمے کا فیصلہ کریں۔ بیربل نے سوداگر سے کہا کہ:۔

''کل اپنے تمام نوکروں کے ساتھ عدالت میں آؤ۔''

اگلے روز سوداگر نے اپنے آپ کو تمام نوکروں کے ہمراہ عدالت میں حاضر کیا۔ بیربل نے ایک محافظ سے کہا کہ وہ لکڑیوں کا ایک گٹھا لائے۔ پھر اس نے سوداگر کے نوکروں سے کہا کہ:۔

''میں نے ان تمام لکڑیوں پر میجک (جادو) لگا دیا تم میں سے ہر ایک لکڑی لے کر اپنے گھر واپس چلا جائے۔ نوکر کی لکڑی/ چھڑی جس نے ہیرے کا گلوبند چرایا وہ اس کی چار انگلیوں میں لمبائی سائز میں اضافہ کرے گا۔''

رات کے وقت تمام جبکہ وہ سو رہے تھے تو جس نے چوری کی تھی اس نے تھوڑی سی اپنی چھڑی چار انگلی کے برابر لمبائی میں چاقو کی مدد سے کاٹ دی۔ دوسرے دن وہ بڑے عزم کے ساتھ عدالت میں آیا۔ بیربل نے بڑے غور سے ہر نوکر کی لکڑیوں/ چھڑیوں کا معائنہ کیا۔ جب اس نے اس شخص کی چھڑی کو دیکھا جس نے کاٹ کر چھوٹا کیا تھا۔ اس سے شہنشاہ نے عرض کیا کہ:۔

کہ ''عالی جاہ! یہ آدمی اصلی چور ہے۔''

اس نوکر نے جس نے چوری کی تھی اپنا سر شرم کے مارے جھکا دیا۔ بیربل مسکرایا اور عرض کیا کہ:۔

''تم احمق ہو۔ کوئی بھی جادو کی چھڑی نہیں تھی لیکن میں یقین کے ساتھ جانتا تھا کہ جس شخص یا نوکر نے چوری کی ہے۔ وہ اپنی چھڑی کو لمبائی میں ضرور کم کرے گا تا کہ وہ اپنے آپ کو بے گناہ (معصوم) ثابت کر سکے۔ اب اس کا گلوبند واپس کر دو۔''

نوکر نے بیربل کو گلوبند لوٹا دیا۔ بیربل نے واپس سوداگر کو دے دیا اور کہا کہ:۔

جناب! یہ عقلمندی نہیں ہے ایک آدمی کے لیے جواہرات کے ساتھ لدے رہنا یا پہنے رکھنا۔''



35- جنگلی دیوتا

(The jungle god)

ایک دن شہنشاہ نے بیربل کے ساتھ مذاق کرنے کا خیال کیا۔ اس کے ایک ہوشیار بیٹے کے ذریعے۔ اس کے پاس ایک Trap تھا جو کہ لوہار نے تیار کیا تھا۔ اور Trap ایسا تھا کہ وہ اپنی اصل شکل میں دکھائی نہ دیتا تھا۔ تب شہنشاہ نے ٹریپ کے اندر ایک کشمیری سیب رکھا اور خفیہ طور پر خود ٹریپ کے نزدیک بیربل کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد بیربل دربار میں داخل ہوا اس نے سیب کو دیکھا اور اتفاق سے اٹھالیا۔ اچانک اس کا ہاتھ ٹریپ میں پھنس گیا۔ شہنشاہ فوری طور پر چھپا ہوا باہر آیا اور کہا کہ:۔

اوہ آپ ہیں بیربل! میرے محل سے بہت سی چیزیں چوری ہو چکی ہیں۔ اور چور کو پکڑنے کے لیے یہ ٹریپ ہم نے تیار کیا ہے۔“

مگر اب آپ آئیں ٹریپ (پھندا) کے اندر، بہر حال مجھے آپ پر اعتماد ہے۔ آپ دوبارہ ایسا نہ کریں۔

پھر شہنشاہ مسکرایا اور پھندے سے بیربل کو آزاد کر دیا۔ بیربل نے کہا کہ:۔

عالی جاہ! میں نے اس عمدہ میٹھے سیب کو دیکھا جو کہ بالکل فطرتی طور پر اس کو اٹھانے کے لیے آگے بڑھا۔ اس کو دیکھنے کے لیے میں اس کو چوری کرنے کا ارادہ نہ رکھتا تھا۔

شہنشاہ نے بیربل سے کہا کہ:۔

آپ اس معاملے کو بھول جائیں اور مزید آپ اس پر اپنے دلائل نہ دیں۔ مگر بیربل بڑا ہراساں ہوا تھا۔ اس واقعہ نے اس کے دماغ پر ناخوشگوار یادداشت چھوڑی تھی۔

شہنشاہ نے اس کا فائدہ حاصل کیا اور بیربل کو یہ پوچھ کر تنگ کرنا شروع کیا کہ:۔

”پنجرہ کا سیب کیسا تھا بیربل؟“

اس قسم کے طنزیہ ریمارکس سے بیربل اور پریشان ہو گیا اور اس نے جلدی ہی اس پریشانی سے نجات حاصل کرنی چاہی۔ آخر کار اس نے ایک خیال سوچا کہ جس سے شہنشاہ پر حملہ کر کے ایک دن شہنشاہ جنگل میں شکار کے لیے گیا بیربل دانستہ طور پر اس کے ساتھ نہ گیا اور اس طرح شہنشاہ اکیلا ہی شکار کے لیے گیا۔ شکار کے دوران شہنشاہ ایک ویران جگہ پر پہنچا۔ اس وقت شام کا وقت تھا اچانک اس نے ایک بلند آواز یہ کہتے ہوئے سنی کہ:۔

”ہے تم کون ہو؟“

”جلدی اپنے گھوڑے سے اتر جاؤ۔“

شہنشاہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ یہ کون تھا اور اس نے دیکھا کہ ایک جنگلی آدمی شیر کی کھال میں ملبوس ایک بڑے درخت کے نیچے کھڑا تھا اور

اس کے ہاتھ میں بانس کی بڑی سی چھڑی تھی۔ شہنشاہ نے اس سے دور رہنے کی کوشش کی اور آگے بڑھتا رہا۔ اچانک جنگلی آدمی نے چھڑی کو زور سے زمین پر مارا اور چلایا۔

''تم اپنے گھوڑے سے کیوں نہیں اترتے؟''

میں اس جنگل کا بادشاہ دیوتا ہوں تمھیں میری بات ماننی ہوگی۔''

اب شہنشاہ خوفزدہ ہوگیا اور اس نے کہا کہ:۔

اوہ آقا! میں یہاں شکار کے لیے آیا تھا کیونکہ یہ جنگل میری سلطنت میں شامل ہے۔ اب میں واپس جاؤں گا۔''

وہ واپس جانے کے لیے تیار تھا کہ جنگل کے دیوتا نے کہا کہ:۔

انتظار کرو تم نے میری زمین پر مداخلت کی ہے۔
جس کی تمھیں سزا ضرور ملنی چاہیے۔

شہنشاہ مزید ڈرا اور کہا کہ:۔

''براہ کرم مجھے معاف فرمائیں یہ سب کچھ نادانستہ طور پر واقع ہوا ہے۔''

اچھا اس حالت میں تمھیں ہلکی سزا دی جاتی ہے۔ آپ اس درخت کو دیکھتے ہیں۔ بھاگ کر اس درخت کے پاس جائیں اور دوڑتے ہوئے کہتے جائیں کہ، ''جنگل کے بادشاہ کی طرح۔''

شہنشاہ نے اس کی فرمانبرداری میں جیسے اس نے کہا کیا۔ پھر وہ اپنے محل کی طرف پلٹا۔

اگلے روز جب بیربل حسب معمول محل میں آیا تو شہنشاہ نے دریافت کیا کہ:۔

''بیربل! سیب کیسا تھا؟''

بیربل نے فوراً جواب دیا کہ:۔

''جنگل کے دیوتا کی طرح۔''

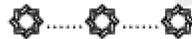
شہنشاہ حیران ہوا کہ بیربل گزشتہ رات کا واقعہ کیسے جانتا ہے۔ اس نے کہا کہ:۔

''بیربل! آپ جنگل کے دیوتا کو کیسے جانتے ہیں؟'' بیربل نے کہا کہ:۔

عالی جاہ! مجھے گذشتہ رات خواب آیا اور یہ اس کے اندر تھا۔ حقیقت میں خواب میں۔ تب مجھے جنگل کے بادشاہ کے بارے میں علم ہوا۔

حقیقت میں بیربل نے اپنا جنگلی آدمی کی شکل میں بھیس بدل کر شہنشاہ کے ساتھ مذاق کیا تھا۔

اس دن سے شہنشاہ نے بیربل سے مذاق کرنا اور اس کو تنگ کرنا بند کر دیا۔



36- تین گدھوں کا بوجھ

(Three donkey's load)

شہنشاہ اور اس کے دو بیٹے اکثر دریا پر غسل کرنے کے لیے جایا کرتے تھے۔ بعض اوقات بیربل بھی شاہی خاندان کے ساتھ ہوتا۔ ایک دفعہ حسب معمول وہ بیربل کے ساتھ دریائے جمنا پر غسل کرنے کے لیے گئے۔ شہنشاہ اور اس کے دونوں لڑکے دریا کے پانی میں داخل ہوئے۔ بیربل کنارے پر ان کے کپڑوں کی نگرانی کرتا رہا۔

وہ دریا کے کنارے پر بیٹھا ان کی اشیاء کی نگرانی کرتا رہا جب کہ وہ دریا میں غسل کر کے لطف اندوز ہوتے رہے۔

چونکہ شہنشاہ ہمیشہ اس موقع کی تلاش میں رہتا تھا کہ بیربل کو تنگ کرے۔ اس نے آہستگی سے اپنے بیٹوں سے کہا کہ:۔

آؤ بیربل کے ساتھ مذاق کریں۔

شہنشاہ نے بیربل سے کہا کہ:۔

''بیربل! تم ایک گدھے کے بوجھ کے ساتھ کھڑے دکھائی دیتے تھے۔''

بیربل نے جلدی سے جواب دیا کہ:۔

''مہاراج ایک نہیں لیکن میں تین گدھوں کے بوجھ (سامان) کے ساتھ کھڑا ہوں۔''



37-اصلی آزمائش

(The real test)

ایک معمار زرہ بکتر بنانے میں بڑی مہارت رکھتا تھا۔ایک دن اکبر شہنشاہ کے چند درباریوں کا جھگڑا معمار کے ساتھ ہو گیا۔درباری اس سے انتقام لینا چاہتے تھے۔اس لیے انھوں نے شہنشاہ کے کان معمار کے خلاف بھر دیے۔

ایک دن معمار ایک نئی زرہ بکتر کے ساتھ دربار میں آیا۔زرہ بکتر بلاشبہ شاندار تھی اس نے شہنشاہ کو دکھائی۔

مگر درباریوں میں سے ایک نے شہنشاہ کو تجویز دی کہ:۔

مہاراج! پہلے اس کا جائزہ لیا جائے کہ یہ زرہ بکتر اعلیٰ کوالٹی کی ہے یا کہ نہیں۔ہم اس کا جائزہ لے سکتے ہیں اس پر ایک زوردار ضرب لگا کر۔

شہنشاہ نے درباری کے ساتھ اتفاق کر لیا۔اس نے زرہ بکتر کو فرش پر رکھا اور اپنی تلوار کے ساتھ اس پر سخت ضرب لگائی۔زرہ بکتر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی۔شہنشاہ ٹوٹی ہوئی زرہ بکتر کو دیکھ کر غضبناک ہو گیا۔اس نے معمار سے کہا کہ:۔

''یہاں سے نکل جاؤ۔آئندہ اگر تم نے مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی تو تمھیں پھانسی دے دوں گا۔''

معمار بڑا پریشان ہوا اور سوچا کہ:۔

''اس واقعہ نے میرے لیے شاہی دربار کے دروازے بند کر دیے ہیں۔کوئی بھی مجھے کام نہیں دے گا۔مجھے بھوکا مرنا ہوگا۔''

مگر معمار کی بیوی نے اسے پریشان نہ ہونے کے لیے کہا اور بیربل سے ملیں۔بیربل بڑا مہربان شخص ہے۔وہ یقیناً تمہاری مدد کرے گا۔اس نے کہا۔

معمار جلدی سے بیربل کے پاس گیا۔اس نے سارا قصہ اس کو بیان کیا۔بیربل نے پہلے ہی جو کچھ دربار میں ہو چکا تھا دیکھا تھا۔اس نے کہا کہ:۔

''زرہ بکتر بہر حال مضبوط ہے اور زمین پر رکھ کر تلوار سے ضرب مارنے سے/لگانے سے یقیناً ٹوٹ جائے گی۔'' آپ فکر مند نہ ہوں۔جو کچھ میں تجھے کہا کروں ویسا کرو۔

پھر بیربل نے معمار کو اس کی تجویز کے مطابق کرنے کے لیے کہا۔معمار نے ایک دوسری زرہ بکتر تیار کی۔اور دربار میں گیا۔اس نے کہا کہ:۔

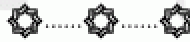
''مہاراج! اب میں نے بڑی مضبوط اور پائیدار زرہ بکتر بنائی ہے۔آپ اس کی آزمائش کر لیں۔

شہنشاہ نے اس زرہ بکتر کو اس کے پاس لاتے ہوئے کہا کہ:۔

معمار نے دوبارہ کہا کہ:۔

''مہاراج! زرہ بکتر کو جسم پر آزمائش کرنی چاہیے؟ میں نے زرہ بکتر لینی ہوتی ہے۔ اگر یہ تلوار کی ضرب سے ٹوٹ جائے۔ اس سے میں بھی زخمی ہو جاؤں گا اور میں بھی یقیناً مر جاؤں گا۔ میری زندگی کا کیا فائدہ ہے جبکہ میں اپنے کام میں کامیاب نہیں ہوں۔

شہنشاہ جلدی سے سمجھ گیا کہ یہ خیال معمار کا اپنا نہیں تھا یقیناً یہ بیربل کا ہوگا۔ اس نے بیربل کی طرف دیکھا مگر بیربل مسکرا رہا تھا پھر شہنشاہ نے خزانچی کو بلایا۔ اور اس نے اس کو ایک سو سنہری سکے انعام دینے کو کہا معمار کو۔ درباریوں نے اپنے سر شرم کے مارے پہلے ہی جھکا دیے تھے۔ یا درباری کے سر شرم کے مارے پہلے ہی جھک گئے تھے۔



38- نابینا اور بینا

(The sightless and the sighted)

ایک دن شہنشاہ اکبر نے بیربل سے کہا کہ:۔

''بیربل! کس کی تعداد دنیا میں زیادہ ہے؟''

''نابینا لوگوں کی یا بینا لوگوں کی۔''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

''مہاراج! اس وقت میرے پاس تمہارے سوال کا جواب نہیں ہے۔''

''مگر مجھے یقین ہے کہ اندھے تعداد میں زیادہ ہیں ان کی نسبت جو دیکھ سکتے ہیں۔''

اگلے دن بیربل نے بے بنی لکڑی کی چارپائی ہجوم والی مارکیٹ کے درمیان میں تھا اس کو بننا شروع کیا۔ دو کلرک بیربل کے دونوں طرف بیٹھ گئے ان کے ہاتھوں میں قلم اور کاغذ، گتے وغیرہ تھے۔

جلدی ہی وہاں ایک بڑا ہجوم جمع ہو گیا تا کہ وہ دیکھیں کہ وہاں کیا ہو رہا تھا۔ ان میں سے اکثر سے دریافت کیا کہ:۔

''بیربل! تم کیا کر رہے ہو؟''

جن لوگوں نے یہ سوال پوچھا ان کے نام ایک کلرک نے جو کہ وہاں بیٹھا تھا نوٹ کرتا جاتا تھا۔

جب شہنشاہ نے سنا کہ بیربل مصروف مارکیٹ کے درمیان چارپائی بنا رہا تھا وہ جلدی سے آیا اس نے بھی وہی سوال دریافت کیا کہ:۔

''بیربل! تم کیا کر رہے ہو؟''

بیربل نے شہنشاہ کو سوال کا جواب دیئے بغیر کلرک سے کہا کہ:۔

شہنشاہ کا سب سے پہلے نام نوٹ بک میں لکھیں۔

پھر شہنشاہ نے پہلے نوٹ بک کو دیکھا اور دریافت کیا کہ:۔

''اندھوں کی فہرست۔ مگر میرا نام کیوں سب سے اوپر؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

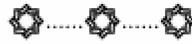
''اگرچہ تم مجھے چارپائی بنتے ہوئے دیکھ رہے ہو پھر بھی تم مجھ سے پوچھتے ہو کہ:۔

''تم کیا کر رہے ہو؟''

شہنشاہ نے دیکھا کہ نوٹ بک کا ایک صفحہ جس میں ان کے نام شامل ہوں جو دیکھ سکتے ہوں مکمل ہو چکا تھا لیکن پہلی نوٹ بک ختم ہو چکی تھی۔

پھر بیربل نے دریافت کیا کہ:۔

''مہاراج! کیا آپ اب قائل ہو چکے ہیں کہ اندھے آدمیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے بہ نسبت ان کے جو بینا ہیں۔''



39- سمندر کی شادی

(The wedding of ocean)

ایک دفعہ شہنشاہ اکبر بیربل سے نامعلوم وجہ سے ناراض ہو گئے۔ اس نے اس کو وزیر کی جگہ سے ہٹا دیا۔ بیربل سلطنت سے بغیر کسی کو حالات کے بارے بتائے نکل گیا۔

زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ اکبر کو بیربل کی عدم موجودگی کا شدت سے احساس ہوا اور اکثر اس کو یاد کرتا۔ وہ بیربل کو واپس دربار میں لانا چاہتا تھا۔ لہٰذا اس نے بہت سے آدمیوں کو بیربل کو تلاش کرنے کا کام سونپا۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مگر وہ اس کو تلاش نہ کر سکے کہ وہ کہاں ہے؟

آخر کار شہنشاہ کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ اس نے اپنے تمام پڑوسی بادشاہوں کے نام ایک دعوت نامہ ارسال کیا۔

اس دعوتی خط میں پیغام یہ لکھا تھا کہ:۔

''ہماری سلطنت کے سمندر کی شادی کی رسم ہو رہی ہے آپ سب سے درخواست ہے کہ اپنی ریاست کے دریاؤں کو بھیجیں کہ وہ آ کر سمندر کی عزت افزائی کریں۔''

تمام بادشاہ اس دعوت نامے یا پیغام سے بڑے حیران و پریشان ہوئے۔ بہر حال اکبر شہنشاہ ان کا شہنشاہ تھا اور یہ ان کا فرض تھا کہ اس کے حکم کی تعمیل کرتے۔ مگر اس کے دعوت نامے کا جواب ایک بادشاہ کے ذہن میں آیا۔ اس نے لکھا تھا کہ:

''ہماری ریاست کے دریا آپ کے علاقے میں جانے کے لیے تیار ہیں۔ مگر آپ کی سلطنت کے تمام کنوؤں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ وہاں دارالخلافہ میں موجود ہوں ان کا استقبال کرنے کے لیے۔''

اس ترچھے جواب سے شہنشاہ فوری طور پر سمجھ گیا کہ بیربل اس بادشاہ کے دربار میں ہوگا۔ اس نے اسی وقت اپنا (قاصد) ہرکارہ اس بادشاہ کے پاس روانہ کیا تو بیربل وہاں توقع کے مطابق موجود پایا گیا۔

شہنشاہ نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور بیربل سے کہا کہ وہ دہلی واپس آ جائے اور دوبارہ درباریوں میں شامل ہو جائے۔



40- چینی ہیرا

(The sugar diamond)

ایک سنار اکبر کی سلطنت میں رہتے ہوئے ہیروں کو کاٹنے اور پالش کرنے میں بڑا ماہر تھا۔ مگر اپنے بڑھاپے کی وجہ سے وہ زیادہ کام نہ کر سکتا تھا۔

ایک دن وہ بیربل کے پاس آیا اور اس سے مدد طلب کی۔ بیربل نے اطمینان سے اس کی بات سنی اور اس کو چینی شیشہ دیا۔ اس نے کہا کہ:۔

''اس چینی شیشے کو اس طرح کاٹیں کہ یہ اصلی ہیرہ دکھائی دے۔'' اگر تم نے ماہرانہ طور پر کر لیا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم بہت انعام حاصل کرو گے۔''

چند دنوں کے بعد سنار بیربل کے پاس آیا اور اس کو اس نے چینی ہیرا دکھایا۔ چینی شیشہ بڑی عمدگی سے کاٹا اور پالش کیا گیا تھا اور وہ اصلی ہیرے کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ بیربل سنار کی صنعت کاری کی وجہ سے بہت خوش ہو کر اس نے کہا کہ:۔

''تم نے بہت اچھا کام کیا ہے۔''

''آؤ میرے ساتھ شہنشاہ کے دربار میں۔''

بیربل شہنشاہ کے پاس گیا اور اس کو چینی ہیرا دکھایا اور کہا کہ:۔

''یہ آدمی اپنا شاندار ہیرا لایا ہے۔ کون ہے جو آپ کے سوا اس کی صنعت کاری کی تعریف کرے اور اس کی قدر و قیمت کا تعین کرے۔''

چونکہ بادشاہ کسی دوسرے کام کے سلسلے میں مصروف تھا۔ اس کو اس نے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ کچھ دیر کے بعد جب شہنشاہ غسل خانہ میں غسل کے لیے گیا۔ نہانے کے دوران وہ بالکل ہیرے کو بھول گیا اور چینی کا ہیرا بہر حال پانی میں حل ہو گیا۔

اس کے بعد کپڑے پہنتے ہوئے شہنشاہ کو اچانک ہیرا یاد آیا۔ مگر اب اس کو کہاں سے حاصل کیا جا سکتا تھا۔ اس نے اپنے محافظوں کو حکم دیا کہ:۔

''محل کی ہر جگہ اس کو تلاش کرو۔ مگر تلاشی کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔''

جب سنار دربار میں آیا تو شہنشاہ نے ہیرے کے ٹکڑے کے بارے میں دریافت فرمایا۔ تب صنعت کار نے کہا کہ:۔

عالی جاہ! بیربل نے مجھے کہا تھا کہنے کے لیے۔

''میں اس ہیرے پر گزشتہ پانچ سال سے کام کر رہا تھا۔ مجھے اس کے بدلے بیس ہزار سونے کے سکے حاصل کرنے چاہیے تھے۔ یہ اس وقت جبکہ میرے فن کی قدر کی جاتی۔''

شہنشاہ نے کہا کہ:۔

”نہیں نہیں بیس ہزار یہ بہت زیادہ ہیں۔“

صنعت کار نے کہا کہ:۔

”مہاراج! اگر آپ قیمت ادا کرنا نہیں چاہتے۔ آپ براہ کرم مجھے واپس کر دیں۔ میں اس کو کسی دوسرے بادشاہ کے ہاں فروخت کر دوں گا۔“

اب شہنشاہ کچھ کہنے کے قابل نہ رہا۔

آخر کار اس ہیرے کو وہ کہاں سے لاسکتا تھا۔ شہنشاہ نے خزاچی کو بیس ہزار سونے کے سکے ادا کرنے کا حکم دے دیا۔



41- آہنی راڈ اور جوتا

(The iron rod and the shoe)

ایک عیار اور بڑی ہوشمند عورت اکبر شہنشاہ کے دارالخلافہ میں رہتی تھی۔ ہر روز وہ اپنے غریب خاوند کے سر پر دس جوتے مارا کرتی تھی۔

ایک دن درباریوں نے عورت کی سرکشی کا ذکر دربار میں کیا اور اس نے کہا کہ:۔

''اگر بیربل اس عورت کو سدھار دے تو اسے استثنائی ہوشیار سمجھا جائے گا۔''

بیربل نے اس چیلنج کو قبول کر لیا۔

''پھر درباری عورت کے پاس گیا اور اس کو بتایا جو کچھ اس کے ساتھ ہونے والا ہے اور بیربل نے تجھے سدھارنے کے لیے کس طرح ان کا چیلنج قبول کیا ہے۔ اور اس نے اس کی رہنمائی بھی کر دی کہ اس کو اب کیا کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ بیربل کی کوششوں کو ناکارہ اس سلسلے میں کر دے۔''

وہ خاتون بیربل کی جگہ پر گئی اور اسے کہا کہ:۔

''دیکھو راجہ بیربل! میرے خاوند کو دن میں دس مرتبہ پیٹو۔ میں نے اپنی بیٹی کو بھی یہی اس کے ہونے والے خاوند کے لیے سکھایا ہے۔ میں آپ کو حقیقت میں ذہین سمجھوں گی۔ اگر تم میری بیٹی سے شادی کر کے چیلنج قبول کرو گے۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''بیگم! میں پہلے شادی شدہ ہوں۔ مگر میرا بھائی جو کہ جے پور میں رہتا ہے وہ شاید اس سے شادی کر لے۔''

اس عورت نے کہا کہ:۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ مگر اسے بھی طے شدہ شرائط کے مطابق ہر روز دس جوتے کھانے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''ہاں، وہ شرائط تبدیل نہیں ہوں گی۔''

بیربل اور عورت اس معاملے پر متفق ہو گئے۔ اس نے اپنے بھائی سے جے پور میں رابطہ کیا۔ جو کہ وہ بڑا ہوشیار تھا اور ذہین بھی اور اس کو اس چیلنج کے بارے میں بتایا جو کہ اس کو پورا کرنا تھا۔ بیربل کا بھائی عورت کی لڑکی سے شادی کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔

شادی معاہدے کے مطابق طے پائی۔ عورت نے اپنی بیٹی کو ایک نئے جوتے کا جوڑا دیا اور کہا کہ:۔

''یاد رکھو، اگر تم اپنے خاوند کو اپنے قابو میں رکھنا چاہتی ہو تو تمھیں اپنے خاوند کو دن میں دس جوتے مارنے ہوں گے۔ اپنے جوتے کے ساتھ۔''

جب بارات جے پور پہنچی تو بیربل اچانک بڑا خفا ہونے لگا اور چلانا شروع کر دیا تو دلہن نے اپنے خاوند سے دریافت کیا کہ:۔

''کیا ہوا ہے کہ جس سے تمھارے بھائی کو ناراضگی ہوئی اور وہ چلا رہا ہے؟''

بیربل کے بھائی نے کہا کہ:۔

''میرا بھائی بڑا کم حوصلہ ہے۔ اس نے گھر میں ایک آہنی راڈ رکھا ہوا ہے۔'' ایک مرتبہ اس کو غصہ آ جائے وہ کسی کو نہیں چھوڑتا اور ہر ایک کو مارنا شروع کرتا ہے گھر میں بڑی بے رحمی سے۔ تجھے بھی نہیں چھوڑے گا۔''

اس سے مار کھانے کے لیے اپنے آپ کو ذہنی لحاظ سے تیار رکھو۔ یہ ہمارے خاندان کی رسم ہے۔''

دلہن بے بنیاد خوف سے ڈر گئی۔ وہ بیربل کے قدموں پر گر پڑی اور کہا کہ:۔

''براہ کرم جناب! میرے پر رحم کریں۔ میں مار نہیں کھا سکتی ہوں۔''

یہ ہماری خاندانی رسم ہے۔ تجھے اس کو برداشت کرنا ہوگا۔''

بیربل نے غصے کی حالت میں کہا۔

''کیا تمہاری ماں نے تمھیں اپنے خاوند کو جوتی سے مارنے کے لیے نہیں کہا؟'' اگر تمہاری ماں کی خصوصی روایات ہیں تو ہماری بھی یقیناً خاندانی روایات ہیں۔''

دلہن نے رونا شروع کیا اس نے کہا کہ:۔

''میں اپنی ماں کے نقش قدم پر نہیں چلوں گی۔ میں کبھی بھی اپنے خاوند کو نہیں ماروں گی۔ میں جانتی ہوں کہ میری ماں بہت غلط رہی تھیں اس کو ایک اچھے میاں بیوی کے لیے مثال نہیں دی جا سکتی۔''

بیربل فوری طور پر ٹھنڈا پڑ گیا اور اس نے نرم لہجے میں کہا کہ:۔

''بہن! کیوں تم مجھ سے خوف زدہ ہوگئی ہو۔ میں نے تمام اس لیے کیا ہے کہ تمہاری آنکھیں کھول دوں کہ تم ماں کی گندی عادت پر عمل مت کرو۔ ایک بیوی تب پیاری لگتی ہے جب وہ خاوند سے پیار کرتی ہے۔''

چند دنوں کے بعد باپ نے واپس اپنے گھر جانے کا خیال کیا۔ مگر بیربل نے اس سے کہا کہ:۔

''اتنی جلدی مت جاؤ۔ مزید چند دن ٹھہرو۔ کھاؤ، پیو، خوش رہو اور پھر جاؤ۔''

''جب غریب آدمی کافی صحت مند ہوا تو بیربل نے اس کو رنگ شدہ آہنی راڈ دیا اور اس کو بتایا کہ اس کو کیا کرے۔''

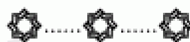
دونوں اکٹھے دارالخلافہ واپس آئے۔ اسی دوران وہ مکار عورت شدت سے اپنے خاوند کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی۔ اس نے بیٹی کی مار کو شمار کر لیا ہوگا جو اس نے اپنے داماد کو ماری ہوں گی۔

جونہی اس کا خاوند واپس آیا۔ اس نے اس کو بیٹھ جانے کے لیے کہا اور جوتی کو ہاتھ میں لیتے ہوئے وہ اپنے خاوند کو مارنے کے لیے تیار ہو

گئی مگراب خاوند بھی ہوشیار ہو گیا تھا۔ اور اس سے قبل کہ وہ اس کو مارنا شروع کر دے اس نے بھی آہنی راڈ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس کی کمر پر دے مارا۔ وہ عورت درد سے کراہنے لگی۔

اس نے منتیں کرنی شروع کر دیں۔ نہیں، نہیں خدا کے لیے۔ مہربانی کر کے مجھے مت ماریں۔ میں آپ سے معافی چاہتی ہوں۔ اب آئندہ میں آپ کو کبھی نہیں ماروں گی۔ وہ خاوند کے قدموں پر معافی طلب کرنے کی شکل میں گر پڑی۔

درباری اس کو دیکھ کر بڑے متاثر ہوئے کہ بیربل نے اس قسم کی مکار عورت کو کسقدر رسد ھار لیا ہے۔ یعنی سیدھا کر لیا ہے۔



42- بیربل کا مالک

(Birbal's master)

ایک دن شہنشاہ اکبر نے بیربل سے کہا کہ:۔

''بیربل! تم اس قدر دانا ہو تمھارے گرو بھی عقلمند ہوں گے۔ میں ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔''

بیربل خاموش رہا کیونکہ اس کا کوئی گرو نہ تھا۔ اس نے کچھ دیر توقف کیا اور پھر کہا کہ:۔

''مہاراج! میرا گرو یہاں نہیں ہے۔ وہ دشنو ڈیوی کے ہاں زیارت کے لیے گیا ہوا ہے۔ اور مجھے اس کی واپسی کی آمد کے پروگرام کا علم نہیں۔''

شہنشاہ نے اصرار کرتے ہوئے کہا کہ:۔

''بیربل! میں کوئی بہانہ نہیں چاہتا ہوں۔ میں ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ تمھیں ان کو ایک مہینہ کے اندر میرے پاس لانا ہوگا۔''

اس معاملے کو حل کرنے کے لیے بیربل نے سنجیدگی سے سوچنا شروع کیا۔ بیربل کا مسئلہ یہ تھا کہ:۔

''اس کا کوئی گرو نہ تھا۔''

اور اسی طرح وہ شاہی حکم ماننے کے لیے بھی مجبور تھا۔ آخر کار اس نے ایک منصوبہ بنایا۔ اس نے ایک گڈریا کو بلایا۔ اس کو ایک سونہری سکے دینے کا وعدہ کیا اور اس کو خصوصی ہدایات دیں۔

جب چرواہا رضامند ہو گیا تو بیربل نے عارضی داڑھی مونچھیں لگائیں۔ اپنے چہرے پر اور خوبصورت کپڑوں میں ملبوس ہوا۔ اب چرواہا ایک عارف نظر آنے لگا۔ بیربل اس کو مندر لے گیا اور اس سے کہا کہ:۔ وہ آلتی پالتی مار کر بیٹھے اور اپنے ہاتھوں میں دانوں کی مالا پکڑے۔ اس نے چرواہا کو کہا کہ وہ

''شہنشاہ سے بات نہ کرے۔''

اور اگر شہنشاہ اس کو کوئی تحفہ دینا چاہے تو اس کو عاجزی سے قبول کرنے سے انکار کر دے۔ ایک خاموش انداز سے۔

''بیربل نے چرواہے کو متنبہ کر دیا یہ کہتے ہوئے کہ:۔

''اگر تم نے ایک لفظ بھی بولا تو وہاں تمھارے ظاہر ہونے کے بہت سے مواقع ہوں گے اور اگر تم ظاہر ہو گئے تو تجھے پھانسی دے دی جائے گی۔''

چرواہا بہت ہی خوفزدہ ہو گیا۔ مگر چونکہ اس نے ایک سو سونے کے سکے لینے کا معاہدہ کر لیا تھا۔ اس لیے اس کو بیربل کی ہر بات کو تسلیم کرنا تھا۔

''بیربل شہنشاہ کے ہاں گیا اور اس کو آگاہ کیا کہ اس کا گرو دارالخلافہ میں آ گیا ہے۔''

شہنشاہ بہت خوش ہوا اور بیربل کے ہمراہ وہ مندر میں آیا۔ اس نے بیربل کے گرو کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے عزت کے ساتھ۔ اور کہا کہ:۔

''براہ کرم قبول فرمائیں اور مجھے چند الفاظ عرض کرنے کی اجازت بخشیں۔''

مگر بیربل کا گرو خاموش رہا اور اس نے ایک لفظ بھی اس سے نہ کہا۔ اس کی خاموشی نے شہنشاہ کو تاثر دیا کہ:۔

''شاید گرو چند روپے یا تحفے چاہتا ہے۔''

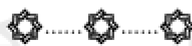
یہ خیال کرتے ہوئے اس نے ایک بہت بڑا تھیلا جو کہ سونے کے سکوں سے بھرا ہوا تھا اس کے سامنے رکھ دیا مگر گرو نے اس پر بالکل نظر نہ ڈالی۔ اور ایسا نمونہ بنایا کہ وہ تھیلی لے جائے اور یہاں سے چلا جائے۔ شہنشاہ اپنے محل میں واپس غصے سے بڑبڑاتا ہوا آیا۔ بیربل بھی اس کے پیچھے آیا۔ اس نے بیربل سے کہا کہ:۔

''بیربل مجھے بتاؤ کہ ایک آدمی کو کیا کرنا چاہیے جب وہ ایک بیوقوف سے ملے۔''

بیربل کا یہ جواب تھا کہ:۔

''اس کو خاموش رہنا چاہیے۔''

شہنشاہ حیران رہ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ بیربل کے گرو نے ان کو احمق سمجھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ خاموش رہا۔ اور البتہ سیم وزر کے ساتھ خوشامد کی کوشش کرنا بھی اس کی حماقت تھی۔



43- بیربل کی نصیحت

(Birbal's advice)

ایک دن بیربل گھر سے باہر بیٹھا پان کھا رہا تھا۔ عین اس وقت اس نے شہنشاہ کے نوکر کو سڑک پر جلدی چلتے ہوئے دیکھا۔

بیربل نے اسے بلایا کہ:۔

''ہے تم کہاں جا رہے ہو؟ اور تم اتنی جلدی میں کیوں ہو؟''

نوکر نے جواب دیا کہ:۔

''مہاراج نے مجھے دو سیر چونا لانے کے لیے حکم دیا ہے۔''

بیربل تھوڑا سا شک میں پڑ گیا اس نے پوچھا کہ:۔

''شہنشاہ اس وقت کیا کر رہا تھا جب اس نے تجھے چونا لانے کا حکم دیا تھا''

اس کے لنچ کے بعد میں نے عالی جاہ کو پان دیا تھا۔ اس نے اس کو اپنے منہ میں ڈال لیا اور اس وقت اس نے مجھے دو سیر چونا لانے کا حکم دیا۔

بیربل نے تھوڑی دیر سوچا پھر کہا کہ:۔

تم بیوقوف ہو۔ تمھیں اپنے پان میں فالتو چونا رکھنا چاہیے۔ اور شہنشاہ کا منہ جلا دیتا۔

اس لیے تمھیں سزا کے طور پر اس نے کہا ہے کہ تم دو سیر چونا لاؤ۔ اب مجھے یقین ہے کہ وہ تمھیں کھلائے گا۔ یونہی وہ تمھارے معدے میں پہنچے گا تم مر جاؤ گے۔''

نوکر بڑا خوفزدہ ہوا۔ میرے آقا! مجھے کیا کرنا چاہیے اب اس نے دریافت کیا۔

بیربل نے کہا کہ:۔

''پریشان مت ہو جاؤ جیسا میں کہتا ہوں ویسا ہی کرو۔ دیکھو! مکھن چونے کا تریاق ہے۔ مکھن اور چونا برابر برابر ملا دو اس سے چونا اپنا اثر زائل کر دے گا۔''

''اس لیے ایک سیر چونا میں ایک سیر مکھن ملا دو اور اس کو شہنشاہ کے پاس لے جاؤ۔''

نوکر نے بیربل کی ہدایات کے مطابق عمل کیا۔ جو کچھ بیربل نے کہا وہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا۔ شہنشاہ نے نوکر سے سارے چونے کو کھانے کے لیے کہا۔ نوکر نے سارا چونا کھا لیا، مگر پھر بھی وہ دوسرے دن ڈیوٹی پر حاضر ہو گیا مگر شہنشاہ اس کو زندہ دیکھ کر حیران ہوا اور سوچنے پر سہا گہ

کہ وہ تا حال زندہ ہے۔اس کے غصے پر ڈنکا مارا۔

شہنشاہ نے چونا فروش کو بلایا اور اس سے کہا کہ:۔

''کل میں تمھارے پاس ایک آدمی بھیجوں گا۔تم اس کو چونے کی بھٹی میں پھینک دو۔''

چونا فروش نے اتفاق کیا۔پھر شہنشاہ نے نوکر سے کہا کہ دیکھو تم چونے فروش کے گھر جاؤ اور تم اس سے پانچ سیر چونا میرے لیے کہو۔اگلی صبح نوکر چونا لانے کی بجائے بیربل کے پاس گیا اور اس کو بتایا کہ گزشتہ روز اس کے ساتھ کیا واقعہ ہوا۔

بیربل نے نوکر سے سنا اور کہا کہ:۔

''اب مت جاؤ۔''

حقیقت میں شہنشاہ اور چونا فروش کے درمیان بات بیربل کی موجودگی میں ہوئی تھی اور وہ پوری طرح منصوبے سے آگاہ تھا جو کہ شہنشاہ نے گھڑا تھا اور وہ اس سے بھی واقف تھا کہ دوسرا نوکر جو کہ اس سے حسد کرتا تھا۔نے بھی یہ سہنا تھا۔بیربل جانتا تھا کہ دوسرا مکار نوکر لازمی طور پر وقت مقررہ پر منظر دیکھنے اور لطف اندوز ہونے کے لیے جائے گا۔اور یہی وجہ تھی کہ کیوں بیربل نے کچھ دیر کے لیے نوکر کو روک دیا تھا۔

پس مکار نوکر چونا فروش کے گھر پہنچا عین اس وقت جو کہ پہلے نوکر نے مقرر کیا تھا پہنچنے کا اور چونا فروش کو غلطی لگی وہی نوکر سمجھنے میں جو کہ شہنشاہ کے حکم کے مطابق تھا۔جس کو بھٹی میں پھینکنا سمجھا گیا تھا۔تو چونا فروش نے اس نوکر کو اس کی گردن سے پکڑا اور اس کو چونا کی بھٹی میں پھینک دیا۔

کچھ دیر کے بعد پہلا نوکر اس کے پاس آیا اور اس سے پانچ سیر چونا طلب کیا۔

چونا فروش نے سوچا کہ یہ شہنشاہ کا حکم تھا اور اس کو اس نے چونا دے دیا اور نوکر چونے کے ساتھ دربار میں آ گیا۔شہنشاہ نے اس کو بڑی حیرانگی سے دیکھا۔اس نے دریافت کیا کہ:۔

''کیا تم راستے میں کسی سے ملے ہو؟''

نوکر نے جواب دیا کہ:۔

''نہیں عالی جاہ!''

لیکن راستہ پر۔بیربل نے مجھ سے کہا اس لیے پاس آنے کو اور میں اس کے مکان پر گیا۔

شہنشاہ نے خاموشی سے چونا لیا اور اس کو کچھ نہ کیا۔



44-اندھے لوگ

(The People without eyes)

بیربل سے بادشاہ نے پوچھا کہ:۔

''بیربل! مجھے بتاؤ کہ کیا دنیا ایسے لوگوں سے بھری ہوئی ہے جو آنکھیں رکھتے ہیں یا ایسے لوگوں سے جو آنکھوں کے بغیر ہیں۔''

شہنشاہ کی رائے میں دنیا ایسے لوگوں سے بھری ہوئی تھی جو آنکھیں رکھتے تھے کیونکہ جب بھی کوئی نہیں چاہتا کہ لوگ کچھ جانیں۔ لوگوں کو یقین تھا اس کو جاننا۔

مگر بیربل شہنشاہ کے خیالات کے ساتھ اتفاق نہیں رکھتا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ:۔

''دنیا بے آنکھ لوگوں سے پُر ہے۔''

شہنشاہ نے بیربل کو اس پوائنٹ (نقطہ) کو ثابت کرنے کے لیے کہا:۔

''بیربل ایک کپڑے کا ٹکڑا لایا اور اس کو اپنے سر کے گرد لپیٹ دیا۔

سڑک پر کئی لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ:۔

''یہ کیا ہے؟''

اس نے ان کو جواب دیا کہ:۔

''یہ ایک پگڑی ہے۔''

بیربل نے اپنے سر سے کپڑے کا ٹکڑا اتار دیا اور اس کو اپنی گردن کے گرد لپیٹ دیا۔

سڑک پر لوگوں نے اس سے پوچھا کہ:۔

''یہ کیا ہے؟''

بہت سے راہ گیروں کو جواب ملا کہ:۔

''وہ مفلر (گلوبند) ہے۔''

بیربل نے پھر اس کپڑے کو اپنے جسم کے گرد لپیٹ لیا تو پھر لوگوں نے پوچھا کہ:۔

''یہ کیا ہے؟''

تو اس نے لوگوں کو جواب دیا کہ:۔

''یہ دھوتی ہے۔''

پھر شہنشاہ کی طرف مڑتے ہوئے بیربل نے کہا کہ:۔

دیکھئے مہاراج! ان لوگوں کی آنکھیں بھی ہیں مگر پھر بھی اصل چیز کو نہیں دیکھتے۔ یہ صرف کپڑے کا ٹکڑا ہے جس کو مختلف انداز سے استعمال کیا گیا تھا۔ لوگ اس کو مختلف نام سے یاد کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ نام مختلف چیزوں کے ہیں۔

پس بیربل نے جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:۔

دنیا بھری ہوئی ہے ایسے لوگوں سے جو کہ اصلیت سے آگاہ نہیں ہیں اور میں ان کو اندھا کہتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس رائے کا مالک ہوں کہ:۔

''دنیا بے چشم لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔''



45- ناراض سوداگر

(The angry merchant)

دارالخلافہ میں ایک سوداگر رہتا تھا جو کہ بہت جلد فطرتی طور پر غصیلا تھا۔ جو کہ بولتا تھا اس کو سچ ثابت کرتا۔

ایک دن سوداگر لنچ (دوپہر کا کھانا) کھا رہا تھا اور اسی پہلے لقمہ میں اس نے ایک بال کھانے سے پکڑلیا۔ وہ بڑا غضبناک ہوا اور اپنی بیوی پر برس پڑا۔

''دیکھو اگر آئندہ میں نے ایک بال بھی کھانے سے پایا تو تمہارا سر مونڈھ دوں گا۔ آگاہ رہو۔''

بیوی یہ سن کر بہت خوفزدہ ہوگئی۔

وہ ہر قسم کی احتیاط کرتی کہ کھانے میں بال نہ آئے اور پھر بھی ایک دن سوداگر نے کھانے سے ایک بال پکڑلیا۔

اس نے اپنے نوکر کو کہا کہ:۔

''جاؤ جا کر حجام کو بلا لاؤ۔''

نوکر حجام کو بلانے کے لیے چلا گیا۔

سوداگر کی بیوی نے محسوس کیا کہ:۔

اب وہ مصیبت میں پھنسی۔

''اس نے خفیہ انداز میں اپنے بھائیوں کو پیغام بھیجا۔''

پھر اس نے کمرے میں اپنے آپ کو اوپر دیکھا اور کمرے کے اندر سے اس سے چٹخنی لگا دی۔

سوداگر کی بیوی کے چاروں بھائی دارالخلافہ میں رہتے تھے۔ وہ بہن کا پیغام پا کر وہ بڑے فکر مند ہوئے۔

وہ بیربل کے پاس مدد کے لیے گئے۔ بیربل نے کہا کہ:۔

''تم سب وہاں جاؤ اپنے کندھوں پر تولیے رکھے ہوئے میں آپ کو وہاں مل جاؤں گا جلدی ہی۔''

چاروں بھائیوں نے بیربل کی نصیحت/مشورے کے مطابق عمل کیا۔

دریں اثنا سوداگر کے نوکر نے پہلے ہی حجام کو بلا لایا تھا۔ تو سوداگر نے اس کمرے کے دروازے کو زور سے مارنا شروع کیا جہاں اس کی بیوی نے اندر سے بند کر رکھا تھا۔

اسی وقت چاروں بھائی اپنے کندھوں پر تو لیے رکھے ہوئے گھر میں داخل ہوئے۔

سوداگر ششدر سا رہ گیا ان کو دیکھ کر۔ اسی وقت وہاں بیربل بھی پہنچ گیا اور ان میں سے ایک کو کہا کہ:۔

آؤ ہم تیاری کریں۔

یہ سنتے ہی سوداگر جلدی سے آگے بڑھا اور کہا کہ:۔

''کیا ہو رہا ہے۔کون یہاں مر گیا ہے؟''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

اب تک کوئی نہیں مرا۔مگر ہندو کے مذہب کے مطابق ایک عورت کا سر مونڈھا جاتا ہے محض اس کے خاوند کی موت کے بعد۔''

''ہم نے سنا کہ تم اپنی بیوی کا سر مونڈھ رہے ہو تو ہم نے اس سے پہلے ہی تمام انتظامات مکمل کر لیے ہیں۔''

سوداگر نے اچانک اپنی غلطی کا احساس کر لیا اس نے کہا کہ:۔

جناب! تم نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ اس کے بعد میں محتاط ہوں گا کہ آئندہ اپنے غصے کے معاملے میں جلد بازی سے فیصلہ نہ کروں۔



46- مرغی کا انڈہ

(The egg of hen)

بیربل کے ساتھ کئی سال کے تجربے سے جاننے کے باوجود یہ آسان کام نہیں تھا بیربل جیسا عمل کرنا۔ شہنشاہ اکبر اپنے مزاج کو بعض اوقات نہ روک سکتا تھا یا قابو میں نہ رکھ سکتا تھا۔

ایک دن جب بیربل دربار میں پہنچا ہی تھا۔ شہنشاہ اکبر نے ہر درباری کو ایک مرغی کا انڈہ دیا اور ان کو اپنا منصوبہ بیربل کے ساتھ مذاق کرنے کا بتایا۔

حسب معمول جب بیربل دربار میں داخل ہوا۔ تو شہنشاہ نے اس سے کہا کہ:۔

گزشتہ رات میں نے ایک خواب میں ایک عارف کو دیکھا جس نے مجھے کہا کہ صرف وہ درباری جو کہ باغ کے تالاب میں غوطہ کھانے کے بعد باہر آنے کے اہل ہیں۔ اپنے ہاتھوں میں انڈے کے ساتھ۔ ان کو وفادار مجھ سے سمجھا جائے گا۔ اس لیے تمام کو تالاب میں غوطہ زنی کرنی چاہیے اور اس سے ایک انڈہ لائیں۔

اس کے مطابق تمام درباریوں نے ایک ایک کر کے غوطہ زنی کی اور ہر ایک ہاتھ میں انڈہ لیے ہوئے باہر آیا۔ اب آخر میں بیربل کی باری تھی۔

بیربل نے تالاب میں غوطہ لگایا مگر اس کو کوئی انڈہ نہ مل سکا۔ اس نے جلدی سے محسوس کیا کہ یہ شہنشاہ کا مجھ سے مذاق کرنے کا منصوبہ تھا۔

بیربل تالاب سے باہر آیا اور اس نے کنوؤں کے بسرے کی طرح کاں کاں شروع کر دیا۔

اور شہنشاہ بیربل کی آواز کوؤں کی طرح سن کر بڑا چڑا۔ اس نے دریافت کیا کہ:۔

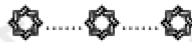
”بیربل! کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟“

ہر ایک تالاب سے انڈے کے ساتھ باہر آیا ہے تم ہاتھ میں انڈہ کیوں نہیں لائے؟“

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

”عالی جاہ! صرف مرغیاں انڈہ دیتی ہیں۔ میں کوئی مرغیوں کا ڈربہ نہیں ہوں۔“

شہنشاہ نے درباریوں کی طرف دیکھا اور ایک طنزیہ مسکراہٹ دی اور درباریوں نے ایک دوسرے سے سر جوڑ دیے۔



47- شہنشاہ کا بھیس

(The emperor's disguise)

ایک دن شہنشاہ نے بیربل کو ڈرانے کا خیال کیا۔ اس نے اپنے چہرے پر رنگ کرلیا اور ایک ڈراؤنی شکل بنا کر اچانک بیربل کے سامنے آیا۔

بیربل نے شہنشاہ کا ڈراؤنا چہرہ دیکھا۔ لیکن باوجودیکہ شہنشاہ کی عجیب اور خوفناک شکل کے اس نے اس کی حسب معمول عزت واحترام کیا۔

وہ بالکل خاموش رہا گویا کہ وہ کسی مسئلے کے بارے میں غور کر رہا تھا۔

شہنشاہ بڑا حیران ہوا اس نے دریافت کیا کہ:۔

''بیربل! تمھیں میری خوفناک شکل وصورت دیکھ کر خوف کھانا چاہیے تھا۔ لیکن اس کے برعکس تم فکر مند نظر آئے کیوں؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

''مہاراج! میں پہلے آپ کو دیکھ کر خوش ہوا۔ مگر بعد میں حیران ہوا کہ آپ کو کس نے ڈرایا تھا۔ اس قدر کہ تم نے اس قدر خوفناک شکل اختیار کرلی۔''

شہنشاہ سمجھ گیا کہ:۔

بیربل کے مشکل تبصرہ کو سمجھ گیا اس نے اپنا ٹھوڑھی اور مصنوعی ہنسی کو ختم کردیا۔



48- دینے والے کا ہاتھ اوپر اور لینے والے کا نیچے
(The hand that gives and that which takes)

ایک دن حسب معمول فوری طور پر شہنشاہ نے دربار میں پہنچنے کے بعد، درباریوں سے سوال دریافت کیا۔

''جب کوئی شخص کسی کو کوئی چیز دیتا ہے تو اس کا ہاتھ اوپر ہوتا ہے وصول کرنے والے کی نسبت۔''

جب اس کے برعکس حالت ہو یعنی جب لینے والے کا ہاتھ اوپر ہو اور دینے والے کا ہاتھ نیچے؟

تو درباریوں کے پاس کوئی مناسب جواب نہ تھا۔ جب شہنشاہ نے بیربل کو بے حس وحرکت بیٹھے دیکھا تو اس نے کہا کہ:۔

''بیربل! کیا آپ کے پاس مناسب جواب ہے؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

''ہاں عالی جاہ! جب ایک آدمی نسوار دوسرے آدمی کے ہاتھ سے۔ تو حالت بالکل مختلف ہوتی ہے۔''

ہر ایک نے بیربل کے ساتھ اتفاق کیا۔



49- گھوڑے کا سوال

(The horse's question)

ایک دن شہنشاہ اور بیربل دونوں اکٹھے شکار کے لیے گئے۔ جبکہ وہ شکار کا تعاقب کر رہے تھے۔ وہ کافی دور نکل گئے اور شہر سے بہت دور چلے گئے۔

جب انھوں نے واپسی کی تیاری کی تو شام ہو چکی تھی۔ اس کے پاس سامان تھا۔ یہ شہنشاہ کے رات کے کھانے کا وقت تھا اور اس نے بھوک محسوس کی تو اس نے بیربل سے ذکر کرنا مشکل سی محسوس کی۔

جب وہ بھوک کو زیادہ دیر برداشت نہ کر سکا اور اس کو یہ بہتر لگا اس نے اپنے آپ سے سمجھوتہ کیا اور بیربل کو بتایا کہ:۔

''بیربل! میں بھوک محسوس کر رہا ہوں۔''

خوش بختی سے بیربل کچھ اپنے ساتھ بھنے ہوئے چنے لایا تھا جو کہ اس کے شکار کے تھیلے میں تھے۔ اس نے کچھ چنے شہنشاہ کو دیے اور کچھ اپنے لیے رکھ لیے۔

انھوں نے اپنے گھوڑے ایک درخت کے ساتھ باندھ دیے اور انھوں نے بھنے ہوئے چنے کھانے شروع کر دیے۔ جب انھوں نے کھانے بند کیے تو بیربل نے گھوڑے پر سواری کے لیے آگے قدم بڑھایا۔ گھوڑا زور سے ہنہنایا۔ شہنشاہ حیران تھا اس نے دریافت کیا کہ:۔

''بیربل! کیوں گھوڑا اس قدر ہنہنایا ہے؟''

بیربل نے نرمی سے جواب دیا کہ:۔

مہاراج! گھوڑے نے ہمیں اس کی خوراک کھاتے دیکھا تھا۔ اب وہ جاننا چاہتا ہے کہ کون سوار ہوگا۔ گھوڑا یا شہنشاہ۔

شہنشاہ نے بیربل کے مزاحیہ جواب پر ہنس دیا۔



50- عطر کا قطرہ اور اکبر کی عظمت

(A drop of perfume and Akbar's prestige)

شہنشاہ اکبر کی سالگرہ کے موقع پر دربار کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ مٹھائیاں، خوشبوئیں اور پھول آزادانہ طور پر دربار میں تقسیم کیے جا رہے تھے۔

ان کے ہاتھوں کو خوشبو لگاتے ہوئے ایک خوشبو (عطر) کا قطرہ شہنشاہ کے قالین پر گر پڑا۔ شہنشاہ جلدی سے جھکا تاکہ انگلی سے عطر کو اٹھا لے۔ اس سے پہلے کہ وہ عطر کو تھپتھپالے تو عطر کا قطرہ موٹے قالین میں جذب ہو گیا۔ اچانک شہنشاہ اکبر نے دیکھا کہ بیربل اس کو دیکھ رہا تھا مزاحیہ انداز میں۔ اس نے بڑی پریشانی محسوس کی اور سوچنا شروع کیا کوئی راستہ بیربل کو ثابت کرنے کے لیے کہ عطر کوئی قیمت کا نہ تھا۔

اگلے دن شہنشاہ نے اپنے نوکروں سے کہا کہ وہ محل کے پانی سے ٹینک کو اعلیٰ کوالٹی کے عطر سے بھر دیں۔

اب شہنشاہ نے دارالخلافہ میں اعلان کرایا کہ:۔

''لے جائیں عطر جتنا چاہتے ہو؟''

فوری طور پر سینکڑوں لوگ شاہی محل کی طرف بڑھے عطر حاصل کرنے کے لیے اور شہنشاہ کی بہت تعریف کی گئی۔ شہنشاہ بہت مطمئن تھا اس نے خیال کیا کہ:۔

''شاید اب بیربل محسوس کرے گا کہ عطر میرے ہاں کوئی قدر نہیں رکھتا۔''

اس نے بیربل سے پوچھا کہ:۔

''اچھا بیربل! کیا یہ مذاق نہیں ہے کہ شاہی عطر لوگوں میں تقسیم کرتا دیکھیں وہ کیسے خوش ہیں؟''

''بیربل نے خاموشی سے جواب دیا کہ مہاراج! شہرت کا گنوایا ایک عطر کے قطرے کے بدلے ٹینک بھرنے سے بھی دوبارہ حاصل نہیں کی جا سکتی۔''



51-اعلیٰ چیزیں

(The good things)

اچانک ایک دن شہنشاہ نے درباریوں سے تین سوالات دریافت کیے۔

i- کس کا بیٹا بہترین ہے؟

ii- کس کے دانت بہترین ہیں؟

iii- کونسی چیز اعلیٰ ترین ہے؟

تمام درباریوں نے آپس میں سوالات پر بحث کرنی شروع کی۔

ان میں سے ایک معمر درباری نے جواب دیا کہ:۔

i- مہاراج! بادشاہ کا بیٹا بہترین ہے۔

ii- ہاتھی کے دانت بہترین ہے۔

iii- علم سب سے اعلیٰ چیز ہے۔

شہنشاہ نے جوابات سنے اور خیال کیا کہ:۔

کاش کہ بیربل یہاں ہوتا وہ مزید مناسب جوابات دیتا۔

اس لیے اس نے جلدی سے بیربل کو بلا بھیجا۔ بیربل فوری طور پر دربار میں آ گیا۔ اس سے تینوں سوالات کے جوابات دریافت کیے گئے۔

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

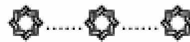
''عالی جاہ! گائے کا بیٹا (بچہ) سب سے بہترین ہے۔ کیوں اس سے زمین میں ہل چلایا جاتا ہے۔ جبکہ اس کا گوہر بھی کھاد کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ فصلات اس سے بڑھتی ہیں اور سب کے لیے خوراک پیدا کی جاتی ہے۔''

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ:۔

''''ہل کا دانت سب سے بہترین ہے وہ زمین کو پھاڑتا ہے اور اس کو زرخیز کرتا ہے۔ زمین فصلات لگانے کے قابل بناتا ہے۔''

''تیسرے سوال کے جواب میں عالی جاہ! کہا جاتا ہے کہ حوصلہ سب سے بہترین کوالٹی ہے۔ بہرحال ذہین انسان بھی حوصلے کے بغیر کچھ نہیں کرسکتا۔''

اگر اس میں حوصلہ نہ ہو۔ اگرچہ علم سب سے اعلیٰ دولت ہے مگر حوصلہ ان سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔
شہنشاہ اور درباری بیربل کے عقلمندی کے جوابات سے بہت خوش ہوئے۔



52-اصلی غلام

(The real slave)

ایک امیر آدمی کا ایک غلام تھا۔ایک دن غلام نے اپنے مالک کے گھر کو لوٹا اور بھاگ کھڑا ہوا۔

مگر چند دنوں کے بعد جبکہ مالک کسی جگہ پر جارہا تھا۔اس نے اپنے غلام کو ایک ہجومی مارکیٹ میں پہچان لیا۔(نشان لگاتا) غلام نے بھی اپنے مالک کو دیکھ لیا مگر اس کے پاس بھاگنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔اس سے قبل کہ مالک کوئی قدم اٹھاتا غلام نے مالک کو کلائی سے مضبوطی سے پکڑا اور کہا کہ:۔

''تم بے اصول شخص ہو۔میں نے تمھیں تلاش کرلیا ہے۔تم کہاں بھاگ رہے تھے؟میں نے تم پر بہت رقم خرچ کی ہے۔''

پہلے تو مالک کو بڑا غصہ آیا مگر جب اس نے غصے پر قابو پالیا تو اس نے کہا کہ:۔

مکار بدمعاش!تم نے خیال کیا کہ ''میں تمہارا غلام ہوں؟''

''گھر کا سامان واپس کرو ورنہ میں تمھیں بری طرح ماروں گا۔''

گلی میں دونوں میں بڑا جھگڑا کھڑا ہو گیا۔آخر کار ان کو بیربل کے پاس لے گئے جھگڑا نپٹانے کے لیے۔

مالک نے بیربل کو سارا قصہ/ معاملہ سنایا۔

''جناب!میں نے اس کو بھاری رقم دے کر خریدا تھا مگر اب کہتا ہے کہ میں اس کا غلام ہوں۔''

دونوں نے ایک دوسرے کے بارے میں ایک ہی بات کہی۔

محافظ نے بیربل کے حکم کی تعمیل کی۔پھر بیربل نے دوسرے محافظ کو بتایا کہ:۔

''تلوار لو اور غلام کا سر قلم کردو۔''

مگر قبل اس کے کہ محافظ ان میں سے کسی ایک کی گردن تلوار سے اڑا دیتا۔اصلی غلام نے جلدی سے پریشانی میں سر ہلایا۔یہ وہی تھا جس کی بیربل کو توقع تھی۔اس نے غلام کو اپنے مالک کے پاس واپس جانے کا حکم دیا تاکہ اس کی خدمت کرے۔

ہر ایک نے بیربل کی ذہانت اور ہوشیاری کی تعریف کی۔



53- کنجوس اور اس کے جواہرات

(The miser and his diamonds)

دہلی کے شہر میں ایک کنجوس آدمی رہ رہا تھا۔ وہ اپنی زندگی پر بہت کم رقم خرچ کیا کرتا تھا۔ اس طرح اس نے بہت زیادہ بچت کر لی تھی۔ اس نے بچت سے بہت سے ہیرے اور جواہرات خرید کر لیے تھے مگر وہ اس قدر سادہ زندگی بسر کرتا تھا کہ کوئی بھی تصور نہ کر سکتا تھا کہ وہ جواہرات اور قیمتی جواہرات کا مالک ہوگا۔

کنجوس بڑی چھوٹی سی جھونپڑی میں رہتا تھا۔ مگر بہت ہی چھوٹی جھونپڑی میں اس نے بڑے اچھے انداز سے اپنے جواہرات اور ہیرے ایک پرانے پھٹے ہوئے گندے تھیلے میں لپیٹ کر چھپا رکھے تھے۔

ایک دن کنجوس کی جھونپڑی کو آگ لگ گئی۔ اس نے بلند آوازی سے چلانا شروع کیا۔

اس کے پڑوسیوں نے آگ بجھانے کی کوشش کی۔ مگر ان کی اعلیٰ کوششوں کے باوجود آگ میں جلدی سے اضافہ ہوتا گیا۔ اب کنجوس نے زیادہ بلند آوازی سے چلانا شروع کیا۔

اس کی بلند چیخ و پکار کو سن کر ایک سنار جو کہ اس کا پڑوسی تھا وہ بہت چڑ چڑا ہوا اور اس نے کہا کہ:۔

”بیوقوف! کس قدر تمہاری جھونپڑی میں تھے کہ تم اس قدر چیخ و پکار کر رہے ہو؟“

کنجوس نے جواب دیا کہ:۔

”میں اپنی جونپڑی کے لیے نہیں چیخ رہا۔ میں تو اپنے ہیروں اور جواہرات کے لیے چیخ رہا ہوں۔“

حیرانگی سے سنار نے پوچھا کہ:۔

”تم نے ان کو کہاں رکھا تھا؟“

کنجوس نے اس کو وہ جگہ بتائی جہاں اس نے ہیرے اور جواہرات کو چھپایا تھا۔

سنار بڑا لالچی تھا۔ اس نے کہا کہ:۔

”اگر میں ہیرے اور جواہرات کو محفوظ طریقہ سے نکال لایا تو میں آپ کو جو میری مرضی ہوگی دوں گا اور بقایا میں خود لوں گا کیا تجھے اتفاق ہے؟“

کنجوس نے سوچا کہ:۔

”تمام کے ضائع جانے سے کچھ حاصل کر لینا بہتر ہے۔ پس اس نے اتفاق کر لیا۔“

پس سنار جلتی ہوئی جھونپڑی میں داخل ہو گیا اور ایک لمحہ کے بعد وہ ہیرے جواہرات کی تھیلی کے ساتھ باہر آ گیا۔ اس نے تمام ہیرے جواہرات اپنے پاس رکھ لیے اور گندی پرانی تھیلی اس کنجوس کو دے دی۔ کنجوس بڑا غضبناک ہوا مگر سنار نے مکاری سے کہا کہ:۔

''تم نے اتفاق کیا تھا منظور کر لینا جو میں تجھے دوں گا۔''

کنجوس نے التجا کی جناب! تم نے جلتی آگ سے تھیلی باہر نکالی ہے اپنی زندگی کو داؤ پر لگا کر۔ تم نصف ہیرے جواہرات لے لو۔ سنار مسکرایا اور کہا کہ:۔

''بالکل نہیں۔ میں نے آپ کو شروع میں بتا دیا تھا میں تجھے اپنی مرضی سے دوں گا۔''

کنجوس نے سنار کے ساتھ اتفاق نہ کیا اور آخر کار وہ شہنشاہ کے پاس چلا گیا۔ شہنشاہ نے اس کی بات سنی اور معاملہ بیربل کے حوالے کر دیا۔

بیربل نے بات سنی اور اس سے دریافت کیا کہ:۔

سنار نے کہا کہ:۔

''تم دونوں میں کیا فیصلہ ہوا تھا؟''

''ہم دونوں میں فیصلہ ہوا تھا کہ اگر میں نے جلتی آگ سے تھیلی باہر نکال لی تو جو میری مرضی ہوگی اس کو دوں گا۔''

بیربل نے کنجوس سے دریافت کیا کہ:۔

''کیا یہ سچ ہے؟''

کنجوس نے جواب دیا کہ:۔

''ہاں جناب۔''

پھر تم کیا چاہتے ہو۔ بیربل نے کنجوس سے پوچھا۔ لیکن جناب وہ سارے ہی ہیرے اور جواہرات لے جا رہا ہے اور مجھے صرف گندی تھیلی دے رہا ہے۔ کنجوس نے کہا۔

بیربل نے سنار سے دریافت کیا کہ:۔

''آپ کی کیا پسند ہے؟''

جناب ہیرے اور جواہرات۔

پھر مسئلہ کیا ہے؟

ہیرے اور جواہرات اس کو دے دو جن کو تم پسند کرتے ہو اور تھیلی خود لو۔ بیربل نے سنار سے کہا۔

سنار نے ایک لمحہ کے لیے دیکھا۔ بیربل نے مزید کہا۔

''تم دونوں نے کیا فیصلہ کیا ہے؟''

تم اس کو دو جو کہ پسند کرتے ہو۔

ٹھیک ہے جناب۔ چونکہ تم ہیرے جواہرات پسند کرتے ہو۔ وہ اس کو دو اور تھیلی خود رکھ لو۔ سب معاملہ ختم ہوگا۔ سنار نے شرم سے سر جھکا دیا۔



54- شہنشاہ اور مقدس کتاب

(The emperor and the Holy Book)

ایک دن شہنشاہ نے بیربل سے کہا کہ:۔

''بیربل! تمہاری مقدس کتاب میں یہ کسی جگہ تحریر ہے ایک مرتبہ لارڈ وشنو اکیلا بھاگ گیا تھا۔ ہاتھی کی چیخ و پکار سن کر۔ حتیٰ کہ وہ اپنے غلاموں کو ساتھ نہ لے گیا۔ یہ ایسا کیوں ہوا؟ کیا اس کے پاس کوئی غلام نہ تھے؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

''مہاراج! میں آپ کو مناسب وقت میں جواب دوں گا۔''

کئی دنوں کے بعد بیربل نے اس غلام کو بلایا جس کی ڈیوٹی شہنشاہ کے پوتے کی دیکھ بھال کی تھی۔ بیربل نے اس کو موم کا بنا ہوا مجسمہ اس کے پوتے کا دیا اس نے نوکر سے کہا کہ:۔

''آج جب تم شہنشاہ کے پوتے کو سیر کے لیے لے جاؤ گے تو اس مجسمے کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ پھر باغ میں تالاب کے قریب کھیلنے کا بہانہ کر دو مگر تمھیں اس طریقے سے اس میں گرنا چاہیے کہ یہ مجسمہ پانی میں گر جائے۔ تمہاری کامیابی سے تمھیں انعام حاصل ہوگا۔''

نوکر نے بیربل کے کہنے کے مطابق عمل کیا۔ ؤ ونہی وہ تالاب کے نزدیک آیا تو وہ دانستہ طور پر پھسل گیا کہ اس کا مجسمہ تالاب میں گراتے ہوئے پھسلا۔

شہنشاہ نے بالکونی سے یہ منظر دیکھا۔ وہ جلدی سے اس کی طرف لپکا اور تالاب میں کپڑوں کے ساتھ کود پڑا۔ مگر اس نے اپنے پوتے کا مجسمہ نکال لیا اور اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔ بیربل تالاب کے قریب کھڑا تھا۔ اس نے کہا کہ:۔

مہاراج! تم تالاب میں اپنے پوتے کو بچانے کے لیے کیوں کودے تھے؟ تمھارے نوکر نہیں تھے؟

تم اپنے نوکروں کو ساتھ کیوں نہیں لائے؟''

بیربل نے مزید کہا کہ:۔

''عالی جاہ! جیسا کہ آپ کو پوتا عزیز ہے۔ اسی طرح لارڈ وشنو کے پجاری ہیں۔''

یہی وجہ ہے کہ اس کی مدد کے لیے ہاتھی کی پکار کو سن کر مدد کے لیے اس کو بچانے کے لیے بھاگے۔



55-بیربل کی بیماری

(Birbal's illness)

ایک مرتبہ بیربل بیمار ہوگیا اور وہ کئی دن تک دربار میں نہ آیا۔ شہنشاہ بڑا پریشان ہوا اور بیربل کے پاس جانے کا خیال کیا۔

اس لیے وہ ایک دن بیربل کی جگہ پر گیا۔ بیربل شہنشاہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔

بیربل بخار کی وجہ سے بہت کمزور ہوگیا تھا۔ شہنشاہ جاننا چاہتا تھا کہ اگر بیربل کی بیماری نے اس کے دماغی صلاحیتوں کو اثر انداز کیا تو۔ پس جب بیربل دوسرے کمرے میں پانی لینے کے لیے گیا۔ تو شہنشاہ نے چوری سے کاغذ کے چار ٹکڑے بستر کے چاروں پاؤں کے نیچے رکھ دیے۔ جب بیربل واپس آیا اور بستر پر لیٹ گیا۔ تو اس نے دیکھا کہ اس کے کمرے میں کچھ تبدیلی آئی ہے۔ اس نے اردگرد دیکھا معلوم کرنے کے لیے کہ کیا تھا؟

اسی اثنا میں شہنشاہ بیربل سے باتیں کرتا رہا مگر بیربل توجہ سے تلاش کرتا رہا۔

''آخرکار شہنشاہ نے بیربل سے دریافت کیا کہ تم نے اپنی توجہ کیوں تبدیل کرلی ہے؟''

مگر بیربل نے جواب دیا کہ:۔

''میں نے محسوس کیا کہ میرے بستر ے میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے؟''

شہنشاہ نے حیرانگی سے پوچھا کہ:۔

''کیسی تبدیلی؟''

''ظاہر ہوا گویا کہ بستر کاغذ سے موٹا ہوگیا ہے یا اوپر آگیا ہے یعنی بستر کے نیچے کوئی چیز محسوس ہو رہی ہے۔''

شہنشاہ سمجھ گیا کہ بیربل کی بیماری کے اثرات اس کے دماغ پر نہیں ہوئے۔

مگر تاحال وہ ایسے ہی عمل کرتا رہا جس طرح وہ کچھ نہیں سمجھا۔

شہنشاہ نے کہا کہ:۔

''ہر ایک بیماری میں ایسے ہی محسوس کرتا ہے۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''مہاراج! اگرچہ میں جسمانی لحاظ سے بیمار ہوں مگر میں ذہنی لحاظ سے بالکل ٹھیک ہوں۔''

شہنشاہ مسکرایا اور اس نے جو کچھ اس نے کیا تھا اس کو بتا دیا۔



56- کتے کی روٹی

(The dogs roti)

ایک دن شہنشاہ اور بیربل سیر کرتے ہوئے ایک چھوٹے گاؤں میں پہنچے۔

راستے میں شہنشاہ نے ایک کتا دیکھا جو کہ باسی، سیاہ اور خشک روٹی کا ٹکڑا کھا رہا تھا۔

شہنشاہ نے بیربل کو تنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے کہا کہ:۔

''دیکھو بیربل وہ کتا کالی کھا رہا ہے؟''

بیربل سمجھ گیا۔ شہنشاہ کا کیا مطلب تھا۔ اس نے جواب دیا کہ:۔

''مہاراج! یہ اس کے لیے نعمت ہے۔''

شہنشاہ کو غصہ آ گیا اس نے چیخ کر کہا کہ:۔

''بیربل! تم نہیں جانتے، کہ میری ماں کا نام نعمت ہے اور تم کہتے ہو کہ کتا نعمت کھا رہا ہے۔''

بیربل نے نرمی سے جواب دیا کہ:۔

مہاراج! پہلے تم نے کتے کو کھانے کے لیے کالی دی تم اچھی طرح جانتے ہو کہ:۔

''میری ماں کا نام کالی ہے۔''

مگر شہنشاہ نے مداخلت کی کہ:۔

''میں نے تمہاری ماں کا نام نہیں لیا ہے۔ روٹی باسی تھی اور کالی ہو چکی تھی۔''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

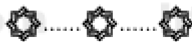
میں نے بھی آپ کے الفاظ کو سنجیدگی سے نہیں لیا۔

مہاراج!

میں نے کہا کہ باسی اور کالی روٹی ہو گی۔

یہ نعمت ہے جو کہ بھوکے کتے کے لیے خوشی کا مقام ہے۔ میرا مقصد آپ کی والدہ کی بے حرمتی کرنا نہ تھا۔

یہ سن کر شہنشاہ خاموش ہو گیا۔



57-دولت

(Daulat)

ایک دن دولت نامی غلام جو اکبر کے دربار میں کام کرتا تھا۔ کسی کام میں غلطی کر لی اور اس کو طیش آ گیا۔ اکبر شہنشاہ نے اس کو دربار سے باہر جانے کے لیے کہا۔

وہ بیربل کے مکان پر گیا۔ بیربل نے اس کی بات سنی اور اس کو تجویز دی کہ

ایک مرتبہ دوبارہ تم دربار میں جاؤ اور شہنشاہ سے عرض کرو کہ:۔

''دولت آیا ہے کیا وہ رہے یا چلا جائے؟''

شہنشاہ اس کو دیکھ کر بڑا حیران ہوا۔ دولت نے اس سے کہا:۔

''عالی جاہ! مجھے معاف فرمائیں۔ کیا دولت رہے یا چلا جائے۔''

شہنشاہ دولت کے ذو معنی الفاظ سے خوش ہو گیا۔ اس نے کہا کہ:۔

''اس کو رہنے دو۔''

کسی کو بھی صحیح دماغ کے ساتھ نہیں کہنا چاہیے ''دولت کو جانے دو۔''

شہنشاہ نے دریافت کیا کہ:۔

''مجھے بتاؤ۔ تمھیں یہ کس نے تجویز دی؟''

دولت نے کہا کہ:۔

''جناب یہ بیربل نے تجویز دی تھی۔''

✡ ...... ✡ ...... ✡

58- سوداگروں کی ہوشیاری

(The merchants are cleverer)

ایک دن بیربل اور شہنشاہ دونوں بالا خانے پر چبوترے میں کھڑے باتیں کر رہے تھے۔

اتفاقاً شہنشاہ نے بیربل سے پوچھا کہ:۔

''بیربل! لوگوں میں سے سب سے زیادہ ہوشیار کون ہوتا ہے؟''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

''مہاراج! لوگوں میں سے سوداگر سب سے زیادہ ہوشیار ہوتے ہیں۔''

مگر اکبر نے بیربل سے اس کو ثابت کرنے کے لیے کہا تو بیربل نے ایک غلام کو اُردو دال (Urad dal) لانے کے لیے کہا۔ پھر اس نے دہلی کے درجنوں سبزی فروشوں کو دربار میں آنے کے لیے کہا۔

سوداگر پریشان ہو گئے مگر یہ بھی ناممکن تھا کہ وہ دعوت نامے سے انکار کر دیتے۔ بہر حال وہ دربار میں اکٹھے ہوئے۔ شہنشاہ بھی وہاں موجود تھا۔ بیربل نے ان کے ہاتھ پر دال کے چند دانے رکھے اور ان سے ان کے نام بتانے کے لیے کہا۔

بیربل کے سوال نے سوداگروں کو ایک لمحے کے لیے پریشان کر دیا۔

انھوں نے سوچا کہ یہ دال اس قدر عام ہے کہ ہر آدمی اس کے بارے میں جانتا ہے یہ ہر جگہ ملتی ہے۔ مگر بیربل نے ان کو پہچاننے کے لیے کہا تھا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس میں کوئی غلط چیز ہے۔ ہمیں بڑی سوچ و بچار کے بعد اس کا جواب دینا چاہیے۔ بصورت دیگر اس سے افسوس، لاعلمی کا اظہار کرو۔

آخرکار، ان میں سے ایک سبزی فروش نے کہا کہ:۔

سرکار! براہ کرم آپ ہمیں کچھ آپس میں مشورہ کرنے کا وقت دیں پھر آپ کے سوال کا جواب دیں گے۔

بیربل نے کہا کہ:۔

ٹھیک ہے۔ شہنشاہ بھی بڑی تجسس سے دیکھ رہا تھا۔ تمام سوداگروں نے بحث کرنی شروع کی۔ انھوں نے خیال کیا کہ:۔

اگر وہ کہتے ہیں کہ یہ اردو دال ہے تو شہنشاہ خوش نہیں ہوگا کیونکہ اس کا علم ہے کہ یہ اردو دال ہے۔

کافی سوچ و بچار کے بعد بھی وہ کسی فیصلے پر نہ پہنچ سکے بیربل نے کہا کہ:۔

''آؤ ہمیں نام بتاؤ۔''

پھر ان میں سے ایک سوداگر نے کہا کہ:۔

جناب! یہ مونگ کی دال ہے پھر دوسرے سوداگر نے کہا کہ:۔

''مہاراج! یہ چنا دال ہے۔''

تیسرے سوداگر نے کہا کہ:۔

''مجھے اس کا نام یاد نہیں آ رہا۔''

میرا خیال ہے کہ:۔

''یہ اُرد دال ہے۔''

شہنشاہ اس دن کے غلط جوابات سن کر چڑ چڑا سا ہو گیا اور اس نے کہا کہ:۔

''تم بیوقوف ہو۔''

''یہ اُرد دال ہے۔''

اچانک تمام سوداگروں نے اکٹھے کہا کہ:۔

آپ ٹھیک کہتے ہیں مہاراج!

''اس دال کا یہی نام ہے۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''آپ خود دال کا صحیح نام بتائیں۔''

سوداگر نے جواب دیا کہ:۔

''سرکار، جو کچھ ابھی مہاراج نے بتایا ہے وہی دال کا نام ہے۔''

بیربل ان کی ہوشیاری کو بھانپ گیا اور کہا کہ:۔

''مجھے یاد نہیں کہ مہاراج نے کیا کہا ہے کیا آپ اس کو دہرا سکتے ہیں؟''

مگر سوداگروں نے جواب دیا کہ:۔

''جناب! ہم بھی بھول گئے ہیں۔''

''مہاراج نے کیا فرمایا تھا۔''

اب شہنشاہ خاموش نہ رہ سکا تو اس نے کہا کہ:۔

''کس نے کہا تھا کہ یہ ارد دال ہے۔''
تمام سوداگروں نے فوراً جواب دیا کہ:۔
''ہاں مہاراج! یہی نام تھا اس کا۔''
اس طریقے سے انھوں نے اس کا اصل نام کسی نے بھی نہ بتایا۔
بیربل نے ان کو دربار سے جانے کے لیے کہا۔ جب سوداگر چلے گئے تو بیربل نے شہنشاہ سے کہا کہ:۔
کیا آپ نے دیکھا مہاراج!
''کس قدر سوداگر ہوشیار تھے۔''



59- چور کی داڑھی میں تنکا

(A straw in the thef's beard)

ایک دن شہنشاہ نے بیربل کو بیوقوف بنانے کا خیال کیا۔اس نے ایک درباری کو اپنی انگوٹھی دی اور اس کو جب بیربل دربار میں داخل ہو تو خاموش رہنے کو کہا۔شہنشاہ نے اس کو کہا کہ:۔

''بیربل! آج میرے غسل کے دوران میری انگوٹھی گم ہوگئی ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرے درباریوں میں سے کسی نے چرائی ہے۔''

''مجھے معلوم ہے کہ تم ایک اچھے نجومی ہو۔اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ چور کو تلاش کرو کیونکہ میری انگوٹھی بڑی قیمتی ہے۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''آپ نے غسل کے لیے جانے سے پہلے انگوٹھی کہاں رکھی تھی؟''

شہنشاہ نے الماری کی طرف اشارہ کیا۔بیربل الماری کے قریب گیا اور اپنے کان اس کے قریب لگائے کیونکہ وہ کچھ سننا چاہتا تھا۔کچھ دیر کے بعد اس نے کہا کہ:۔

''الماری نے مجھے کہا ہے اس شخص کی داڑھی میں تنکا ہے جس نے انگوٹھی چرائی ہے۔''

جب اس درباری نے جس کے پاس انگوٹھی تھی اس نے یہ سنا تو اس نے اپنی داڑھی کا معائنہ کرنے کے لیے داڑھی میں ہاتھ مارا۔

بیربل نے درباری کو داڑھی پر ہاتھ مارتے ہوئے دیکھا تو اس کو فوری طور پر شہنشاہ کے پاس لے گیا اور کہا کہ:۔

''مہاراج! یہ چور ہے۔''

شہنشاہ بیربل پر بہت خوش ہوا اور اس کو بہت زیادہ انعام دیا۔



60- سکوں کی تھیلی

(The bag of coins)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک تیل فروش اور قصائی کے درمیان بہت بڑا جھگڑا تھا۔اور وہ معاملہ حل نہ کر سکنے کی وجہ سے بیربل کے پاس گئے۔

جب بیربل نے قصائی سے جھگڑے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ:۔

''میں اپنی دکان میں گوشت فروخت کر رہا تھا۔جبکہ یہ تیل فروش میرے پاس آیا اور اس نے مجھے آئل کنستر لانے کے لیے کہا۔لیکن میں اندر اس کو لانے کے لیے گیا اس نے میری بھری ہوئی سکوں کی تھیلی اٹھا لی اور دعویٰ کیا کہ:۔

''یہ میری تھیلی ہے۔''

مگر تیل فروش نے کہا کہ:۔

''نہیں جناب! اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے سکوں کی تھیلی ازل سے میری ہے۔حقیقت ہے کہ جب میں تھیلی سے سکے باہر نکال رہا تھا۔ اس نے رقم کو دیکھ لیا اور اس نے دعویٰ کرنا شروع کر دیا کہ:۔

''یہ اس کا ہے مجھے انصاف کی ضرورت ہے۔''

مگر تیل فروش نے کہا کہ:۔

''نہیں جناب! یہ سچ نہیں ہے۔تھیلی حقیقت میں میری ہے۔حقیقت میں تھیلی سے سکے باہر نکال رہا تھا اس نے رقم کو دیکھ لیا اور یہ دعویٰ کرنا شروع کر دیا کہ یہ اس کی ہے۔میں انصاف طلب کرتا ہوں جناب۔''

بیربل نے بار بار اس نے سچ دریافت کیا مگر دونوں اپنے بیانات پر مصر رہے۔

آخر کار بیربل نے اس چالبازی مسئلے کو حل کرنے کے لیے ایک تجویز سوجھی۔اور اس نے ایک جار میں پانی ڈالا اور تھیلی کے سارے سکے نکال کر اس کے اندر ڈبو دیے۔اچانک تیل کی پتلی جھلی نے پانی پر تیرنا شروع کر دیا۔اس سے واضح ہوا تھا کہ تھیلی تیل فروش کی ملکیت تھی۔اس لیے بیربل نے تیل فروش کو واپس کر دیے اور قصائی کو سزا دی۔



61-دریا کا شکوہ

(The wail of the river)

یہ برسات کا موسم تھا۔ دریائے جمنا بہہ رہا تھا اور اچھل رہا تھا۔ زور سے بہنے والا پانی شور کر رہا تھا۔ شہنشاہ کا محل دریا کے کنارے پر واقع تھا۔ وہ گہری نیند سویا ہوا تھا۔

یہ بڑی خاموش رات تھی اور اس طرح دریا کی ڈراؤنی غرغرانے کی آواز بڑی آسانی سے سنائی دے رہی تھی۔

اچانک آدھی رات شہنشاہ دریا کی بلند غرانے کی آواز کی وجہ سے بیدار ہو گیا۔ اس نے دوبارہ سونے کی کوشش کی مگر دریا کے بھنور والے پانی کی آواز اس قدر خوفناک اور بلند تھی کہ وہ دوبارہ نہ سو سکا۔

آخر کار وہ اٹھ گیا اور کھڑکی کے نزدیک چلا گیا۔ پانی کے زور کی آواز سنتے ہوئے شہنشاہ نے خیال کیا کہ:۔

’’کیا یہ ہو سکتا ہے کہ دریا شکوہ کر رہا ہے؟‘‘

اس نے اس پر کافی وقت غور کیا مگر وہ کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا۔ دوسرے دن جب شہنشاہ دربار میں آیا۔ اس نے درباریوں سے دریافت کیا کہ:۔

’’دریا کیوں شکوہ کرتا ہے؟‘‘

مگر کوئی درباری اس کو تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔

تب شہنشاہ نے بیربل کو بلا بھیجا۔

جب بیربل آیا۔ اکبر شہنشاہ نے اس سے وہی سوال دریافت کیا کہ:۔

بیربل نے کہا کہ:۔

’’عالی جاہ! میں آپ کو اس سوال جواب تب دوں گا جب میں دریا سے خود اپنے کانوں سے سنوں گا تو؟‘‘

شہنشاہ نے اتفاق کیا۔ اچھا۔ آج رات تم میرے محل میں آؤ رات خاموش تھی ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی اور دریا کو روتے ہوئے سنا جا سکتا تھا۔

بیربل بھی محل میں شہنشاہ کے ساتھ تھا۔

دوبارہ شہنشاہ نے وہی سوال بیربل کے سامنے پیش کیا۔

بیربل نے کہا کہ:۔

عالی جاہ! دریا اپنے شوہر کی طرف جا رہا ہے (سمندر کی طرف) اپنے باپ کی طرف سے (پہاڑ) وہ بڑا افسوس کر رہا ہے اپنے باپ کا گھر چھوڑتے ہوئے۔ اس لیے وہ شکوہ کر رہا ہے۔

شہنشاہ اور دوسرے درباری بیربل کے جواب سے بہت خوش ہوئے۔



62- سوداگر کا فرض

(The merchant's duty)

ایک دفعہ شہنشاہ نے ایک حکم جاری فرمایا کہ:۔

''شہر کے تمام سوداگر شہر کی حفاظت کے فرائض بھی انجام دیں گے۔''

سوداگر اس مسئلے پر بڑے پریشان ہوئے۔ وہ کیسے کر سکتے تھے؟ جو کہ تیل، نمک، چینی اور غلہ کئی سالوں سے فروش کر رہے تھے کہ اچانک وہ محافظ کے فرائض سنبھال لیں۔ مگر ان کو شہنشاہ کے حکم کی تعمیل بھی کرنی تھی۔

آخر کار ان کو کوئی متبادل نظر نہ آیا۔ وہ بیربل کے پاس آئے۔ انھوں نے اس کے سامنے التجا کی۔ اس مسئلے کا حل نکالنے کے لیے بیربل نے کہا کہ:۔

''فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جسے میں کہتا ہوں ویسا ہی کرو۔''

رات کو جب تم شہر کی حفاظت کرنے کے لیے جاؤ تو اپنی پگڑیاں ٹانگوں سے باندھ لو اور اپنے سروں پر پاجامے رکھ لو اور یہ کہتے جاؤ۔

''اب یہ ہماری باری ہے۔''

بیربل نے ان کو یہ بھی بتایا کہ اگر وہ شہنشاہ سے راستے میں ملیں تو اس کو کیا کہیں۔ فیصلے کے مطابق سوداگر سڑکوں پر اونچی آواز لگاتے ہوئے چل پڑے۔

''اب یہ ہماری باری ہے۔''

دریں اثنا شہنشاہ بھی باہر آیا تا کہ وہ دیکھے کہ......

''سوداگر کیا کر رہے ہیں؟''

وہ بڑا حیران ہوا ان کو دیکھ کر ایک عجیب منفرد انداز میں ملبوس۔ اس نے ان سے دریافت کیا کہ:۔

''کیا ہو رہا ہے؟''

سوداگروں کے سردار نے دست بستہ ہو کر عاجزانہ طور پر عرض کیا کہ:۔

مہاراج! ہم سوداگر ہیں۔ اپنی زندگی میں صرف کاروبار کر سکتے ہیں جو کہ غلہ، تیل، چینی اور نمک فروخت کرنے والے ہیں۔ ہمیں چوکیدار

کے کام نہیں آتے۔ ہم کاروبار میں ماہر ہیں۔ خریدنے اور بیچنے میں۔ ہم رقم کمانے اور نفع خوری میں ماہر ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ:۔

''ہم ہر قسم کا کام کر سکتے ہیں۔''

شہر کی حفاظت کرنا ہماری ہمت سے باہر ہے۔ میرے آقا۔

''اس کا مطلب عدم تعمیل یا نافرمان برداری نہیں ہے۔''

''ہمارا صرف مطلب اس شعبہ میں نااہلی کا اظہار ہے۔''

شہنشاہ سوداگروں کے جواب سے خوش ہوا تو اس نے اپنے احکام واپس لے لیے۔

اس نے سوداگروں کو بلایا اور کہا کہ:۔

''سچ بتائیں کس نے تم کو یہ کرنے کے لیے بتایا؟''

سوداگروں نے سچ سچ بتا دیا اور شہنشاہ جس نے پہلے ہی یہی اندازہ لگایا تھا تو وہ بیربل کی عقلمندی پر بہت خوش ہوا کیونکہ شہنشاہ کا اندازہ درست ثابت ہوا تھا۔



63- بیربل اور درخت کے بیج

(Birbal of the seed of a tree)

بیربل شہنشاہ کا بہت ہی فرمانبردار چہیتا تھا۔ شہنشاہ اس سے ہر معاملے میں مشورہ کیا کرتا تھا۔ بہر حال بعض ممتاز درباریوں نے دربار میں اپنی توہین سمجھی کہ شاہی حمایت بیربل کو دی گئی ہے اور ان کو کوئی مسلسل حسد کا دکھ لگ گیا۔ ایک دن جب شہنشاہ دربار میں داخل ہوا۔ اس نے دیکھا کہ تمام درباری خاموش اور بے حس و حرکت بیٹھے ہیں۔ شہنشاہ نے ان میں بے چینی کی روح سونگھی مگر اس کے پیچھے اس خاموشی کی اصل وجہ تلاش نہ کر سکا۔ بیربل دربار میں موجود نہ تھا۔

شہنشاہ اکبر نے درباریوں کو بہت سے موضوعات پر بات کرنے کی دعوت دی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار وہ ان سے مایوس ہو گیا اور ان کی خاموشی کی وجہ دریافت کرنے لگا۔

تب ان میں معمر درباری نے نرمی سے بات کرنی شروع کی کہ:۔

''عالی جاہ! ہم آپ کی کئی سالوں سے وفاداری سے خدمت کر رہے ہیں مگر آپ صرف ہر وقت ہر قسم کا معاملہ بیربل سے ہی بحث کرتے ہیں اس سے ہم بڑے مایوس ہوئے ہیں۔''

''ایسا کیوں ہے؟''

یہ ہماری سب کی توہین ہے۔

شہنشاہ نے تھوڑی دیر سوچا اور کہا کہ:۔

''آج بیربل دربار میں حاضر نہیں ہے اب بڑا اچھا موقع ہے اپنی قدر ظاہر کرنے کے لیے۔''

میں آپ سے سوالات پوچھوں گا۔ یہ سوال پوچھا گیا۔

ایک درخت کا بیج کہاں ہوتا ہے؟

تمام درباری سوچ میں ڈوب گئے مگر کسی نے بھی تسلی بخش جواب نہ دیا۔

پھر شہنشاہ نے کہا کہ:۔

''تم اپنے آپ کو جانتے ہو کہ تم میں سے کوئی بھی صحیح جواب دینے کے قابل نہیں ہے۔''

اب میرے لیے ضروری ہے کہ کسی ہوشیار اور عقلمند آدمی سے میں امداد حاصل کروں جیسے کہ بیربل۔

''اگر تم لوگ ضرورت کے مطابق قابل ہوتو مجھے کسی مشیر کی ضرورت نہیں ہوگی۔''

اب دیکھیں بیربل میرے سوال کا کیا جواب دے گا۔شہنشاہ نے بیربل کو بلا بھیجا۔جب بیربل دربار میں پہنچ گیا تو اس سے دریافت کیا گیا۔

''ایک درخت کا بیج کہاں ہوتا ہے؟''

فوری طور پر بیربل نے پانی کا ساغر لانے کے لیے کہا جب پانی لایا گیا۔بیربل نے پانی کو زمین پر چھڑک دیا اور کہا کہ:۔

''اس جگہ پر بیج موجود ہیں۔''

درباری اور شہنشاہ سمجھ گئے بیربل کا کیا مطلب تھا۔مگر پھر بھی شہنشاہ نے پوچھا کہ:۔

''بیربل !تمھارے جواب کی مزید وضاحت کی ضرورت ہے۔''

بیربل نے کہا:۔

''عالی جاہ !درخت کے بیج زمین میں ہوتے ہیں۔''

''جونہی زمین پر پانی کا قطرہ گرتا ہے ان بیجوں میں جان پڑ جاتی ہے اور پھر ان کی نشو ونما ہوتی ہے۔صرف پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔''

تمام درباری بہت زیادہ متاثر ہوئے اور بیربل کی اس کے ذہانت کے جواب کی وجہ سے بہت تعریف کی۔

انھوں نے اپنی نا اہلی کو تسلیم کیا اور محسوس کیا کہ:۔

''وہ واقعی بیربل کے مقابلے کے نہیں۔''

شہنشاہ بیربل کے جواب سے بڑا خوش ہوا اور اس کو کافی انعام سے نوازا۔



64- خواجہ کا فیصلہ

(The idea of the khoja's)

ایک دن شہنشاہ خواجہ لوگوں کے ساتھ ناراض ہوگیا اور ان کو چودہ دن کے اندر سلطنت چھوڑنے کا حکم دے دیا۔ بصورت ان کو پھانسی دے دی جائے گی۔ مگر پندرہ دن کا عرصہ گزر جانے کے باوجود انھوں نے دارالخلافہ کو نہ چھوڑا۔ بہر حال پھانسی کے خوف سے ڈر کر وہ دہلی میں جا کر چھپ گئے۔ کئی مہینے گزر گئے اس طریقے سے۔ مگر ان کے لیے اتنے لمبے عرصے کے لیے چھپ کر رہنا ممکن نہ تھا۔ آخر کار وہ بیربل کے پاس گئے اور اس سے انھوں نے اپنی بدحال کی کیفیت بیان کی۔

بیربل نے ان کو کہا کہ جیسے میں کہتا ہوں ویسے کرو وہ اگلے روز حسب معمول جب اکبر شہنشاہ سیر کے لیے نکلا۔ اس نے دیکھا کہ تمام خواجے درختوں کی ٹہنیوں پر بیٹھے تھے۔ شہنشاہ بڑا غضبناک ہوا مگر اسی وقت وہ بڑا حیران بھی ہوا۔

اس نے پوچھا کہ:۔

''تم لوگوں نے تا حال دہلی کو کیوں نہیں چھوڑا؟''

''تم نے شاہی حکم کی نافرمانی کی ہے۔ اب تم سب کو پھانسی دے دی جائے گی۔''

خواجہ نے دست بستہ نرمی سے عرض کیا کہ:۔

''مہاراج! ان تمام دنوں میں ہم نے دارالخلافہ دہلی چھوڑنے کی کوشش کی مگر جہاں کہیں ہم گئے ہم نے وہاں آپ کی سلطنت کو پایا اور اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ دنیا چھوڑ کر دوزخ میں جا کر رہیں۔''

شہنشاہ ان کے جواب سے اس قدر خوش ہوا کہ اس نے ان کو معاف فرما دیا اور ان کو دہلی میں رہنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔



65- گدھا اور شہنشاہ

(The donkey and the emperor)

ایک دن شہنشاہ اکبر اور بیربل اکٹھے سیر کے لیے گئے۔ سورج غروب ہونے پر بیربل دریا کے کنارے بیٹھ گیا اور سندھیا ادا کی۔ (ہندوؤں کی ایک عبادت کا نام ہے۔) شہنشاہ بہت متاثر ہوا تھا اور اس نے بیربل سے کہا۔

''بیربل! مجھے بتاؤ کہ تم سندھیا کیسے ادا کرتے ہو؟ مجھے بہت پسند ہے اور میں بھی یہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

''عالی جاہ! صرف برہمن اس کو ادا کر سکتے ہیں دوسرے نہیں۔''

شہنشاہ اکبر نے کہا کہ:۔

''پہلے مجھے برہمن کریں۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''نہیں مہاراج! یہ ممکن نہیں ہے مگر شہنشاہ نے بہت اصرار کیا کیوں نہیں۔ میرے کہنے پر ایک چیز ممکن ہے۔''

بیربل الجھن میں تھا مگر اس نے کہا کہ:۔

''مجھے تھوڑا وقت درکار ہے۔''

شہنشاہ نے اتفاق کیا۔ مگر چند دنوں کے بعد اس نے بیربل کو وعدہ یاد دلایا پھر بیربل نے کمہار کو بلایا اور اس سے کہا کہ:۔

''کل رات تم دریا کے کنارے پر آؤ۔ گدھے کے ساتھ اور اس کو خوب مل کر کھنا کرو۔

شہنشاہ اور میں بھی اس وقت وہاں آئیں گے۔ جب وہ پوچھیں کہ تم کیا کر رہے ہو؟ تم کو کہنا ہوگا کہ:۔

''میں اسی گدھے کو گھوڑے میں تبدیل کر رہا ہوں۔''

اس کے مطابق اگلے روز کمہار دریا کے کنارے پر آیا۔

اپنے گدھے کے ساتھ آیا۔ اس نے نہانا اور اپنے جانوروں کو جھاڑنا وغیرہ شروع کیا۔ شہنشاہ جس کو یہ عجیب منظر دیکھنے کا موقعہ ملا تو کمہار سے پوچھا کہ:۔

''تم یہ کیا کر رہے ہو؟''

کمہار نے کہا کہ:۔

’’مہاراج! میں اپنے گدھا کو گھوڑے میں تبدیل کر رہا ہوں۔‘‘

شہنشاہ قہقہہ مار کر ہنسا اس نے بیربل کو کہا کہ:۔

’’یہ آدمی بیوقوف معلوم ہوتا ہے۔‘‘

’’کیا کوئی گدھے کو اسے گھوڑے میں تبدیل کر سکتا ہے؟‘‘

بیربل نے کہا کہ:۔

عالی جاہ!

’’اگر کوئی گدھے کو گھوڑے میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ مسلمان کو برہمن میں بدل دوں۔‘‘

شہنشاہ قائل ہو گیا اور اس نے کہا کہ:۔

’’بیربل! تم ٹھیک کہتے ہو۔‘‘



66- کتا اور داماد

(A dog and a son-in-law)

ایک دن اکبر شہنشاہ نے بیربل کو کہا کہ:۔

''بیربل! میرے پاس دو ایسے جانور لاؤ جو کہ بہت زیادہ وفاداری کا مادہ رکھتا ہو۔ اور دوسرا احسان فراموش اور دغاباز ہو۔''

اس معاملے پر بیربل نے کافی دیر گہری طور پر سوچا اور بعدازاں بیربل ایک کتا اور اپنے داماد کو دربار میں لایا۔

اس نے ان کو شہنشاہ کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ:۔

''مہاراج! میں ان دونوں کو آپ کی خواہش کے مطابق لایا ہوں۔''

شہنشاہ نے دریافت فرمایا کہ:۔

''بیربل! اب وضاحت کرو کہ ان میں کون وفادار ہے اور کون دغاباز ہے؟''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

''جہاں پناہ! یہ کتا صرف روٹی کا ٹکڑا کھاتا ہے اور پھر بھی اپنے مالک کا وفادار رہتا ہے۔ اگرچہ وہ اس کو مارے یا گھر سے نکالے وہ اپنے مالک کا وفادار رہتا ہے اور جب بھی وہ اسے بلاتا ہے فوری طور پر آتا ہے۔''

مگر اس کے برعکس داماد بالکل احسان فراموش شخص ہے۔ اگرچہ آپ اس کو ہر ایک چیز دے دیں وہ کبھی مطمئن نہیں ہوگا۔ جتنا زیادہ آپ دیتے ہیں۔ وہ مزید طلب کرنا چاہتا ہے۔ اس کا صرف یہ خیال ہے کہ:۔

وہ صرف اپنے مفاد کے بارے میں سوچتا ہے۔ اگرچہ اس کے سسر کو سڑکوں پر بھیک کے لیے جانا پڑے۔

''شہنشاہ بیربل کے جواب سے بہت خوش تھا اور اس نے بیربل کے داماد کو موت کے گھاٹ اتارنے کا محافظ کو حکم دیا اور پھر انھوں نے ان کو کتے کو بہت سا دودھ دینے کا حکم دیا۔''

بیربل شہنشاہ کے احکامات کو سن کر ہکا بکا رہ گیا۔ اس نے عرض کیا کہ:۔

''جہاں پناہ! مگر میرا یہ مقصد قطعاً نہ تھا کہ میرا ہی داماد احسان فراموش شخص ہے۔ میں نے تمام دنیا کے دامادوں کے بارے میں بات کی تھی۔ اس لیے میرے صرف داماد کو ہی سزا دینا نامناسب ہوگا۔ آپ خود بھی تو کسی کے داماد ہیں؟''

شہنشاہ نے اپنے غلطی کا احساس کیا اور اپنے احکام واپس لے لیے اور بیربل کے داماد کو چھوڑ دیا۔



67- شہنشاہ کی قدر

(The value of the empiror)

ایک دن بھیس بدلتے پھرتے ہوئے شہنشاہ نے دو آدمیوں کے درمیان گفتگو ہوتے ہوئے سنا۔ ان میں ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ:۔

''تم میری قدر نہیں سمجھ سکتے۔ جب تک کہ مناسب وقت نہ آئے۔''

''اچانک اکبر شہنشاہ کے دماغ میں ایک خیال پیدا ہوا کہ اس آدمی کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو سکتا ہے تو میری قدر و قیمت کیا ہوگی۔'' وہ محل میں واپس آیا اور اس نے دربار میں یہ سوال دریافت فرمایا کہ:۔

''میری کیا قدر و قیمت ہے؟''

دربار میں کوئی شہنشاہ کو کوئی جواب نہ دے سکا۔ آخرکار تمام نے بیربل کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ بہرحال بیربل نے اطمینان سے عرض کیا کہ:۔

''مہاراج! صرف ایک زرگر ہی بتا سکتا ہے؟''

فوری طور پر دارالخلافہ کے تمام سناروں کو دربار میں طلب کر لیا گیا۔ شہنشاہ نے یہی سوال ان سے کیا۔ وہ تمام شہنشاہ کا یہ سوال سن کر بڑے پریشان ہوئے۔

آخرکار ایک معمر زرگر آیا اور اس نے جواباً عرض کیا کہ:۔

''مہاراج! یہ بڑا مشکل کام ہے۔''

ہمیں آٹھ دن کا وقت دیا جائے۔

اسی شام وہ اور تمام دوسرے زرگر بیربل کے پاس گئے اور اُس سے اس معاملے کا حل تلاش کرنے کی درخواست کی۔ بیربل نے ان کو ہر ممکنہ امداد کی یقین دہانی کرائی۔ اس کے بعد ٹکسال گئے اور انھوں نے ایک بھاری اور بڑے سنہری سکے کا جو عام سکے سے بھاری اور بڑا ہو، کا آرڈر دیا۔ (بیربل)

جب وہ سکہ تیار ہو گیا تو اس نے تھیلے میں ڈالا۔ جس میں دوسرے ایک سو سونے کے عام سکے بھی تھے۔ اس نے (بیربل) زرگروں کو بلایا اوران کو دے دیا۔ اس نے اس کو یہ بھی بتایا کہ:۔

''انھوں نے دربار میں اگلے دن کیا کرنا ہوگا؟'' بیربل کی ہدایات کے مطابق زرگر دربار میں اس سکوں کے تھیلے کے ساتھ آئے اور وزن کرنے والے ترازوں کے ساتھ سناروں کے سردار نے سنہری سکوں کا ایک کے بعد دوسرے کا وزن ترازو سے کرنا شروع کیا۔ تب آخر کار اس نے سب سے بھاری سنہری سکے کو اٹھایا اور اس کا وزن کیا اور عرض کیا کہ:۔

''مہاراج! یہ آپ کی قدر و قیمت ہے؟''

شہنشاہ حیران تھا اور اس نے فرمایا کہ:۔

''کیا ہوں میں؟''

''میری قدر صرف ایک سنہری سکہ ہے؟''

پھر زرگر نے عرض کیا کہ:۔

''ہاں عالی جاہ! یہ سکہ منفرد ہے (بے مثال) تمام دوسرے سکے ایک جیسے ہیں مگر یہ دوسروں سے مختلف ہے۔ اس طریقے سے آپ تمام افراد سے مختلف ہیں بالکل اس سکے کی طرح جس طرح اس کی قیمت دوسرے سکوں سے زیادہ ہے اسی طرح آپ کی قدر و قیمت بھی باقی عام انسانوں سے زیادہ ہے۔''

شہنشاہ زرگر کے چست جواب سے خوش ہوگیا۔



68-فرشتہ اور چڑیل

(An angel and a witeh)

ایک دن شہنشاہ نے فرشتے اور ڈراؤنی چڑیل کو دیکھنے کے خیال کا اظہار فرمایا۔ اس نے اپنی اس خواہش کا اظہار بیربل سے کہا۔

اگلے روز بیربل دربار میں اپنے بیوی اور طوائفہ کے ساتھ آیا۔ بیربل نے اپنی بیوی کو سامنے دکھاتے ہوئے شہنشاہ نے عرض کیا کہ:۔

''مہاراج! یہ ایک فرشتہ ہے۔ میں اس سے بے بہا اطمینان سکون اور مسرت وراحت حاصل کرتا ہوں۔''

شہنشاہ نے بیربل کی بیوی کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ:۔

''بیربل! فرشتے بڑے خوبصورت بتائے جاتے ہیں وہ سیاہ اور کمزور ہے۔''

پُرناس (ہندوؤں کی کتاب) میں فرشتوں کو بڑے خوبصورت بیان کیا گیا ہے۔

تب بیربل نے عرض کیا کہ:۔

''مہاراج! خوبصورت کسی فرد کی خوبی میں ہوتی ہے۔ جلد کی خوبصورتی میں نہیں۔ وہ میرے لیے ایک فرشتہ ہے۔''

بیربل اب طوائفہ کو شہنشاہ کے سامنے لایا۔ شہنشاہ نے اس کو دیکھا اور بلند آواز سے پکارا کہ:۔

''اوہ! وہ زیادہ خوبصورت ہے اس کے خوبصورت لباس، مہنگے زیورات کو ملاحظہ کریں۔''

بیربل نے یہ سن کر عرض کیا کہ:۔

''یہ سب کچھ دنیا کی خوشامد کرنے کے لیے ہیں۔ وہ (آدمی) جو اس کی برائی میں پھنس جاتا ہے۔ وہ یقیناً اپنی زندگی سے ہاتھ دھو لیتا ہے۔''

شہنشاہ بیربل کی بات کو سمجھ گیا اور اس کو اخذ کر لیا کہ:۔

''کردار اور انسانی کی خوبی اس کی خوبصورت کا تعین (اندازہ) کرتے ہیں۔''



69- بیل گاڑیاں

(The bulldoek carts)

ایک مرتبہ ملکہ نے شہنشاہ اکبر سے کہا کہ:۔

''میں آپ کے پیار کو تسلیم کرلوں گی اور تم میرے بھائی شیر خاں کو وزیر بنالو اور بیربل کو اس کی پوسٹ سے ہٹادو۔''

بہر حال بیربل شہنشاہ کا بڑا چہیتا تھا۔ شہنشاہ نے ملکہ کو سمجھانے کی کوشش کی مگر ملکہ اپنے مطالبے پر مصر تھی۔ آخر کار شہنشاہ نے فیصلہ دیا کہ:۔

''اچھا! میں تمھارے بھائی کے علم کا ٹیسٹ لوں گا اور اگر وہ کامیاب ہوا تو اس کا وزیر مقرر کرلوں گا۔''

شام کے وقت، شیر خاں، ملکہ اور شہنشاہ بالکونی میں بیٹھے تھے اس وقت انھوں نے بیل گاڑیوں کی گھنٹیوں کے آنے کی آواز سنی۔ شہنشاہ نے شیر خاں سے فرمایا کہ:۔

''جاؤ اور معلوم کرو کہ بیل گاڑیاں کہاں جارہی ہیں؟''

شیر خاں یہ دیکھنے کے لیے باہر گیا کہ بیل گاڑیوں کا کہاں کا رخ تھا۔ کچھ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا اور اس نے شہنشاہ سے عرض کیا کہ:۔

''بیل گاڑیاں مغرب کی طرف جارہی ہیں۔'

شہنشاہ نے مزید فرمایا کہ:۔

''کتنی بیل گاڑیاں تھیں؟''

شیر خاں دوبارہ گیا اور بیل گاڑیوں کو شمار کرنے کے بعد واپس آیا اور عرض کیا کہ:۔

عالی جاہ!

''ایک سو بیل گاڑیاں ہیں۔''

شیر خاں نے شہنشاہ نے فرمایا کہ:۔

''بیل گاڑیوں پر کیا لادا گیا تھا؟''

اب شیر خاں تھک چکا تھا اور پریشان تھا۔ کیونکہ بیل گاڑیوں کے لیے بار بار تفصیل کے لیے بھیجا جانے سے وہ تنگ آچکا تھا۔ اسی وقت بیربل بھی آگیا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا تو شہنشاہ نے اس سے فرمایا کہ:۔

''بیربل! جاؤاور یہ معلوم کرو کہ ان بیل گاڑیوں پر کیا لادا ہوا ہے؟''

بیربل یہ معلوم کرنے کے لیے گیا۔ شیر خاں اس بالکل ختم ہو چکا تھا وہ وہاں خاموشی سے بیٹھا تھا۔

بیربل دو گھنٹوں کے بعد لوٹا، شہنشاہ نے اس سے دریافت کیا کہ۔

''بیربل! تمہاری رپورٹ کیا ہے؟''

عالی جاہ! ایک سو بیل گاڑیاں مغرب کی جانب رواں تھیں۔ ان پر اعلیٰ قسم کا چاول لادا گیا تھا۔ جو کہ مارکیٹ نرخ سے سستا تھا۔ میں نے وہ سارا چاول خرید لیا اور میں خزانچی کو اس کی ادائیگی کرنے کے لیے کہنے کے لیے جا رہا ہوں''

بیربل واپس گیا۔ ملکہ اور شیر خاں بڑے پریشان تھے شہنشاہ نے ملکہ سے فرمایا کہ:۔

دیکھو یہ کام لاڈ سے بگاڑے ہوئے بھائی کے بس کا نہیں ہے۔ اس کے لیے عقلمند، تجربہ کار اور تربیت یافتہ آدمی کی ضرورت ہے۔''

ملکہ کا چہرہ پریشانی سے سرخ ہو گیا۔



70- دامادوں کا پھانسی دینا
(The sons-in-law for hanging)

ایک دن شہنشاہ کا مزاج بڑا بگڑا ہوا تھا۔ اس کی وجہ تھی کہ شہنشاہ کئی دنوں سے اپنی شادی شدہ بیٹیوں سے نہ مل سکا تھا۔ اس لیے اس نے داماد کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کی بیٹی کو فوری طور پر محل میں بھیج دے مگر اکبر کے داماد نے اس کی بیٹی کو بھیجنے سے انکار کر دیا۔ تو شہنشاہ بڑا غضبناک ہوا۔

اس نے بیربل کو بلایا اور فرمایا کہ:۔

''بیربل! سلطنت کے تمام دامادوں کے لیے پھانسی کے انتظامات کریں۔''

بیربل نے عرض کیا کہ:۔

ہاں عالی جاہ!

پھر بیربل نے ضروری انتظامات کرنے شروع کیے۔ اس نے بہت سی پھانسیاں (سولیاں) زمین میں گاڑھ دیں۔ پھر وہ شہنشاہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ:۔

''عالی جاہ! دامادوں کو پھانسی دینے کے تمام انتظامات مکمل کر لیے گئے ہیں مگر یہ بہتر ہوگا کہ آپ انتظامات کو خود آ کر ملاحظہ فرمائیں۔''

ہاں، ضرور، شہنشاہ نے جواب دیا۔

آؤ اب ہم اسے ٹھیک کریں۔

پھر شہنشاہ اور بیربل انتظامات دیکھنے کے لیے گئے۔ شہنشاہ انتظامات کے ساتھ بہت خوش ہوا مگر وہ پھانسی کی آخری قطار کو دیکھ کر زیادہ حیران ہوا کیونکہ وہاں وہ خصوصی پھانسیاں تھیں ان میں ایک سونے کی بنائی گئی تھی۔ دوسری چاندی کی بنائی گئی تھی۔

شہنشاہ نے دریافت کیا کہ:۔

''بیربل! یہ کیا ہے؟''

''یہ دونوں پھانسیاں سونے اور چاندی کی کن کے لیے ہیں؟''

بیربل نے عرض کیا کہ:۔

''عالی جاہ! سونے کی پھانسی آپ کے لیے ہے اور یہ چاندی کی پھانسی میرے لیے ہے۔''

شہنشاہ نے بلند آوازی سے فرمایا کہ:۔

''بیربل! یہ کیا بیہودہ بات ہے؟''

''ہاں یہ عالی جاہ حقیقت ہے۔''

شہنشاہ نے غصے سے کہا کہ:۔

''تم مجھے کس لیے پھانسی دو گے؟''

بیربل نے عرض کیا کہ:۔

''آپ نے مجھے حکم دیا ہے۔''

شہنشاہ نے حیرانگی سے پوچھا کہ:۔

''میں نے؟''

بیربل نے وضاحت کی کہ:۔

''ہاں عالی جاہ! آپ نے سلطنت کے تمام دامادوں کو پھانسی دینے کا حکم دیا تھا۔ آپ بھی تو کسی شخص کے داماد ہیں۔ اس لیے میں نے یہ خصوصی پھانسی آپ کے لیے گاڑھ دی ہے۔ اور اپنے لیے بھی۔ کل ہم دامادوں کو پھانسی دینا شروع کریں گے۔''

شہنشاہ بیربل کی یہ بات سن کر بڑا پریشان ہوا۔ اس نے محسوس کیا کہ کس قدر احمقانہ حکم اس نے دیا تھا۔ اس نے فوری طور پر اپنے حکم کو واپس لینے کا اعلان کر دیا۔



71- عقل کا برتن

(The pot of wisdom)

کچھ وقت سے ملکہ یہ کوشش کرتی رہی کہ اپنے بھائی شیر خاں کو اکبر شہنشاہ کے دربان میں وزیر مقرر کروا دے۔

ایک دن ملکہ نے سختی سے شہنشاہ سے کہا کہ:۔

''میرا بھائی شیر خاں اب کافی تجربہ کار ہو چکا ہے۔ اب آپ کو لازمی طور پر اپنا وزیر بنانا ہوگا۔''

شہنشاہ کو اس کی مرضی پر عمل کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ تو اگلے ہی دن اس نے بیربل کو اپنی وزارت کے عہدے سے ہٹا کر شیر خاں کو وزیر مقرر کر دیا۔

اسی دوران لنکا کے بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ بیربل اکبر شہنشاہ کے پاس کوئی کام نہیں کر رہا۔ اس نے اپنے آپ میں خیال کیا کہ:۔

''اب اکبر شہنشاہ کے ساتھ مذاق کرنے کی میری باری ہے تو میں ضرور کروں گا اس کو یقین دلانے کے لیے۔ اس کو سبق سکھانے کے لیے۔''

لنکا کے بادشاہ نے ایک پیغام رساں کے ہاتھ شہنشاہ اکبر کے پاس پیغام بھیجا اس پیغام میں درج تھا کہ:۔

''مجھے عقل بھر برتن کی ضرورت ہے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر مجھے بھیج دیں جونہی ممکن ہو سکے۔ اگر تم نہ کر سکو تو میں سمجھوں گا کہ شہنشاہ اکبر کے پاس مزید عقل نہیں بچ گئی۔''

شہنشاہ اکبر نے پیغام کو وصول کرتے ہوئے۔

نئے وزیر کو کہا کہ وہ اس ایک کام کو سرانجام دے۔ شیر خاں بڑا پریشان ہو گیا۔ اس نے بہت سے عالموں سے مشورہ کیا مگر کوئی فائدہ مند جواب دینے سے قاصر رہا۔ آخرکار وہ اپنی بہن کے پاس گیا تو اس کو اپنی پوری داستان سنائی کہ:۔

''اوہ! میں وزارت سے اکتا چکا ہوں۔''

ملکہ فوری طور پر بیربل کے پاس گئی تو بیربل نے کہا کہ:۔

''بیگم صاحبہ! آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔''

پھر بیربل نے محل کے باغ میں چند کدو کے بیج اگائے۔ مناسب کے دوران کدو کے پودوں کو پھول لگ گئے اور چھوٹے چھوٹے کدو لگنے شروع ہو گئے۔ پھر بیربل نے کمہار کو بلایا اور اس کو کہا کہ:۔

''وہ چھ بڑے برتن تنگ منہ والے بنا کر لائے۔''

کمہار نے چھ ایسے منہ والے برتن بنائے اور بیربل کے پاس لایا۔

بیربل نے ان چھ برتنوں میں تھوڑے تھوڑے کدو کے پھل ڈالے اور ان کو زمین پر ہی رکھ دیا۔

ایک مہینہ کے بعد کدو اندر بڑے ہو گئے اور برتن کا اندر کا حصہ بھر گیا۔ بیربل نے برتن کے ساتھ ان کو توڑ لیا۔

ان برتنوں کو کدو کے ساتھ اس نے شہنشاہ سے عرض کیا۔

''ان برتنوں میں ایک برتن کو مراسلے کے ساتھ لنکا کے بادشاہ کو بھیج دیں۔''

شہنشاہ نے مراسلے میں لکھا کہ:۔

جیسا کہ آپ کا مطالبہ تھا کہ آپ کو عقل کا برتن بھجوا رہے ہیں۔ براہ کرم اس کو برتن کے نقصان کے بغیر باہر نکال لیں اور برتن ہمیں واپس بھیج دیں۔

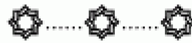
اگر یہ روانہ شدہ عقل کافی نہ ہو تو ہمیں مطلع کریں۔ ہمارے پاس مزید بھی مختلف اقسام میں ہے۔''

جب لنکا کے بادشاہ نے یہ خط پڑھا وہ فوری طور پر سمجھ گیا کہ:۔

''تصور تو بیربل کا ہی ہے اور شیر خاں کا نہیں۔ جب ملکہ کو اس بات کا علم ہوا کہ لنکا کے بادشاہ سے کیا واقعہ ہوا ہے؟ اس نے فوری طور پر شہنشاہ کو مشورہ دیا کہ:۔

شیر خاں کو وزارت سے الگ کر دیں اور کہا کہ:۔

''صرف بیربل ہی وزیر بننے کے لائق ہے۔''



72-پنڈت کی شکست

(The Defeat of a Pundit)

ایک دن پنڈت اکبر شہنشاہ کے دربار میں آیا۔ وہ بہت سے سنہری کنگن یا بازو بند پہنے ہوئے تھا۔ وہ شہنشاہ کے لیے جھک کر آداب بجالایا اور اس نے کہا کہ:۔

''عالی جاہ! میں نے بہت سے پنڈتوں کو مات دی ہے اور مختلف سلطنتوں کے عالموں کو بحث ومباحثے کے یہ سنہری کنگن حاصل کیے ہیں۔ اب میں آپ کے دربار کے علماء کا بھی مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر میں جیت گیا تو آپ مجھے سنہری بازہ بند کنگن انعام کے طور پر دیں اور اگر میں ہار گیا تو یہ تمام کنگن آپ کے ہوں گے۔''

شہنشاہ نے بڑے غور سے سنا اور پھر بیربل کو بلایا۔

بیربل پنڈت کے سامنے آکر بحث کے لیے کھڑا ہوگیا۔

پنڈت کا پہلا سوال یہ تھا کہ:۔

''عمومی طور پر ایک آدمی کا دماغ اس کے سر میں ہوتا ہے مگر بعض اوقات وہ اپنی جگہ سے ہٹ جاتا ہے یا جگہ چھوڑ دیتا ہے۔''

''ایسا کیوں ہوتا ہے؟''

بیربل نے تھوڑی دیر سوچا اور کہا کہ:۔

''جب ایک آدمی بڑا ہوجاتا ہے تو۔''

پھر دوبارہ پنڈت نے سوال کیا کہ:۔

''شرم صرف آنکھوں میں آتی ہے مگر بعض اوقات یہ اپنی جگہ بدل لیتی ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے۔''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

''جب آدمی قابل شرم کاموں کا مظاہرہ کرتا ہے تو اس کی شرم جگہ چھوڑ دیتی ہے۔''

پنڈت نے کہا کہ:۔

''اب میرے تیسرے سوال کا جواب میں حوصلہ صرف انسان کے جسم میں واقع ہوتا ہے مگر اکثر یہ جگہ چھوڑ جاتا ہے اور کسی جگہ چلا جاتا ہے یہ کہاں واقع ہوتا ہے؟''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

''جب انسان کسی چیز سے خوف کھاتا ہے تو اس کا حوصلہ اور اہمیت اپنی اصلی جگہ چھوڑ دیتی ہے۔''

پھر پنڈت نے دریافت کیا کہ:۔

''اب یہ آخری سوال ہے کہ طاقت انسان کے جسم میں واقع ہوتی ہے مگر یہ کب چھوڑ جاتی ہے؟''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

''جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو ہمت اس کو صحرا بنا دیتی ہے۔''

پنڈت کو بیربل کے سامنے عاقلانہ جوابات کی وجہ سے شکست کو تسلیم کرنا پڑا۔ اس نے اپنے تمام کنگن تمغے وغیرہ دربار میں اتار دیے اور سلطنت سے روانہ ہو گیا۔



73- غیر معمولی قیمتی ہیرا

(The exceptional jewel)

ایک آدمی جس کا نام ویوے چند تھا۔ وہ دہلی کے شہر میں مقیم تھا۔ وہ لوگوں کو دھوکا دے کر رقم بٹورنے میں بڑا ماہر تھا۔ ایک مرتبہ ایک تاجر جس کا نام گوجرل تھا ویونے چند کے ہاتھ میں پھنس گیا۔ ویوک چند نے بہت سی بری عادات اور نشہ آور ادویات کا عادی بنا دیا تھا۔ وہ اپنی دولت شراب اور نشہ آور ادویات سے اجاڑ دیتا تھا۔ جلدی ہی گوجرل بیمار پڑ گیا اور کنگال ہو گیا۔ ویوک چند کا بھائی سوہن چند یہ سب کچھ جانتا تھا۔ اس لیے اس بات سے خوف کھاتے ہوئے کہ سوہن چند زود یا بدیر شہنشاہ کے دربار میں شکایت کر دے گا۔ ویوے چند نے اس سے نجات حاصل کرنے کا فیصلہ کیا تو ایک دن ویوے چند نے سوہن چند کو لنچ پر مدعو کیا اور اس پر اُس کے گھر سے ایک روبی ہیرا چوری کرنے کا الزام لگایا۔ جس کی مالیت بیس ہزار روپے ہو۔ اسنے سوہن چند کے خلاف چار آدمیوں کو دربار میں شہادت دینے کے لیے رشوت بھی دے کر تیار کیا۔

جب اس نے انصاف کے لیے اپیل کی۔ تو بیربل نے تمام کو بلایا اور تحقیقات شروع ہوئیں۔ بیربل نے پہلے گواہ کو عدالت میں بلایا۔ وہ موچی تھا۔ بیربل نے اس سے دریافت کیا کہ:۔

''روبی ہیرے کا کیا سائز تھا مجھے بتائیں؟''

موچی نے اپنی زندگی بھر روبی ہیرا نہیں دیکھا تھا۔ اس نے کہا کہ:۔

''مہاراج! روبی چمکدار اور میرے جوتے کی طرح بڑا تھا۔''

بیربل اس کے جواب سے مسکرایا پھر اس نے دوسرے گواہ کو عدالت میں بلایا۔ دوسرا گواہ درزی تھا۔ بیربل نے اس سے دریافت کیا کہ:۔

''آپ مجھے بتائیں کہ کتنا بڑا روبی ہیرا تھا جو چوری کیا گیا تھا؟''

درزی کے ذہن میں روبی کا کوئی تصور نہ تھا کہ وہ کس قسم کا ہوتا ہے اس نے تھوڑی دیر سوچا اور کہا کہ:

''مہاراج! وہ نیلے رنگ کا تھا اور تکلے کے سائز کا ہے۔''

اب بیربل کو واضح تھا کہ یہ تمام گواہ جعلی ہیں۔ پھر اس نے تیسرے گواہ کو طلب کیا۔ وہ حجام تھا۔ جب بیربل نے حجام کو روبی کے سائز کے بارے میں سوال کیا۔ تو وہ بالکل پریشان ہو گیا تو اس نے کہا کہ:۔

''مہاراج! روبی اتنا بڑا تھا جتنا کہ میرا سر۔ بیربل مسکرایا اور چوتھے گواہ کو طلب کیا اور وہ لوہار تھا۔ جب اس سے یہ سوال کیا گیا کہ وہ بتائے کہ روبی کا سائز کیا تھا؟ جو کہ چوری ہوا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ:۔

''مہاراج! روبی اتنا بڑا تھا جتنا کہ میرا سر۔''

یہ سنتے ہی بیربل اپنی ہنسی کو قابو میں نہ رکھ سکا۔ اس نے ان چاروں گواہوں کی سرزنش کی اور ان کو دس دس کوڑوں کی ہر ایک کو سزا دی۔ اس نے ان کو دھمکی دی کہ:۔

''یا تم سچ بولو یا مزید سزا بھگتو۔''

چاروں گواہ ڈر گئے اور انھوں نے اپنے جرم کا اقبال کر لیا۔ انھوں نے کہا کہ:۔

''انھوں نے کبھی بھی اپنی زندگی بھر میں روبی ہیرا نہیں دیکھا۔''

''ان کو ویوک چند نے سوہن چند کے خلاف جھوٹی گواہی دینے کے لیے رشوت دی گئی تھی۔''

اس کے مطابق سوہن چند کو باعزت طور پر گھر بھیج دیا گیا اور ویوک چند کو جیل میں قید کر دیا گیا۔

نتیجہ:۔''برائی کا بدلہ برائی''



74- جان سب سے عزیز ہے

(Life is most dear)

ایک دفعہ حسب معمول بیربل اور شہنشاہ باتیں کر رہے تھے تو شہنشاہ نے فرمایا کہ:۔

''بیربل! وہ کیا ہے جو زیادہ عزیز ہے ہر انسان کو۔''

بیربل نے عرض کیا کہ:۔

''عالی جاہ! زندگی بہت پیاری ہے ہر ایک انسان کو اور ہر ذی روح کو۔''

شہنشاہ نے فرمایا کہ:۔

''کیا تم اسے ثابت کر سکتے ہو؟''

بیربل نے عرض کیا کہ:۔

''ہاں میں ثابت کر سکتا ہوں۔''

چند دنوں کے بعد بیربل ایک بندر کا چھوٹا بچہ اس کی ماں کے ساتھ دربار میں لایا۔

محل کے باغ کے درمیان میں ایک بڑا تالاب تھا۔ بیربل نے نوکروں کو یہ تالاب خالی کرنے کا حکم دیا۔ اس نے تالاب کے درمیان میں ایک بڑا پول نصب کرنے کے لیے کہا۔ اس کے بعد اس نے بندر اور اس کے بچے کو تالاب میں چھوڑ دیا۔ اور اس کے بعد نوکروں کو تالاب کو آہستہ سے پانی سے بھر دینے کے لیے کہا۔

شہنشاہ اس سارے عمل کو بڑے شوق/ دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ جونہی تالاب میں پانی کی سطح بلند ہونی شروع ہوئی۔ تو بندر پول پر چڑھ گیا اپنے بچے کے ساتھ جو کہ اس کے جسم کے ساتھ چمٹا ہوا تھا۔

آخرکار پانی کی سطح اتنی بلند ہو گئی کہ یہ بندر کی چھاتی تک پہنچ گئی تو بندر نے اپنے بچے کو اپنے ہاتھوں میں اوپر اٹھا لیا اور حفاظت کی خاطر پول کے اوپر کھڑا ہو گیا۔

شہنشاہ نے یہ سب کچھ مشاہدہ کیا اور بلند آواز سے فرمایا کہ:۔

''دیکھو بیربل! وہ کس طرح اپنے بچے کو بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کا بچہ اس کی اپنی زندگی سے بھی زیادہ عزیز ہے۔''

اسی دوران پانی کی سطح اس کی گردن تک پہنچ گئی۔ پانی نے اس کے ناک اور کانوں میں جانا شروع کر دیا۔ یہ ظاہر ہوا گویا کہ وہ ڈوب

جائے گا۔

بندر نے تھوڑی دیر ارد گرد دیکھا پھر اس نے اپنے بچے کو اپنے پاؤں دبا کر وہ اپنے بچے کے اوپر کھڑا ہو گیا اور پانی سے باہر نکلنے کے لیے کوشش کرنے لگا۔

اب دیکھیے عالی جاہ! اپنی جان بچانے کے لیے وہ اپنے بچے کی جان کی بھی پرواہ نہیں کر رہی۔ اس نے اپنے بچے کو اپنے پاؤں کے نیچے دے دیا اور اپنی جان بچائی۔

کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ......

''ہر ایک کو سب سے عزیز اپنی جان ہے۔''

شہنشاہ کو بڑا صدمہ سا پہنچا اور وہ کچھ بھی تبصرہ نہ کر سکا یا کہہ نہ سکا۔ اس نے صرف آرام سے کہا کہ:۔

''بیربل! جو کچھ تم کہتے ہو وہ سچ ہے۔''

''زندگی تمام کو سب سے عزیز ہے۔''

بیربل مسکرا دیا اور نوکروں کو تالاب سے پانی نکالنے کا حکم دے دیا تا کہ بندر اور اس کے بچے کو بچایا جا سکے۔

۞......۞......۞

75-انتقام

(The revenge)

ایک دفعہ شہنشاہ کی عدالت کا قاضی جو کہ بیربل کی شہرت کا حاسد تھا۔اس نے نجات پانے کا فیصلہ کیا۔وہ قریب کے گاؤں میں چلا گیا اور وہاں اسنے بھیس بدلنے کا ہنر ایک ماہر کی سرکردگی میں سیکھ لیا۔کچھ دیر کے بعد وہ اس قدر ہر دلعزیز ہو گیا کہ شہنشاہ اکبر نے اس کو دربار میں بلایا۔اس جھوٹ موٹ کی بھیس میں وہ دربار میں آیا اور کہا کہ:۔

''عالی جاہ!میں شیر کے کرتب عمدگی سے دکھا سکتا ہوں۔''

مگر اصلی صورت کے لیے مجھے ایک آدمی کی ضرورت ہوگی۔جس پر میں حملہ آور ہوں گا۔بہر حال اگر وہ آدمی اپنی جان کھو بیٹھے میرے شیر کی طرح خونخوار کرتب دکھاتے ہوئے۔تو میں معذرت خواہ ہوگا اور مجھے آزاد کر دیا جائے۔شہنشاہ نے اس کی شرط کے ساتھ اتفاق کیا مگر بیربل حیران رہ گیا۔اُس نے اپنے جاسوس اس نئے جھوٹ موٹ کے نقال کے پیچھے بھیجے تاکہ وہ حقائق کا پتہ لگائیں۔جاسوسوں نے بیربل کو مطلع کیا کہ:۔

''نقال کا کردار مشکوک تھا۔''

اگلے روز دربار درباریوں اور مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔تو اچانک شیر کی شکل میں بھیس بدلے وہ شیر کی طرح خونخواری طور پر غراتا ہوا دربار میں داخل ہوا۔اس نقال نے خونخوار شیر کا عمل اس قدر خوبصورتی سے انجام دیا کہ بعض درباری ڈر کے مارے مر گئے۔کچھ دیر کے لیے یہ نقال دربار کے اردگرد پھرتا رہا اور پھر اچانک بیربل پر جھپٹا۔

بیربل نے بھی بے بنیاد خوف کا مظاہرہ کیا اور زور سے چیخ ماری بہر حال نقال نے بیربل کے جسم پر اپنے مصنوعی پنجوں سے مضبوطی سے گرفت لینی شروع کی۔بیربل کے کپڑے پھٹ گئے مگر چونکہ بیربل نے لوہے کی زرہ بکتر پہنی ہوئی تھی جس کی وجہ وہ نقال اس کو زخمی نہ کر سکا۔شہنشاہ نقال کے خوفناک کرتب سے بہت خوش ہو رہا تھا۔اس نے بیربل سے فرمایا کہ:۔

''بیربل!نقال کو دیکھنے کا بہتر تجربہ ہے۔دوسرے کی نسبت دربار میں۔تم مجھے بتاؤ کہ اس کو کیا انعام دیں؟''

عالی جاہ!اس کا کرتب مثالی تھا۔اس لیے کوئی انعام کافی نہیں ہوگا کیونکہ یہ بلا شرکت غیر اس کا کرتب تھا۔یعنی اس نے یہ کرتب اکیلے میں دکھایا کوئی اس کے ساتھ نہ تھا۔پھر بھی اگر نقال سستی کا کردار ادا کرتا اور اچھا کردار ہوتا تو میں آپ سے اس کو دربار میں سینئر وزیر مقرر کرنے کی درخواست کرتا۔

قاضی بڑا خوش تھا اور اس نے خیال کیا کہ اس کے لیے سستی کا کردار ادا کرنا بڑا آسان ہے۔پھر اس کے بعد وہ وزیر بن جاتا ہے۔تو

اس کا خواب بیربل کو نیچا دکھانے کے لیے بہت آسان ہو جائے گا۔ اگلے دن وہ نقال ساسی کے بھیس میں آیا۔

''اپنے مردہ خاوند کی چتا میں داخل ہونے کے لیے۔''

دراز بال پھیلائے۔ اپنے چہرے پر بندھیا (تلک) لگائے ہوئے شادی کے زیورات اپنے گردن میں لگائے ہوئے آہستگی سے چلتے ہوئے آیا۔ وہ ستی کی طرح نظر آتا تھا۔ دربار میں پر ہر حاضر اس نقلی بھیس کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔

مگر بیربل نے کہا کہ:۔

''عالی جاہ! اب نقال اصلی چلتی چتا میں نہ بیٹھے اس وقت تک یہ کردار نامکمل اور نقلی ہے۔''

''دیکھیے میں نے قریب ہی چتا کا بھی انتظام کیا ہے۔''

قاضی یہ جان کر ڈر گیا کہ چتا اس نے تیار کر رکھی ہے۔ لیکن اگر وہ ناکام ہو گیا۔ تو شہنشاہ اس کو سخت سزا دے گا۔ اس نے اپنے آپ میں خیال کیا کہ اب موت کا مقابلہ کرنا عزت کے ساتھ بہتر ہے کہ بعد میں شرم کی زندگی جینے سے وہ چتا پر چڑھ گیا اور جل کے راکھ ہو گیا۔

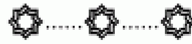
شہنشاہ بیربل سے بڑا ناراض ہوا اور اس نے فرمایا کہ:۔

''بیربل! تم نے کیا کیا؟''

پھر بیربل نے شہنشاہ سے اس نقال کی اصل صورت حال کی وضاحت کی اور کہا کہ:۔

عالی جاہ! اس کی نقل کو اصل رنگ دینے کے لیے اگر وہ مجھے مار دیتا تو آپ پھر خوش ہو جاتے؟

شہنشاہ نے بیربل کی ذہانت کی تعریف کی۔



76- تین مجسمے

(The three statues)

بیربل کی چالاکی اور عقل کی شہرت ساری دنیا میں پھیل چکی تھی۔ جب شاہ ایران نے اس کے بارے میں سنا تو اس نے بیربل کی عقل اور ذہانت کی آزمائش کرنے کا خیال کیا۔

اس لیے اس نے تین مجسمے جو کہ واضح شکل، سائز اور رنگ کے تھے۔ اکبر شہنشاہ کو بھیجے۔ اس پیغام کے ساتھ۔

''کہ یہ تین نمایاں مجسمے ہیں۔ ان کی شناخت کی آزمائش ہے۔ بہترین وہ ہے جو ہر لحاظ سے اچھا ہے۔''

اور وہ جو بدترین ہے۔ براہ کرم ان کے درجات کے مطابق شناخت کریں اور مجھے سلپ کے ساتھ واپس روانہ کریں۔ ''اس کا مقام/ درجہ کی وضاحت کرتے ہوئے۔ ناکامی کی صورت میں اس مقابلے میں تمھیں اپنی شکست کو تسلیم کرنا ہوگا۔''

یقیناً یہ چیلنج تھا۔ مجسمے بڑے حیران کن تھے۔ ہر لحاظ سے اور ہر باریک تفصیل کے لحاظ سے۔ اب ان میں سے بہترین کا تلاش کرنا اور کونسی بدترین تقریباً ناممکن تھا۔

تمام درباری بالکل پریشان تھے۔ شہنشاہ خود بھی بڑا فکر مند تھا۔ آخر کار بیربل کو شہنشاہ نے بلایا اور اس عجیب پیغام کے بارے میں اس کو آگاہ کیا۔

بیربل نے مجسموں کا معائنہ کیا اور عرض کیا کہ:۔

''عالی جاہ! میں کل جواب دوں گا۔''

اگلے دن بیربل تین سلپوں کے ساتھ آیا جو کہ بہترین، مناسب اور بدترین پڑھی گئیں۔ شہنشاہ بالکل خوش تھا اور دریافت کیا کہ:۔

''مجھے بتاؤ کہ تم نے کیسے بہترین، مناسب اور بدترین تینوں کی تلاش کی۔''

بیربل نے وضاحت کی:۔

''عالی جاہ! میں نے غور سے تینوں مجسموں کا معائنہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ ہر مجسمے میں ایک چھوٹا یا معمولی سوراخ ہے دائیں کان کے اندر کی طرف۔''

شہنشاہ نے تجسس سے دریافت کیا کہ:۔

اچھا! تم کو مزید کیا کرنا ہے؟''

میں نے اس باریک سوراخ سے ایک تار گزاری۔ پہلے مجسمے میں تار اس کے منہ سے نکل آئی۔

دوسرے مجسمے میں اس کے دوسرے کان سے نکل آئی۔

مگر تیسرے میں تار اُن کے معدے میں چلی گئی اور وہاں جا کر رک گئی۔اس سے ظاہر ہوا کہ:۔

پہلا مجسمہ بدترین تھا۔

دوسرا مجسمہ مناسب تھا۔

تیسرا مجسمہ تینوں میں سے اچھا تھا۔

بیربل نے جواب دیا۔

شہنشاہ نے دریافت کیا کہ:۔

''لیکن اب تار کا ایک ٹکڑا مجسمے کی قدر و قیمت کا تعین کر سکتے ہیں؟''

تمام درباری بالکل ہی پریشان نظر آتے تھے۔تب بیربل نے وضاحت کی کہ:۔

دیکھئے! معزز حضرات! یہ تار پہلے مجسمے کے منہ سے باہر نکلی ہے۔اس کا یہ مطلب ہے کہ ایک آدمی جو باتیں کرتا رہتا ہے وہ بیوقوف ہے۔

ایسے لوگ کبھی اپنے پاس نہیں رکھتے جو لوگ اپنے سب سے بُرے ہوتے ہیں۔

اب دوسرے مجسمے کے بارے میں بات کرتے ہوئے لوگ اس کان سے سنتے ہیں اور دوسرے سے نکال دیتے ہیں۔یہ دوسرے مجسمے کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے یہ لوگ دوسروں پر تنقید نہیں کرتے وہ مناسب اچھے لوگ ہیں اور تیسرا مجسمہ سب سے بہترین ہے۔تار ان سے باہر نہیں نکلتی۔اس کا مطلب کہ یہ لوگ دوسروں کی بات سنتے ہیں اور جو کچھ وہ سنتے ہیں اس کو جذب کر لیتے ہیں اس کو دوسرے تک نہیں پہنچاتے (وہ چغلخور نہیں ہیں) یہ تمام خوبی ظاہر کرتی ہے کہ اگرچہ ویسے ہی ہیں مگر ان کی قوت ان کے کردار اور عمل پر منحصر ہے۔

درباریوں نے بلند آوازی سے کہا کہ:۔

بہت سچ۔

شہنشاہ نے فرمایا کہ:۔

''ہاں حقیقت ہے بیربل ہے۔''

''میں آپ کے انسان کردار کے بارے میں علم کی وضاحت کا یقینی معترف ہوں۔''

پھر اس کے بعد وہ مجسمے واپس شاہ ایران کو بہترین مناسب اور بدترین سلپ کے ساتھ روانہ کر دیے گئے۔شاہ ایران نے تعریفی خط شہنشاہ اکبر کو لکھا۔اُس نے فراخدلی سے بیربل کی بھی بہت تعریف کی اور بیربل کو انعام کے طور پر سنہری مجسمہ بھیجا۔

77- سنہری سکوں کا تھیلا

(The bag of gold coins)

مسلمان بیوہ جو کہ دہلی شہر میں رہتی تھیں اس نے ایک مرتبہ مکہ جانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے اپنی تمام قابل قدر چیزیں اور سنہری سکے وغیرہ فروخت کر دیے اور اس نے تمام سکوں کو اپنے تھیلے میں رکھ لیا اور اس کا منہ سختی سے کر دیا۔ روانہ ہونے سے قبل وہ سٹی قاضی کے پاس گئی اور اس کو اپنا کہا کہ سکوں کا تھیلا دینے سے بند (مہر لگا دی)

''قاضی! میں مکہ معظمہ حج کرنے کے لیے جا رہی ہوں۔ میں یہ تھیلا آپ سے لوں گی جب میں واپس آؤں گی تو بہر حال اگر میں واپس نہ آ سکی اور مر گئی وہاں تو براہ کرم میری رقم ضرورت مندوں اور غرباء میں تقسیم کر دینا۔''

کئی ہفتے گزر گئے تو وہ بیوہ نظر نہ آئی۔ قاضی نے بھی اس کے بارے میں کوئی فکر مندی کا اظہار نہ کیا۔ اس نے تھیلے میں سے ایک چھوٹا سا سوراخ کر دیا اس نے اس سوراخ سے تھیلے کے اندر سونے کے سکے پڑے ہوئے دیکھے۔ قاضی اس قدر لالچی تھا کہ اس نے تھیلے میں سے تمام سونے کے سکے نکال کر اس کے اندر پتھر بھر دیے۔ پھر اس نے احتیاط سے سوراخ کو بند کر دیا اور اس طرح اس کو واپس رکھ دیا۔

چند ہفتوں کے بعد بیوہ حج سے واپس لوٹی تو قاضی نے اس کا تھیلا واپس کر دیا۔ وہ اپنا تھیلا خوشی خوشی لے گئی اور قاضی کا شکریہ ادا کیا۔ مگر گھر جا کر جب اس نے مہر کو توڑا۔ تو اس کو بڑا دکھ ہوا کہ تھیلا سونے کے سکوں کی بجائے پتھروں سے پُر تھا۔ وہ اپنی آنکھوں پر یقین نہ رکھتی ہوئی قاضی کے پاس گئی۔ اس نے رونا شروع کیا اور کہا کہ:۔

''اوہ جناب! کم از کم مجھے آدھے سونے کے سکے مجھے واپس کر دیں جو آپ نے میرے تھیلے سے نکالے ہیں۔''

مگر قاضی نے بالکل انکار کر دیا تھیلے میں سونے کے سکوں کے بارے میں۔ جب اس عورت نے اصرار کیا تو اس نے اس کو ملامت کرنا شروع کیا اور اس کو جیل میں بند کر دینے کی دھمکیاں دینے لگا۔ بے یار و مددگار بیوہ عورت شہنشاہ کی عدالت میں انصاف کے لیے گئی۔ شہنشاہ نے قاضی کو بلایا اور اس نے تحقیق کی۔ تو قاضی نے عرض کیا کہ:۔

''میں نے اس کو سر بمہر تھیلا واپس کر دیا تھا۔ اصلی حالت میں۔ جیسے کہ اس نے مجھے دیا تھا۔''

اس کے بعد شہنشاہ نے بیوہ سے پوچھا کہ:۔

''مجھے بتائیں کیا یہ سچ ہے کہ تم نے اپنا تھیلا بمہر شدہ اصلی حالت میں واپس لے لیا تھا۔''

بیوہ عورت نے عرض کیا کہ:۔

''ہاں بے شک عالی جاہ! تھیلا مہر شدہ تھا مگر اس کے اندر پتھر تھے۔ میں ایک غریب اور بوڑھی بیوہ عورت ہوں۔ میں کیوں جھوٹ بولوں گی۔''

''شہنشاہ اب سمجھ گیا کہ اب معاملے میں کچھ گڑ بڑ ہے۔''

اس نے تھیلے کو منگوایا اور اس نے غور سے اس کا معائنہ کیا۔ پھر اس نے بیوہ کو دس دن کے بعد آنے کا حکم دیا۔

اس دوران شہنشاہ نے ایک چالاک منصوبہ سوچا۔ اس نے خفیہ طور پر اپنے بستر کے کور (Couer) کا ٹکڑا کاٹا۔ صبح کے وقت جب نوکروں نے دیکھا بیڈ کور میں ٹکڑا دیکھا تو وہ بڑے حیران ہوئے۔ انھوں نے شہر کے مشہور رفوگر کو بلایا اور بستر کے کور کو رفو کروا دیا۔ رات کے وقت شہنشاہ نے دیکھا کہ بیڈ کور بڑی احتیاط سے رفو ہو چکا ہے۔ یہ کسی ماہر کا کام ہے۔ یہ اس قدر ماہرانہ طور پر ہوا تھا کہ یہ معلوم کرنا ناممکن تھا کہ یہاں سے بسترہ کاٹا گیا تھا۔ شہنشاہ نے اپنے نوکر کو بلا بھیجا اور اس نے فرمایا کہ:۔

''صبح کے وقت بستر کے اندر سوراخ تھا۔ اب وہ غائب ہو چکا ہے؟''

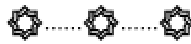
نوکر خوف زدہ ہو گیا۔ اس نے شہنشاہ کو سچ بتا دیا تو شہنشاہ نے رفوگر کو بلا لیا۔ جب رفوگر شہنشاہ کے پاس آیا تو اس سے بادشاہ نے فرمایا کہ:۔

''مجھے بتاؤ کہ کیا تم نے چھوٹے بیگ کو بھی چند دن پہلے رفو کیا تھا؟''

رفوگر نے جواب میں عرض کیا کہ:۔

''ہاں عالی جاہ! قاضی میرے پاس آیا تھا زر کا تھیلا رفو کرانے کے لیے اور تھیلا چھوٹے پتھروں سے بھرا ہوا تھا۔ اور اس کے اندر سوراخ تھا۔''

شہنشاہ نے فوری طور پر بیوہ کو طلب فرمایا اور قاضی کو بھی۔ قاضی رفوگر کو دیکھ کر خوفزدہ ہوا۔ اس نے اقبال جرم کر لیا اور تمام سونے کے سکے بیوہ کو واپس کر دیے۔ شہنشاہ نے قاضی کو اپنے عہدے سے ہٹا دیا اور اس کو دس کوڑوں کی سزا کا حکم صادر فرمایا۔



78- جنت کا راستہ

(The way to heaven)

تقریباً تمام درباری شہنشاہ اکبر کے دربار کے بیربل سے حاسد تھے۔ اور اس سے نجات حاصل کرنے کے موقع کی تلاش میں تھے۔ اگر چہ وہ اس کوشش میں اکثر ناکامی کا منہ دیکھ چکے تھے مگر ان کے ارادے بیربل کو ہٹانے کے مضبوط تھے۔

ایک مرتبہ انھوں نے بیربل کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا۔ ایک حجام جس کا نام نسیم تھا وہ شہنشاہ کے ہاں اچھی شہرت کا مالک تھا۔ تمام درباریوں نے اس نسیم حجام کو اس مقصد کے لیے استعمال کرنے کے لیے فیصلہ کیا۔ اس کے مطابق انھوں نے اس کے سامنے اپنا مقصد بیان کیا۔ ایک دن جبکہ وہ شہنشاہ اکبر کی داڑھی بنا رہا تھا تو حجام نے کہا کہ:۔

''آج مجھے آپ کا باپ یاد آیا۔ وہ مجھ سے میرے کام پر بڑا خوش ہوتا تھا۔ میں نے اس کی بیس سال تک خدمت کی مگر پھر بھی وہ مجھ سے کبھی ناراض نہ ہوا۔ اس کی موت کو بھی کئی سال گزر چکے ہیں۔ آپ اس کی خیریت کے بارے میں کیوں نہیں دیافت کرتے؟''

شہنشاہ نے فرمایا کہ:۔

''مردہ کے بارے میں کیسے تحقیقات کی جائیں؟''

کیا ہم جنت میں پیغام رساں کو بھیج سکتے ہیں؟ ہاں عالی جاہ! مجھے یقین ہے کہ بیربل یہ کام کر سکتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ برہمن جنت میں جاتے ہیں اور یوگا کی طاقت سے واپس آتے ہیں۔ میں آپ کو طریقہ عرض کرتا ہوں۔ ایک چتا مردہ سوز زمین میں جلائی جائے اور بیربل کو اس کے اندر بیٹھنے کو کہا جائے یا بٹھا دیا جائے اور وہ منتر پڑھے۔ بیربل آہستگی سے آسمان کی طرف چڑھ جائے گا۔ دھوئیں اور شعلوں کے ساتھ مہاراج! براہ کرم بیربل کو اپنے والد کی خیریت معلوم کرنے کے لیے بھیجیں ہر حال میں جو کچھ بھی ہو تمھیں یہ کرنا چاہیے۔ یہ میری مخلصانہ درخواست ہے۔''

اس کے مطابق یہ تمام شہنشاہ نے بیربل سے فرمایا تو بیربل نے اس کام کے لیے پچاس ہزار سونے کے سکوں کا مطالبہ کیا اور تین ماہ کا درمیانی وقفہ۔ اس دوران میں بیربل خفیہ طور پر زیر زمین سرنگ کھودے گا مردہ سوز جگہ سے قریبی پہاڑی تک تین ماہ کے ختم ہونے پر بیربل شہنشاہ کے پاس گیا اور اس کو عرض کیا کہ:۔

''میں جنت میں جانے کے لیے تیار ہوں۔''

جیسا کہ توقع تھی۔ چتا تیار کی گئی تھی۔ سرنگوں کے عین منہ پر۔ آخری دیدار پر۔ بیربل چتا میں لیٹ گیا۔ شہنشاہ کی موجودگی میں اور دوسرے درباریوں کی موجودگی میں چتا جلائی گئی مگر بیربل نے پیشگی گیلی لکڑیوں کا انتظام کیا تاکہ لکڑی چتا کے لیے دھواں دار ہوں۔ اس وجہ سے بہت

سادھواں پیدا ہوا جب چتا کو آگ لگائی گئی۔ دھوئیں کی وجہ سے جنازہ کو دیکھنے والوں کی آنکھوں کو بھی تکلیف ہوئی۔ تمام نے اپنی اپنی آنکھیں ملنی شروع کر دیں۔ بیربل اسی دوران سرنگ کے راستے سے غائب ہو گیا۔

حاسد درباری اور حجام بہت خوش تھے کہ انھوں نے بیربل سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے انتظامات کر لیے۔

کافی دنوں کے بعد جب سخت بارش ہو رہی تھی تو بیربل عجیب نما لباس میں دربار میں آیا۔ جب شہنشاہ کو علم ہوا کہ بیربل واپس آ گیا ہے وہ فوری طور پر اس کی عزت واحترام کے ساتھ استقبال کے لیے گیا۔

اس نے بیربل کے سفر کے بارے دونوں اطراف سے دریافت کیا اور اپنے باپ کی خیریت کے بارے میں بھی۔ پھر بیربل نے کہا کہ:۔

مہاراج! جنت ایک بڑی شاندار جگہ ہے۔ کیسا خوشگوار موسم وہاں تھا۔ جس سے لوگ لطف اندوز ہو رہے تھے۔ وہاں آرام وسکون ان کا گھر تھا۔ میں نے واپس نہ آنے کا خیال کیا۔ اس موت کی دنیا میں۔ مگر تمھارے باپ کے زوردار اصرار پر مجھے وہاں سے واپس آنا پڑا۔ اس کو جنت میں ایک مسئلہ درپیش ہے۔ آپ کے حجام کریم کا باپ وہاں تھا۔ وہ آپ کے باپ کی حجامت ماہرانہ انداز میں کرتا ہے۔ مگر آپ کا باپ اس کے طریقہ کار کو برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ ہمیشہ کریم کو یاد کرتا ہے۔ اس نے مجھے کہا ہے کہ:۔

''اچھا حجام جنت میں بھیجیں۔''

اس لیے میں تجویز دوں گا کہ:۔

''آپ ایک چتا کا انتظام مردہ سوز جگہ پر کریں اس جگہ پر جو میں نے منتروں سے پاک کی ہے اور کریم کو جنت میں باپ کی خدمت کے لیے بھیجیں۔''

شہنشاہ نے بیربل کے خیال کو پسند کیا۔

لہٰذا کریم کو مردہ سوز جگہ پر لے جایا گیا بڑی شان کے ساتھ اس کی چتا پر گھٹنے اُٹھا کر بیٹھا دیا گیا اور چتا کو جلایا گیا۔ بڑے مختصر سے وقت میں جل کر راکھ ہو گیا۔

بیربل کے رقیب اس واقعہ سے اس قدر خائف ہوئے کہ دوبارہ انھوں نے اسے نقصان پہنچانے کی کبھی جرأت نہ کی۔



79- گویا فقیر

(The singing fakir)

ایک مرتبہ ایک بزرگ فقیر گھومتا پھرتا شہنشاہ اکبر کے محل میں آیا اور اس کے منڈیر پر بیٹھ گیا۔ وہ دعائیں کر رہا تھا اور گانا گا رہا تھا۔ کئی گھنٹے گزر گئے مگر اس نے جانے کا نام نہ لیا نوکروں نے اس کو محل سے چلے جانے کو کہا مگر اس نے ان کی بات نہ سنی۔ چونکہ وہ فقیر تھا۔ اس لیے اس کو محل سے نکالنے کے لیے طاقت کا استعمال بھی ممکن نہ تھا۔ نوکر سوچ رہے تھے کہ اس سے کیسے نجات حاصل کی جائے۔ اس کو کس طرح یہاں سے بھیجا جائے؟ اسی دوران شہنشاہ محل میں پہنچا۔ اور فقیر سے نرمی سے درخواست کی کہ:۔

''اوہ پاک جناب! یہ محل ہے نہ کہ دھرم شالا۔ آپ کو غلطی لگی ہے اگر آپ کا خیال ہو کہ تم ہر جگہ بیٹھ سکتے ہو جہاں مناسب جانو اور مراقبہ کرو۔''

فقیر نے شہنشاہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور آہستگی سے پوچھا۔

''عالی جاہ! آپ سے پہلے اس محل میں کون رہتا تھا؟''

شہنشاہ اکبر نے جواب دیا کہ:۔

''پہلے میرا دادا یہاں رہتا تھا۔ اس کے بعد میرا باپ قابض تھا اور اب میں رہتا ہوں۔ اور میرے بعد اللہ کی مہربانی سے میرے بیٹے اور میرے پوتے بھی یہاں قیام کریں گے۔''

فقیر نے بلند آواز سے کہا کہ:۔

''اس کا مطلب ہے کہ ایک آدمی آتا ہے اور دوسرا جاتا ہے۔ کیا پھر یہ دھرم شالا نہیں ہے؟''

''یہ دنیا ہی دھرم شالا ہے۔ ہم سب مہمان کی طرح ہیں۔ ہم تھوڑے عرصے کے لیے قیام کرتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں'' اور پھر دوسرے لوگ ٹھہرنے کے لیے آجاتے ہیں۔ یہ کہنا بالکل بے معنی ہے کہ:۔

''یہ میرا گھر ہے اور وہ آپ کا ہے۔''

''تم بیوقوف ہو اصل میں جو یہ فخر کرتے ہو کہ یہ میرا محل ہے۔''

شہنشاہ فقیر کے سامنے خاموش رہا۔ فقیر بڑا ہی معلوماتی تھا۔ اس وقت فقیر نے اپنی نقلی داڑھی ہٹا دی اور غائب ہو گیا۔ حقیقت میں وہ بیربل تھا ایک فقیر کے بھیس میں شہنشاہ بیربل سے بہت خوش ہوا اور اس کی فراخدلی سے تعریف کی۔

✿.........✿.........✿

80-دماغ میں کیا ہے؟

(What is in the mind?)

ایک دفعہ شہنشاہ نے اعلان کیا کہ:۔

''میں جاننا چاہتا ہوں اگر ایسا ہے جو دوسروں کے خیالات کا مطالعہ کر سکتا ہو۔''

اگر کوئی ایسا ہو جو یہ کر سکتا ہو تو اس کو دس ہزار سنہری سکوں کا انعام دیا جائے گا۔''

فوری ماہر فلکیات اور قسمت کا حال بتانے سے پورے ملک والوں سے اکبر شہنشاہ کے دربار کا انعام حاصل کرنے کے لیے رخ کر لیا۔مگر درباریوں نے انھیں حاصل نہ کرنے دیا۔جب کبھی مقابلہ جیتنے والا صحیح بتاتا جو کچھ دوسرا آدمی سوچ کر رہا تھا تو متعلقہ آدمی انکار کر دیتا۔یہ کہتے ہوئے کہ:۔

''وہ کچھ اور سوچ رہا تھا۔''

آخر کار ایک غریب برہمن ملک کے دور دراز حصے سے پہنچا۔وہ دوسروں کے ذہن کا مطالعہ کرنے میں ماہر تھا،مگر جب وہ دہلی پہنچا۔اسے معلوم ہوا کہ درباری مکاری سے حقائق سے انکاری ہوتے ہیں۔تو اس نے اس معاملے میں بیربل سے مدد لینے کا فیصلہ کیا۔بیربل نے برہمن کو کوئی مشورہ دینے سے پہلے اس کا علم اور مہارت کی آزمائش کی پھر اس نے اس کو کہا کہ:۔

''میں آپ کو ایک خیال دیتا ہوں۔''

برہمن نے بیربل کی تجویز کو غور سے سنا پھر وہ دربار میں آیا اور اس نے شہنشاہ کو اپنی آمد کا مقصد واضح کیا۔شہنشاہ نے ایک درباری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دریافت کیا کہ مجھے بتائیں کہ یہ آدمی اس وقت کیا سوچ رہا ہے؟'' برہمن مسکرایا اور کہا کہ:۔

''کیوں صاحب یہ آدمی؟''

مجھے اس دربار میں ہر شخص کے بارے میں بتانا چاہیے کہ وہ کیا سوچ رہا ہے اور صرف واحد ایک جواب ہے۔

شہنشاہ نے خیال کیا کہ برہمن بہت ہوشیار بننے کی کوشش کر رہا تھا اس نے اس کو ایک سبق سکھانے کا فیصلہ کیا۔شہنشاہ نے فرمایا کہ:۔

''مجھے بتائیں کہ ہر آدمی کا خیال ایک جواب۔''

بہر حال اگر تمہارا جواب غلط ثابت ہوا تو میں تجھے قید کر دوں گا۔برہمن مسکرایا اور اس نے جواب دیا کہ:۔

مجھے اتفاق ہے عالی جاہ!اس دربار میں ہر درباری کے ذہن میں صرف ذہن میں ایک ہی خیال ہے اور وہ ہے۔

''شہنشاہ دراز عمر ہو اور اس کی سلطنت ہمیشہ کے لیے بامراد ہو اور فروغ پائے۔''

آپ درباریوں سے پوچھیں جو کچھ میں نے کہا ہے صحیح یا غلط ہے؟''

اب کس درباری میں جرأت ہے کہ وہ کہے جو کچھ برہمن نے کہا ہے غلط ہے یا سچ نہیں ہے؟

شہنشاہ خود بھی برہمن کے چالاکی کے جواب سے بہت خوش ہوا۔ اس نے ایک دوسرا سوال برہمن کو کہا۔ اب مجھے بتائیں کہ:۔

''میں کیا سوچ رہا ہوں۔''

برہمن نے جواب دیا کہ:۔

''عالی جاہ سوچ رہے ہیں کہ تمام میرے آباؤ اجداد کو جنت حاصل ہو۔''

شہنشاہ یہ سن کر بڑا خوش ہوا۔ اس نے برہمن کو دس ہزار سنہری سکوں کا انعام دیا۔

81- دیے تلے اندھیرا

(Dark below the lamp)

ایک دفعہ شہنشاہ اور بیربل محل کی بالکونی میں بیٹھے تھے اور سورج کے طلوع ہونے کا نظارہ کر رہے تھے۔ سورج کی شعاعیں دریائے جمنا کے چمکتے پانی پر پڑتی ہوئی اسے سنہری بنا دیتی تھیں۔ شہنشاہ ہر روز یہ قدرتی منظر کا نظارہ کرتا تھا۔ آج بیربل بھی شہنشاہ کے ساتھ یہ نظارہ کر رہا تھا۔

اچانک ان کی توجہ بلند آوازی سے تبدیل ہوگئی۔ انھوں نے دیکھا کہ چند چور چند مسافروں کو لوٹنے کے لیے بھاگ رہے ہیں اور غریب مسافر اس غم کی وجہ سے چیخ رہے تھے۔

''شہنشاہ نے اپنے محافظ کو چوروں کو پکڑنے کا حکم دیا مگر چور پہلے ہی غائب ہو گئے تھے تو محافظ خالی ہاتھ واپس لوٹا۔ شہنشاہ سپاہی کو خالی ہاتھ واپس آتے ہوئے دیکھ کر بڑا غضبناک ہوا۔ اس سے کیا زیادہ برائی ہوسکتی ہے کہ شاہی محافظ چوروں کو نہیں پکڑ سکا جنھوں نے محل کے قریب ہی راہ گیروں کو لوٹ لیا؟''

شہنشاہ خوفناک انداز میں برس رہا تھا تو اس نے بیربل سے پوچھا کہ:۔

''بیربل! یہ سب جو کچھ واقع ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا نظام بہتر نہیں ہے۔''

کیا یہ باعث شرم نہیں ہے؟ ایک عام آدمی شہنشاہ کے سامنے لوٹا جا رہا ہے اور شہنشاہ اس کے لیے کرنے سے قاصر ہے ایسا کیوں ہے؟

بیربل نے کہا کہ:۔

عالی جاہ! اگرچہ لیمپ کی روشنی اوپر پھیلتی ہے مگر لیمپ کے نیچے ہمیشہ اندھیرا ہی ہوتا ہے۔ شہنشاہ بیربل کے جواب سے بہت خوش ہوا۔ اس نے مسافروں کی کچھ رقم اور کپڑے دے کر تلافی کی۔ اس نے ان کی حفاظت کے لیے محافظ بھی روانہ کیے تاکہ حفاظت کے ساتھ ان کو گھر تک پہنچا کر آئیں۔



82-دگنا نقصان

(Double loss)

ایک غریب عورت نے تھوڑی رقم بچانے کے انتظامات کیے تاکہ اس کے بڑھاپے کی عمر میں اس کے مشکل وقت میں کام آئے۔

چند سالوں کے بعد گاؤں کے چند لوگوں نے حج پر جانے کا ارادہ کیا تو وہ عورت بھی ان کے ساتھ شامل ہوگئی۔ مگر وہ پریشانی میں مبتلا ہوگئی اس رقم کے بارے میں جو اس نے کئی سالوں میں بچائی تھی یا جمع کی تھی۔ اس رقم کو ساتھ لے جانا کسی بھی صورت میں ممکن نہ تھا۔

اس گاؤں میں ایک گوشہ نشین رہتا تھا۔ عورت کو یقین تھا کہ یہ اس کی رقم اس پاک آدمی کے ہاتھ میں محفوظ رہے گی۔ لہٰذا وہ اس کے پاس گئی اور اس کو اپنا مسئلہ بیان کیا۔ اس درویش گوشہ نشین نے اس کی بات سنی اور کہا کہ:۔

''اوہ خاتون! تم مجھے اس دنیاوی چیز میں کیوں باندھ رہی ہو؟''

تم اپنا خود اس کا بندوبست کرو۔

گوشہ نشین کے دلائل سے عورت کو یقین آ گیا کہ وہ صحیح آدمی کے پاس آ گئی ہے۔ اگلے روز وہ گوشہ نشین کے پاس رقم کے ساتھ گئی۔ گوشہ نشین نے اس سے رقم لینے سے انکار کر دیا اس نے کہا کہ:۔

''میں تمہاری رقم کو ہاتھ تک نہیں لگاؤں گا۔ تم اپنے ہاتھوں سے اس کو اس کونے میں برتن کے اندر دفن کر دو۔''

تو عورت نے Ashram کے ایک کونے میں گڑھا کھودا اور برتن کو دفن کر دیا۔ اور وہ اطمینان سے حج کے لیے چلی گئی۔ چند ہفتوں کے بعد وہ گھر واپس لوٹی تو وہ اس گوشہ نشین کے پاس گئی اور اس رقم کے بارے میں دریافت کیا تو اس گوشہ نشین نے کہا کہ:۔

''مجھے آپ کی رقم کے ساتھ کوئی سروکار نہیں۔ آپ اس کو خود تلاش کریں۔''

عورت Ashran کے کونے میں گئی۔ اس جگہ کو کھودنا شروع کیا مگر وہ وہاں برتن کو نہ پا کر بڑی افسردہ ہوئی وہ یقین نہ کرتی تھی کہ اس کی محنت کی کمائی ضائع ہو جائے۔ وہ بڑے غموں میں ڈوب گئی۔ بہر حال اس نے گوشہ نشین کو نقصان کے بارے میں کچھ نہ بتایا کیونکہ اس درویش سے پہلے ہی عورت کو آگاہ کر دیا تھا کہ اس کو اس کی دولت کے ساتھ کوئی سروکار نہیں ہے۔

تو وہ غریب عورت اپنے گھر واپس افسردہ اور غم کی حالت میں چلی گئی۔

بہر حال وہ کافی سوچ و بچار کے بعد بیربل کے پاس گئی اور اس کو سارا قصہ سنایا۔ بیربل نے بڑی غور سے اس سے بات سنی اور اس کو اگلے روز آنے کے لیے کہا۔ اسی دوران بیربل نے اپنے نوکروں میں ایک نوکر کو قیمتی ہیروں کا ڈبہ بھی دیا اور اسے کہا کہ:۔

تم اس گوشہ نشین کے پاس جاؤ اور اس کو بتاؤ کہ یہ جواہرات تمھارے بھائی نے دیے ہیں جو کہ غیر ملک میں گیا ہے۔تو تین چار دنوں کے بعد واپس آجائے گا۔مگر جیسا کہ آپ کو ضروری کام ہے تو تم چلے جانا۔آخر میں اس سے کہتا کہ اب ان قیمتی جواہرات کو اپنے پاس رکھ لو۔''

اس کے بعد بیربل نے اس عورت کو بلایا اور اس سے کہا کہ:۔

''جب تم کو کوئی پیغام رساں ملے اور گوشہ نشین باتوں میں مصروف ہو تو اس کی جھونپڑی میں داخل ہو جاؤ اور اس سے اپنی رقم کا مطالبہ کرو۔''

بیربل کی ہدایات کے مطابق نوکر ہیرے کے صندوقچہ کے ساتھ اس درویش کے پاس گیا اور اس سے پوری کہانی بیان کی۔ پہلے تو اس درویش نے اپنے پاس جواہرات رکھنے سے انکار کر دیا۔اس نے بہت سے انکار کے بہانے اور نارضامندی کے سبب پیش کیے۔اسی وقت جیسا کہ پہلے فیصلہ ہوا تھا وہ عورت وہاں پہنچی اور اس نے اپنی رقم کا مطالبہ کر دیا۔درویش اس کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا کہ اگر نوکر کو اس کی کہانی کا علم ہو گیا جو وہ یقیناً جواہرات کا صندوقچہ گم کر دے گا۔لہٰذا اس نے عورت سے نرمی سے بات کی کہ:۔

''اوہ میری بہن! یہ بڑی اچھی بات ہے کہ تم یہاں آئی ہو۔تم وہ جگہ بھول چکی ہو جہاں تم نے برتن کو دفن کیا تھا اور بلاوجہ مجھے الزام دے رہی ہو؟''

کہ گوشہ نشین کے اس تبدیل شدہ کردار کو دیکھ کر بڑی پریشان ہوئی۔اس کے بارے میں اور درویش نے مزید کہا کہ:۔

''صحیح جگہ پر رقم کو تلاش کریں اور اس کی طرف پتھر سے اشارہ کیا۔''

عورت نے وہ جگہ کھودنی شروع کر دی۔اس نے وہ رقم لی اور سیدھی بیربل کے پاس گئی۔جب بیربل نے دیکھا کہ عورت نے اپنی گمشدہ رقم حاصل کر لی ہے تو اس نے ایک دوسرا پیغام رساں گوشہ نشین کے پاس بھیجا۔پیغام رساں فوری طور پر اس کی جھونپڑی میں گیا اور پہلے پیغام رساں نے پہلے پیغام رساں کو کہا کہ:۔

''تمہارا بھائی اچانک غیر ملک سے واپس آ گیا ہے اور وہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔''

پہلے پیغام رساں نے کہا کہ:۔

''اب میری پریشان فرو ہو گئی ہے۔''

اور جواہرات کی صندوقچی کو وہاں سے اٹھاتے ہوئے۔جھونپڑی سے باہر نکل گیا۔



83-بدشگون چہرہ
(The unlueky face)

دہلی کے شہر میں ایک برہمن رہتا تھا۔لوگوں کا اس کے بارے میں خیال تھا کہ اگر کوئی اس کا چہرہ صبح کے وقت دیکھ لے تو اس کا سارا دن بدحالی میں گزرے گا۔اور چند ایسے توہماتی واقعات بھی ہو گزرے۔

جب شہنشاہ کو لوگوں کے تصور کے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے حقائق تلاش کرنے کا فیصلہ کیا تو ایک رات اس نے دیکھا کہ برہمن اپنے سونے کے کمرے میں سویا ہوا ہے اور اس نے برہمن کے چہرے کو دیکھا علی الصبح پہلے۔دوپہر تک ہر ایک کام ٹھیک ٹھاک ہوا مگر بعد از دوپہر جونہی وہ دوپہر کے کھانے کے لیے بیٹھا تو اتفاق سے اوپر سے کھانے کی پلیٹ میں چھت سے ایک چھپکلی گر گئی تو شہنشاہ اٹھ گیا اور کہا کہ:۔

''لعنت ہے میں نے وہ منحوس چہرہ برہمن کا دیکھا تھا جس کی وجہ سے میرا کھانا خراب ہو گیا ہے۔''

شہنشاہ نے دربار منعقد کیا اور فرمایا کہ:۔

''کل صبح اس برہمن کو پھانسی پر لٹکا دو۔''

جب بیربل کو شہنشاہ کے فیصلے کے بارے میں برہمن کے بارے میں علم ہوا تو اس نے نہ صرف اس کو پھانسی سے بچانے کا منصوبہ بنایا بلکہ اس کی غربت سے نکالنے کا بھی سوچا۔

بیربل برہمن سے جیل میں ملا اور اس سے کہا کہ:۔

تجھے پھانسی دینے سے قبل تمہاری آخری خواہش پوچھی جائے گی۔تو تم ان سے کہو جیسے کہ میں تجھے بتاتا ہوں۔پھر اس نے اس کو جو کچھ بتانا تھا بتایا۔اگلی صبح جب برہمن کو پھانسی دینے کے لیے لے جایا جا رہا تھا تو افسران نے حسب معمول اس سے دریافت کیا کہ:۔

''تمہاری آخری خواہش کیا ہے؟''

تو برہمن نے خاموشی سے جواب دیا کہ:۔

''میں لوگوں کو ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔''

''شہنشاہ نے میرا چہرہ (منہ) دیکھا۔صبح کے وقت پہلی چیز اور اس نے اپنا دوپہر کا کھانا چھوڑ دیا۔جب میں نے شہنشاہ کا چہرہ دیکھا صبح کے وقت پہلی چیز۔تو مجھے اپنی زندگی سے ہاتھ دھونے پڑے۔مجھے پھانسی کے لیے لیا جا رہا ہے۔''

لہٰذا میری ہر ایک کے لیے یہ نصیحت ہے کہ وہ شہنشاہ کا چہرہ کبھی نہ دیکھیں علی الصبح۔ورنہ تمھیں بھی اپنی زندگی کو ضائع کرنا ہوگا۔

افسران پریشان ہو گئے۔ بہر حال برہمن کی یہ شہنشاہ کو آخری خواہش کے بارے میں آگاہ کرنا ضروری تھا۔ تو شہنشاہ اس کی آخری خواہش کے بارے میں علم پا کر بڑا غضبناک ہوا۔ اس نے افسران کو حکم دیا کہ:۔

''برہمن کو اس کے سامنے پیش کیا جائے۔''

جونہی برہمن کو شہنشاہ کے سامنے لایا گیا تو شہنشاہ نے فرمایا کہ:۔

''کس نے تمھیں اس طرح بتانے کے لیے کہا تھا؟''

مجھے یقین ہے کہ بیربل ہو گا اور دوسرا کوئی نہیں چونکہ بیربل نے تمہاری جان بچانے کی کوشش کی ہے۔ تو میرے احکامات یقیناً غیر منصفانہ ہوں گے۔ جاؤ اب تم آزاد ہو۔

پھر شہنشاہ نے خزانچی کو بلایا اور برہمن کو مال و متاع کے ساتھ روانہ کیا۔



84- ''آزمودہ را آزمودن''

(Measure for measure)

موسم سرما ختم ہونے والا تھا۔سورج کی شعاعیں گرم اور تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ سارا ماحول خوشگوار تھا۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب شہنشاہ اور بیربل نے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر قدرتی خوبصورتی کو دیکھنا شروع کیا۔قدرتی شان کو دیکھتے ہوئے شہنشاہ نے بلند آواز سے کہا۔

''بھائی پدار سے کہیں شماسٹ''

''شماسیٹ''

ان الفاظ کے دو مختلف معانی ہیں۔

پہلے فارسی زبان میں ہیں۔

''یہ گھوڑا تمھارے باپ کی ملکیت ہے۔''

اور دوسرے معنی یہ تھا کہ:۔

''یہ گھوڑا تمہارا باپ ہے۔''

بیربل فوری طور پر سمجھ گیا کہ شہنشاہ کا کیا کہنے کا مطلب ہے؟اس نے جواب عرض کیا کہ:۔

''ڈادے حضوراسٹ''

جس کا مطلب ہے کہ:۔

''یہ حضور نے دیا ہے یا حضور مالک ہے۔''

شہنشاہ خاموش رہا بیربل نے ادلے کا بدلہ جواب دیا۔



85- سب سے عظیم ترین

(The greatest of all)

ایک دن شہنشاہ نے دربار میں پوچھا کہ:۔

''اس جہاں میں سے عظیم ترین کون ہے؟''

بڑی سوچ و بچار کے بعد کہ شہنشاہ اپنے آپ کو سب سے عظیم ترین قرار دینا چاہتا ہے۔ چند درباریوں نے کہا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ:۔

''ہمارا شہنشاہ سب سے بڑا ہے۔''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

''عالی جاہ! میں ذاتی طور پر محسوس کرتا ہوں بچہ شہنشاہ اکبر سے بڑا ہے۔''

یہ سنتے ہی شہنشاہ اور دور سے درباری فراخدلی سے ہنسے۔ مگر بیربل نے نرمی سے جواب دیا کہ:۔

''میں اس کو ایک یا دو دن میں ثابت کروں گا۔''

دو دن کے بعد بیربل دربار میں بالکل ایک نوزائیدہ بچہ کے ساتھ آیا۔ کون اس نوزائیدہ بچے کو پسند نہیں کرتا۔ شہشاہ نے اس بچے کو شفقت سے اٹھایا اور گود میں لے لیا۔ بچہ بڑا ہی ہنس مکھ تھا۔ کچھ دیر کے بعد بچے نے شہنشاہ کی مونچھیں کھینچنی شروع کر دیں۔ پھر اس نے اس کے کپڑے کھینچنے شروع کر دیے اور کچھ دیر کے بعد اس نے شہنشاہ کو مارا۔

شہنشاہ بچے کی حرکات سے بہت خوش ہو رہا تھا۔ بیربل سے کہا دیکھو بیربل! یہ بچہ کیا کر رہا ہے؟''

''عالی جاہ! ایسے بچے کو سخت سزا دی جائے۔ بیربل نے کہا۔''

شہنشاہ نے کہا کہ:۔

''کہ نہیں تم یہ کس طرح کہتے ہو؟ یہ ایک معصوم بچہ ہے۔ تم بچے کو اس کی معصومانہ حرکات سے کیسے سزا دے سکتے ہو؟''

بیربل نے کہا کہ:۔

عالی جاہ! یہ ہے وہ جو میں کہنا چاہتا تھا اُس دن۔ حتیٰ کہ بڑا بھی ایسی جرأت نہیں کر سکتا۔ مگر اس بچے نے تمہاری مونچھیں کھینچیں اور آپ کو مارا بھی۔ پھر بھی آپ اس کو سزا نہیں دیتے۔ اس سے میرا نقطہ ثابت ہوتا ہے کہ:۔

''بچہ سب سے عظیم ترین ہے۔''

شہنشاہ بیربل کے جواب سے بہت خوش ہوا۔



86- چار چیزیں
(The four things)

ملکہ کے بار بار اصرار اور بسیار تکرار کے بعد سلطنت کی بہتری میں اس نے اپنے ایک بھائی کو چند دن کے لیے وزیر مقرر کیا۔ تاکہ وہ ان کاموں کی دیکھ بھال کرے جن کی دیکھ بھال بیربل کیا کرتا تھا۔

چند دنوں کے بعد ملکہ کے بھائی سے شہنشاہ نے فرمایا کہ:۔

ایک ہفتہ کے اندر میرے پاس یہ چار چیزیں لاؤ۔

i- ذائقہ

ii- حیات بخش شے

iii- بے وفا Trailor یا دغا باز

iv- وفاداری Royality

ملکہ کے بھائی نے ان چاروں چیزوں کی تلاش شروع کر دی۔ مگر وہ ان میں سے کوئی ایک بھی شہنشاہ کو دکھانے کے لیے تلاش نہ کر پایا۔ وہ بڑا پریشان ہو گیا اور اپنی بہن کے پاس آیا اور اس سے ملا۔ اس نے ملکہ سے اپنا مسئلہ بیان کیا۔ اس نے بھی اس پر کافی غور کیا مگر اس مسئلے کا حل نہ نکال سکی پھر اس نے کہا کہ:۔

''دیکھو تم بیربل کے پاس جاؤ اور اس سے مدد طلب کرو۔''

وہ بیربل کے پاس گیا۔ بیربل نے اس کا مسئلہ سنا اور اس سے کہا کہ:۔

''میں آپ کے پاس چاروں اشیاء لاؤں گا۔ مگر تمھیں مجھے چالیس ہزار روپے دینے ہوں گے۔''

ملکہ کے بھائی نے چالیس ہزار روپے بیربل کو دے دیے۔ اور ان چیزوں کے بارے میں دریافت کیا۔ بیربل نے ملکہ کے بھائی کو دو چھوٹے صندوقچے دیے اور کہا کہ:۔

''ان میں سے ایک میں ذائقہ Taste اور دوسرے میں حیات بخش عنصر ہے۔''

بہرحال بقایا دو چیزوں کے لیے شہنشاہ سے کہیں کہ وہ مجھے بلا لے۔ پھر تم وہ دونوں حاصل کر سکو گے۔ دوسرے دن ملکہ کا بھائی ان دونوں صندوقچوں کے دربار میں گیا۔ اس نے شہنشاہ کے سامنے وہ صندوقچے رکھ دیے اور کہا کہ:۔

''عالی جاہ! ان میں ایک میں ذائقہ Taste ہے اور دوسرے میں حیات بخش عنصر ہے۔''

اور جو باقی دو رہ گئی ہیں۔ شہنشاہ نے کہا۔

ملکہ کے بھائی نے جواب دیا کہ:۔

''وہ بیربل کے پاس ہیں۔''

شہنشاہ نے فوری طور پر بیربل کو بلالیا۔ بیربل دربار میں ایک کتے کے ساتھ آیا۔

بیربل کو دیکھتے ہی شہنشاہ نے سوال کیا کہ:۔

''بقایا دو چیزیں وفاداری اور غداری کہاں ہے؟''

بیربل نے عرض کیا کہ:۔

''عالی جاہ! وہ یہ ہیں۔ یہ کتا وفاداری ہے۔ اگر چہ آپ اس کو خشک روٹی کا ٹکڑا دیں وہ آپ کا وفادار رہے گا۔''

بالکل ٹھیک ہے شہنشاہ نے کہا:۔

اب غدار کہاں ہے؟ بیربل نے کہا کہ:۔

''عالی جاہ! آپ کا داماد چوتھی چیز ہے۔''

''وہ غداری کی زندہ مثال ہے۔ کوئی بھی بات جو آپ اس کے لیے کریں گے وہ شکایت کرتا رہے گا۔ وہ کبھی احسان منداور کبھی مطمئن نہیں ہوگا۔''

شہنشاہ نے کہا کہ:۔

''اتفاق ہے ان صندوقچوں کے بارے میں بتاؤ۔''

عالی جاہ! ان صندوقچوں میں ایک میں نمک ہے۔ اس کے بغیر تمام کھانے بے ذائقہ یا بے مزہ ہوں گے۔ اور دوسرے میں پانی ہے جو کہ زندگی کا عنصر مٹھاس، آب حیات، یا جزو ہے۔ پانی کے بغیر زندگی کا تصور ناممکن ہے۔ بیربل نے جواب دیا۔ بیربل کی وضاحت سے شہنشاہ بہت خوش ہوا۔ اور فوری طور پر شیخ حسین کو وزارت کے عہدے سے ہٹا دیا اور اس نے فوری طور پر بیربل کو دوبارہ وزیر مقرر کر دیا۔



87-اصل مالک
(The real owner)

اکبر بہت بڑا شہنشاہ تھا۔اس کے ساتھ بہت سی معاون سلطنتیں تھیں۔ایک مرتبہ ایسے بادشاہ نے بیربل سے ملنے کا خیال کیا کیونکہ

''وہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ کس قدر چالاک/ دانا اصل میں ہے جس قدر اس نے اس کے بارے میں لوگوں سے سنا ہے؟''

لہٰذا بادشاہ نے اپنا بھیس کسان کا بنایا اور گھوڑے پر بیٹھ گیا اور دہلی کے لیے روانہ ہوگیا۔

شہر کے باہر گردونواح میں پہنچنے کے بعد بادشاہ کی ملاقات ایک لنگڑے آدمی سے ہوئی جو کہ راہ گیروں سے التجا کر رہا تھا کہ:۔

''جناب میں لنگڑا ہوں۔میں دہلی جانا چاہتا ہوں مجھ پر رحم کرو۔خدا تمہارا بھلا کرے گا اور تم مجھے اپنے گھوڑے پر سوار کر کے لے چلو تو۔''

بادشاہ نے اس کو اس قدر قابل رحم حالت میں دیکھ کر افسوس کا اظہار کیا۔وہ گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔لنگڑے آدمی کی مدد کی۔اس کو اپنی جگہ پر بٹھایا۔تو جب وہ لنگڑا آدمی گھوڑے پر ٹھیک طرح بیٹھ گیا تو بادشاہ نے گھوڑے کی لگام اپنے ہاتھ میں لے لی تو گھوڑے کو پیدل لے کر آگے چل پڑا۔

جب وہ دہلی پہنچا تو بادشاہ نے لنگڑے آدمی سے کہا کہ:۔

''ہم دہلی پہنچ گئے ہیں۔اب براہ کرم گھوڑے سے نیچے اتر جائیں اور جہاں جانا چاہتے ہو جاؤ۔''

تو لنگڑے آدمی نے حیرانگی سے گھوڑے سے نیچے اترنے سے انکار کر دیا اور اس کے برعکس اس نے غصے سے چلانا شروع کر دیا۔

''کیسے جرأت مند ہو!

تم بدمعاش آدمی نظر آتے ہو!

میں نے تجھے کرائے پر دہلی تک کے لیے لیا اور اب تم مجھے کہہ رہے ہو کہ ''تم گھوڑے سے نیچے اتر جاؤ۔''

''بادشاہ بڑا حیران پریشان ہوا۔اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔اس کو خاموش دیکھ کر لنگڑا آدمی دوبارہ بلند آوازی سے چلایا؟''

''کیا آپ کو شرم نہیں آرہی؟''

''تم میری معذوری سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو اور میرا گھوڑا حاصل کرنا چاہتے ہو؟''

ایک مرتبہ دوبارہ بادشاہ نے اس کو گھوڑے سے نیچے اترنے کے لیے کہا اور چلا جائے۔مگر اس لنگڑے آدمی نے دوبارہ چیخنا شروع کیا اور دونوں نے گھوڑے کی ملکیت کا دعویٰ کیا۔آخر کار وہ دونوں شہنشاہ کی عدالت میں انصاف کے لیے گئے۔شہنشاہ نے بیربل کو یہ معاملہ حل کرنے کے لیے حکم دیا۔بیربل نے دونوں سے باتیں سنیں اور نوکر سے کہا کہ:۔

''گھوڑا شاہی اصطبل میں باندھ دو۔''

پھر اس نے لنگڑے آدمی سے پوچھا اور کسان سے اگلے روز ملنے کو کہا۔

اگلے دن جب وہ پہنچے تو بیربل ان کو اصطبل میں لے گیا۔ جہاں کہ بہت سے گھوڑے ایک قطار میں باندھے تھے۔ بیربل نے پہلے لنگڑے آدمی سے اپنے گھوڑے کو پہنچاننے کے لیے کہا۔ مگر وہ اپنے گھوڑے کو پہچاننے میں ناکام رہا اور اصطبل سے باہر نکل گیا۔

''پھر بیربل نے بادشاہ سے کہا جو کہ کسان کے بھیس میں تھا۔ وہ اپنے گھوڑے کی پہچان کرے۔''

تو بادشاہ نے فوری طور پر اپنے گھوڑے کی پہچان کر لی اور گھوڑا بھی اپنے مالک کو دیکھ کر ہنہنایا۔

اس نے بادشاہ کو گھوڑا دے دیا اور لنگڑے آدمی کو دھوکا دہی کے جرم میں سزا دی۔

بادشاہ بیربل کی ذہانت کو دیکھ کر بڑا خوش ہوا۔ اس نے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا اور اکبر شہنشاہ کو بتایا کہ:۔

''وہ بیربل کی ذہانت کا امتحان لینے کے لیے آیا تھا۔ اس نے کہا کہ:۔

''میں درحقیقت اس کی ذہانت سے بہت متاثر ہوا ہوں اور حاضر دماغی سے۔ وہ حقیقت میں جوہر ہے۔''

شہنشاہ اکبر بہت خوش ہوا اور بادشاہ کو واجب مقام دیا۔



88- بکری کا وزن

(The goat's weight)

ایک مرتبہ شہنشاہ بیربل سے بڑا ناخوش تھا۔ اس نے بیربل کے دربار میں داخلے پر پابندی لگا دی۔ اس لیے بیربل چند دن کے لیے قریبی گاؤں میں چلا گیا۔

بہر حال شہنشاہ بیربل کی عدم موجودگی کو زیادہ دیر بھی برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اس نے اس کو بہت تلاش کروایا۔ مگر وہ کسی جگہ پر نہ مل سکا۔ شہنشاہ نے بہت غور کیا۔ آخر کار اس کو ایک خیال آیا اور اس نے اس خیالی منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا اگلے دن فیصلہ کیا۔

اگلے روز اس نے دیہاتوں کے چیفوں کو بلایا۔ جب وہ آئے تو اس نے ہر ایک کو ایک بکری وزن کرنے کے بعد دے دی۔ اور کہا کہ:۔

''میں ہر ایک کو ایک بکری دے رہا ہوں۔ بکری کو اپنے ساتھ لے جاؤ تو ایک ماہ بعد تم اس بکری کے ساتھ دربار میں آؤ۔''

مگر دیکھو کہ ایک ماہ گزرنے کے بعد بھی بکری کا وزن اتنا ہی رہنا چاہیے۔ میں تم ہر ایک کو ہزار سونے کے سکے بکریوں کی دیکھ بھال کے لیے دے رہا ہوں۔ معمولی وزن میں کمی وبیشی تم کو سزا کا مستوجب قرار دے گا۔

تمام چیف بکریوں کو ساتھ لے کر اپنے اپنے گاؤں کو چلے گئے۔

مگر ہر گاؤں کا چیف فکر مند ضرور تھا کیونکہ

''یہ کیسے ممکن تھا کہ بکری کا وزن پورا ماہ ایک جیسا رکھنا؟''

ایک ماہ گزر جانے کے بعد گاؤں کے تمام چیف خود دربار میں بکریوں کے ساتھ حاضر ہوئے تقریباً ہر حال میں بکری کا وزن زیادہ یا کم تھا۔ اپنی شروع کے وزن سے۔ صرف ایک گاؤں کے چیف کی بکری کا وزن اتنا ہی رہا تھا۔ یہ دیکھتے ہوئے شہنشاہ نے چیف کو بلایا اور اس سے کہا کہ:۔

''آپ مجھے بتائیں کہ تم کس طرح بکری کے وزن پر قابو رکھنے میں کامیاب ثابت ہوئے ہو؟''

''تم نے کیا کیا؟''

اس نے جواب دیا کہ:۔

''عالی جاہ! دن کے وقت میں بکری کو خوب گھاس کھلاتا تھا۔ مگر رات کے وقت اس کو شیر کے سامنے باندھ دیتا تھا۔''

شہنشاہ نے فرمایا کہ:۔

''ٹھیک ہے مگر تم کو یہ کس نے کرنے کے لیے بتایا؟'' آخری چند دنوں میں ایک اجنبی ہمارے گاؤں میں قیام پذیر تھا اس نے جب مجھے

پریشان دیکھا تو اس نے وجہ دریافت کی۔ میں نے اپنے مسئلہ کی اس کو وضاحت کی۔ اس کو بتاتے ہوئے کہا۔

''معمولی سی بکری کے وزن میں کمی وبیشی میری بھاری سزا کا مستوجب ہوگی۔''

عالی جاہ! اس طرح اس نے مجھے سزا سے بچایا چیف نے کہا۔

شہنشاہ خوشی سے چلایا کہ:۔

''آہ آخر کار میں نے بیربل کو تلاش کرلیا ہے۔''

اس نے فوری طور پر محافظ بیربل کو واپس دربار میں لانے کے لیے بھیج دیے اور بیربل ایک مرتبہ دوبارہ دربار میں آیا تو دربار دوبارہ بارونق اور دلچسپ ہوگیا جس طرح کہ پہلے تھا۔

89-چار احمق

(Four idiots)

ایک مرتبہ شہنشاہ بڑے خوش مزاج میں تھا۔ اسنے بیربل سے کہا کہ:۔

''بیربل! مجھے چار احمق دکھاؤ۔ ہر احمق دوسرے سے بڑا ہو''

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

بالکل ٹھیک ہے اس نے ایک آدمی کو دیکھا جو کہ ایک پلیٹ (مزے) اٹھائے ہوئے تھا۔ جو کہ کپڑے سے ڈھانپی ہوئی تھی۔ یا اس کے اوپر کپڑا دیا ہوا تھا۔ وہ اس قدر تیز چل رہا تھا کہ وہ جلدی میں نظر آتا تھا۔

بیربل نے اس سے پوچھا کہ:۔

''ٹرے میں کیا ہے اور تم کہاں اتنی جلدی میں جارہے ہو؟''

مگر اس آدمی نے چلنا جاری رکھا مگر بیربل نے اپنا سوال دہرایا تو آدمی نے کہا کہ:۔

''جناب میری بیوی نے مجھے طلاق دے دی ہے اور کسی دوسرے آدمی سے شادی کر لی ہے دو سال قبل۔ گزشتہ سال اس کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ تو آج اس بچے کی سالگرہ ہے۔ اس لیے میں اس ٹرے میں اس تہوار کے لیے مٹھائی لے کر جارہا ہوں۔''

بیربل نے خود سے خیال کیا کہ:۔

''مجھے پہلا احمق مل گیا ہے۔''

آگے چلا تو بیربل نے ایک آدمی کو گھوڑے پر سوار دیکھا آدمی نے اپنے سر پر لکڑیوں کا گٹھار کھے ہوئے تھا۔

بیربل اس کی حماقت کو دیکھ کر حیران ہوا اور اس نے کہا کہ:۔

''یہ کیا ہے؟''

آدمی نے کہا کہ:۔

''جناب! یہ میری پالتو گھوڑی ہے۔ وہ پہلے ہی مجھے اٹھائے ہوئے ہے اور اس کو زیادہ وزن سے بچانے کے لیے میں اس لکڑیوں کے گھٹے

کو اپنے سر پر اٹھائے ہوئے ہوں۔''

بیر بل نے اس کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ پھر وہ تینوں شاہی دربار میں گئے وہاں بیر بل نے شہنشاہ سے کہا کہ:۔

''عالی جاہ! یہ دو احمق ہیں۔''

شہنشاہ نے فرمایا کہ:۔

''ٹھیک ہے مگر دوسرے دو کہاں ہیں؟''

بیر بل نے عرض کیا کہ:۔

''وہ پہلے ہی یہاں موجود ہیں۔''

شہنشاہ نے وضاحت کے لیے پوچھا۔

''عالی جاہ! یہ بڑا آسان کام ہے۔ کیا یہ بیوقوفانہ کام نہیں ہے میرے وقت کا ضائع کرنا صرف احمقوں کی تلاش میں۔ لہذا تیسرا احمق میں خود ہوں اور چوتھا احمق۔''

شہنشاہ نے تجسس سے پوچھا۔ تو بیر بل نے کہا کہ:۔

''عالی جاہ! مجھے ڈر ہے کہ اگر میں کہوں کہ آپ چوتھے احمق ہیں کیونکہ یہ آپ ہیں کہ جس نے حکم دیا کہ میں احمقوں کی تلاش میں جاؤں۔''



90-ایک ہی چیز

(The same thing)

شہنشاہ سورت میں قیام پسند نہ کرتا تھا۔ مگر اکثر اسے وہاں انتظامی امور کے لیے جانا پڑتا تھا۔ اب بیربل تھا جس نے شہنشاہ کو ہر روز تفریح کی سہولیات بہم پہچائی تھیں تا کہ شہنشاہ کا مزاج خوشگوار رہے۔

ایک دن شہنشاہ نے بیربل سے کہا کہ چند کرتب دکھاؤ۔

بیربل نے اس کی خواہش کو سنا اور چلا گیا۔ پھر اس نے اپنے آپ پھٹے پرانے لباس میں ملبوس کیا اور اپے ساتھ ایک بندر کو لیا اور ٹِک کی آواز لگاتے ہوئے وہ اس راستے پر اپنے بندر کو لے چلا جس راستے پر شہنشاہ چل رہا تھا۔

بندر کے مالک کو اپنے مخالف طرف سے آتے بندر کے ساتھ ہوتے دیکھ کر شہنشاہ بہت غضبناک ہوا اور کہا کہ:۔

''تم سڑک کے ایک طرف کیوں نہیں اپنے بندر کے ساتھ چلتے ہو؟''

بیربل ہنسا اور کہا کہ:۔

''میں یہی بات اپنے بندر کو کہہ رہا ہوں آپ اسے کہیں کہ وہ سیدھا چلے۔ جیسا کہ دوسری طرف سے بندر آ رہا ہے۔''

شہنشاہ نے بندر کے مالک کو گھورا اور آگے بغیر کچھ کہے نکل گیا۔



91- نقدی کا عکس

(The reflection of the money)

ایک دن ایک غریب برہمن نے خواب دیکھا۔ خواب میں اس نے دیکھا کہ:۔

''اس نے اپنے کسی دوست سے ایک ہزار روپیہ قرض لیے ہیں۔''

جب برہمن صبح بیدار ہوا۔ اس نے اپنے خواب کو یاد کیا اور اس کے بارے میں بڑا فکر مند ہوا۔ اس نے اپنے دوستوں سے اس پر بحث کی تو وہ دوست جو کہ خواب میں ظاہر ہوا تھا اس کو بھی علم ہوا۔ ایک ہزار کے لالچ نے اس کو ہوشیار کر دیا۔ اس کو معلوم ہوا کہ برہمن بڑا ہی سادہ اور معصوم تھا۔ اس لیے اس نے اس سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کیا۔

وہ برہمن کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ:۔

''تم مجھے ایک ہزار روپے واپس کرو جو تم نے مجھ سے قرض وصول کیے تھے۔''

پہلے تو برہمن نے خیال کیا کہ اس کا دوست اس سے مذاق کر رہا ہے۔ جب معاملہ دونوں میں تکہ بازی تک پہنچ گیا تو برہمن بڑا ڈر گیا کیونکہ اس کے گھر میں ایک بھی پیسہ نہیں تھا۔ اس کو اپنے دو وقت کے کھانے کے لیے سخت محنت کرنی پڑتی تھی اور ایک ہزار روپے کی رقم اس کے تصور سے بھی باہر تھی۔

دوست نے خیال کیا کہ برہمن ڈر کے مارے مجھے ایک ہزار روپے دے گا۔ مگر اس کو غلطی لگی تھی۔ ایسا نہ ہوا۔ پھر دوست نے برہمن کو دھمکی دی کہ وہ معاملہ عدالت میں لے جائے گا۔

اگلے روز دوست نے برہمن کے خلاف شکایت دائر کر دی اور اپنی رقم برہمن سے واپس حاصل کرنے کے لیے دلائل دینے شروع کیے۔

منصف نے دونوں فریقوں سے بات سنی مگر وہ کچھ بھی اخذ نہ کر سکا کیونکہ برہمن نے گواہوں کو بھی اپنے خواب کے بارے میں بتایا تھا۔

آخر کار جب منصف نے بیربل کی شاہی عدالت میں مقدمہ پیش کیا پھر اکبر شہنشاہ نے بیربل کو معاملہ حل کرنے کے لیے کہا۔ بیربل نے فریقین سے بات سنی اور محافظ کو عدالت میں ایک بڑا آئینہ لانے کا حکم دیا۔

اس کے بعد بیربل نے ایک سو روپے کا بنڈل لیا اور اس کو اس انداز ے سے رکھا اس کا عکس شیشے میں دیکھا جائے۔

مناسب انتظامات کرنے کے بعد بیربل نے برہمن اور اس کے دوست کو بلایا۔ اس نے برہمن کے دوست سے کہا کہ:۔

''اب تم اپنے ایک ہزار روپے لے سکتے ہو جو تم شیشہ میں دیکھتے ہو۔''

برہمن کے دوست نے حیرانگی سے پوچھا کہ:۔

''یہ کیسے ممکن ہے؟ یہ تو صرف رقم کا صرف عکس ہی ہے۔تم مذاق کر رہے ہو۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''اسی طرح جس طرح کہ برہمن نے تم سے خواب میں رقم قرض لی تھی۔حقیقت میں نہ رقم قرض لی گئی تھی اور نہ دی گئی تھی۔پھر تم کیوں اس کو اصل رقم واپس کرنے کے لیے کہہ رہے ہو؟''

اگر تم چاہتے ہو تو تم اپنی خواب میں اس سے حاصل کر لو۔

یہ سنتے ہی دوست نے شرم سے اپنا سر جھکا دیا۔اور اپنے جرم کا اقبال کر لیا۔



92- نکمے آدمیوں کی تعداد

(The number of lazyman)

ایک دن جب اکبر شہنشاہ بیربل سے باتیں کر رہا تھا۔ اس نے اچانک بیربل سے سوال کیا کہ:۔

''بیربل! ہمارے شہر میں کتنے نکمے آدمی ہیں؟''

بیربل نے کہا کہ ''عالی جاہ! بے شمار ہیں۔''

''بیربل! پھر ہمیں شہر کے تمام نکمے افراد کو کل دوپہر کے کھانے پر مدعو کرنا چاہیے۔ اس طریقے سے ہم ان کی صحیح تعداد معلوم کرنے کے اہل ہوں گے۔''

بیربل نے کہا کہ:۔

''جیسے آپ کی رضا، عالی جاہ! اور وہ چلا گیا۔''

اگلے روز ہزاروں افراد نے محل کی طرف آنا شروع کیا۔ تو شہنشاہ اس قدر زیادہ نکمے لوگوں کی تعداد کو محل کی طرف لنچ کے لیے آتے ہوئے دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ یہ اس کی توقعات سے زائد تھے۔

اس نے بیربل سے سوال کیا کہ:۔

''بیربل! آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ سارے نکمے، ست ہیں؟''

''کم از کم میرا تو خیال نہیں ہے۔ آؤ ہم سوچیں کہ ان میں سے اصل نکمے کتنے لوگ ہیں؟''

عالی جاہ! فکر نہ کریں میں انتظامات کروں گا تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کون ان میں نکما ہے۔ بیربل نے کہا پھر اس نے فوری طور پر ایک بہت بڑا خیمہ نوکروں سے لگوایا۔ اس کے بعد اس نے تمام مدعوئین کو اس خیمے میں کھانے کے لیے بیٹھنے کے لیے کہا۔ جب تمام اس میں بیٹھ گئے تو بیربل نے خاموشی سے خیمے کو آگ لگا دی۔ آگ کو دیکھتے ہوئے اکثر مدعوئین نے ادھر اُدھر دوڑنا شروع کر دیا۔ جلدی ہی خیمہ خالی ہو گیا۔ مگر صرف دو آدمی خیمے میں بیٹھے تھے۔ جو کہ زمین پر بیٹھے ہوئے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ وہ اس قدر نکمے تھے کہ وہ اٹھ نہ سکے اور جلتے خیمے سے باہر نہ نکل سکے۔

بیربل! ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شہنشاہ اکبر سے کہا۔

''عالی جاہ! جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ صرف دو ہی نکمے آدمی ہیں۔''

شہنشاہ نے ان کو خوش ہو کر دیکھا اور جس طرح کہ پہلے فیصلہ کیا گیا تھا ان کو دوپہر کا کھانا بڑے آرام سے لطف اندوزی کے ساتھ پیش کیا گیا۔



93- رواں چھکڑے

(The walking carrots)

ایک دفعہ شہنشاہ اکبر کو بادشاہ لنکا کی طرف سے خط ملا کہ خط کا مضمون یہ تھا کہ:۔

''ہمیں چند چھکڑوں کی ضرورت ہے جو کہ حرکت کر سکتے ہوں اور چل سکتے ہوں۔''

ہم آپ کے بڑے مشکور ہوں گے اگر آپ چند ہمیں بھیج دیں۔

''خط دربار میں بلند آواز سے پڑھا گیا۔ خط کے مضمون پر تمام درباریوں نے ہنسی اڑائی۔ مگر کوئی بھی اس قابل نہ تھا جو یہ بتائے کہ اس عجیب مطالبے کو کس طرح پورا کیا جا سکتا ہے؟''

چھکڑے زیر زمین میں نمو پاتے ہیں اور وہ زمین سے چسپاں ہو جاتے ہیں۔ کس طرح چھکڑے چلنے کے قابل اور حرکت کرتے بنائے جا سکتے ہیں؟''

آخرکار، حسب معمول شہنشاہ نے اس معاملے کو بھی بیربل کے حوالے کر دیا۔ بیربل نے کہا کہ:۔

''عالی جاہ! آپ فکر نہ کریں میں اس کو حل کر لوں گا۔''

اس کے بعد اس نے چار لکڑی بورڈ ایک چھکڑا گاڑی کو ایک بکس میں اس انداز سے۔ تا کہ چھکڑا ایک بڑے لکڑی کے صندوق کی طرح دکھائی دے۔ بیربل پھر کچھ سیاہ مٹی لایا اور بکس میں بھر دی۔ چھکڑے کی طرح اس کے منہ تک۔ پھر اس مٹی میں کھاد ملا دی گئی اور اس کے اندر گاجروں کے بیج بو دیے گئے۔

چند دنوں کے بعد چھوٹے چھوٹے گاجروں کے پودے اُگ آئے۔ چھکڑے کے اندر اور گاجروں نے بڑھنا شروع کر دیا۔

زرخیز زمین اور کھاد کی وجہ سے گاجریں بڑی جلدی بڑھنی شروع ہوئیں۔ پھر بیربل نے بیل گاڑی کے ساتھ باندھے اور ان کو دربار میں لے گیا۔

بیربل مسکرایا اور کہا کہ:۔

عالی جاہ! اب آپ اس چھکڑا گاڑی کو لہراتے ہوئے گاجروں کے ساتھ لنکا روانہ کر سکتے ہیں۔ اور ان کو بتائیں کہ ان کے پاس اس قدر گاجریں متحرک ہیں جتنی کہ وہ چاہیں۔ ان کو اپنے بارے میں فکر مند ہونا چاہیے۔ شہنشاہ نے بیربل کی بہت تعریف کی۔ پھر گاجر چھکڑا کو لنکا روانہ کیا گیا۔ چند دنوں کے بعد چھکڑوں کے بدلے میں شہنشاہ کو شکریہ کا خط وصول ہوا۔ شاہ لنکا کی طرف سے جس میں قابل قدر تحائف بھی تھے۔



94- چالاک چور

(The clever thieves)

دہلی کے شہر میں ایک ایماندار سوداگر رہتا تھا۔ ایک دن دو چور کاروباروں کے بھیس میں اس کے پاس آئے۔ انھوں نے اپنا تعارف چین کے سوداگروں کی حیثیت سے کرایا۔ اور اس سوداگر نے کہا کہ:۔

”ہمارے پاس چند ہیرے ہیں۔ ہم آپ کے بہت ہی شکر گزار ہوں گے اگر آپ ان کی فروخت کا انتظام کر دیں تو۔“

سوداگر بڑا ایماندار شخص تھا اور کاروبار کے خراب کاموں کے طریقوں سے بالکل واقف نہ تھا۔

حسب معمول سوداگر نے کہا کہ:۔

”ہیرے خریداروں کو دکھائے بغیر تو فروخت نہیں ہو سکتے تم ان کو میرے پاس چھوڑ دو تو میں ان ہیروں کے مناسب خریدار تلاش کروں گا۔“

چوروں نے کہا کہ:۔

”براہ کرم ان قابل قدر ہیروں کو بڑی احتیاط سے اپنے پاس رکھنا۔ تم ان کو اس وقت واپس کرنا جب ہم اکٹھے واپس آئیں واپس لینے کے لیے۔“

سوداگر نے ان سے اتفاق کر لیا اور دونوں چور سوداگر چلے گئے۔ کچھ عرصے کے بعد ان میں سے ایک چور واپس آیا اور وہ ہیرے واپس کرنے کے لیے کہا۔ تو سوداگر نے اس کے ساتھی کے بارے میں تحقیقات کیں۔

چور نے کہا کہ:۔

اس کا ساتھی گلی کے کونے پر کسی سے باتیں کر رہا تھا اور وہ اس کے اصرار پر آیا تھا اور سوداگر ان کو ہیرے واپس کر کے مشکور تھا۔“

چند گھنٹوں کے بعد دوسرا چور سوداگر کے پاس آیا اور ان ہیرے جواہرات کے لیے پوچھا تو سوداگر نے کہا کہ:۔

”کیوں؟

تم نہیں جانتے کہ تمہارا دوست مجھ سے ہیرے لے گیا ہے؟“

میں نے تمھارے بارے میں اس سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ:۔

”وہ گلی کے کونے پر کسی سے باتیں کر رہا ہے۔ اور یہ تمھارے اصرار کی وجہ سے تمھارے پاس ہیرے لینے کے لیے آیا تھا۔“

دوسرا چور بڑا ناراض ہو گیا اور چیخ و پکار کرنے لگا کہ:۔

”میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک ہیرے واپس نہ حاصل کر لوں۔“

کیا میں نے تمھیں نہیں کہا تھا کہ:۔

''تمھیں اس وقت ہیرے ہمیں واپس نہ کرنا جب تک ہم دونوں اکٹھے لینے کے لیے نہ آئیں۔''

آپ نے میری عدم موجودگی میں ہیرے اس کو دے دیے۔''

آپ کو ہر حال میں میرے ہیرے واپس کرنے ہوں گے۔

سوداگر نے نرمی سے کہا کہ:۔

''تم گلی کے کونے پر تھے جب تمہارا دوست ہیرے واپس لینے کے لیے آیا مگر دوسرا چور دوبارہ غضبناک ہو گیا اس سے یہ سن کر وہ چیخا کس لیے کہ میں گلی کے کونے پر نہیں تھا۔ میں نے اس کو ہیرے حاصل کرنے کے لیے نہیں بھیجا تھا۔ گرما گرم دلائل سوداگر اور چور کے درمیان واقع ہوئے اور چور کسی حالت میں بھی ہیرے حاصل کیے بغیر جانے کے لیے تیار نہ تھا۔ جب اس نے محسوس کر لیا کہ ہیرے حاصل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو اس نے سوداگر کو دھمکیاں دینی شروع کیں یہ کہتے ہوئے کہ:۔

''تم میرے ہیرے واپس کر دو یا ان کی قیمت ادا کرو۔''

سوداگر نے کہا کہ:۔

''تم کیا چاہتے ہو؟''

مجھے کیوں ادائیگی کرنی چاہیے جبکہ میں نے ہیرے چوری نہیں کیے۔''

آخر کار چور شہنشاہ کے پاس چلا گیا اور انصاف کے لیے اپیل کر دی۔ حسب معمول شہنشاہ نے یہ مقدمہ بیربل کے حوالے کر دیا۔ بیربل نے سوداگر کو بلایا اور اس کے حقائق معلوم کیے اور وہ جلدی ہی سمجھ گیا کہ چور سوداگر کو فریب دے رہا ہے۔ اس نے چور کو بلایا اور کہا کہ:۔

''تم اور تمہارا دوست دونوں اکٹھے ہیرے حاصل کرنے کے لیے آئے تھے تمہارا دوست کدھر ہے؟''

''اپنے دوست کو ساتھ لاؤ اگر تم اپنے مقدمے کا فیصلہ چاہتے ہو تو۔''

مگر یہ دوسرے چور کے لیے مناسب نہ تھا کہ وہ اپنے دوست کو ساتھ عدالت میں لے آتے۔ اس لیے اس پر وہ شرمندہ ہوا اور اس نے عدالت سے فراری اختیار کر لی۔

''بیربل! چلایا کہ میں تجھے ایک سو کوڑوں کی سزا عدالت میں جھوٹی اپیل دائر کرنے کی وجہ سے دیتا ہوں۔''



95- قربانی کا پہلا قدم

(The first step of sacrifice)

ایک مرتبہ شہنشاہ سیر کے لیے نکلا اور راستے پر وہ اپنے سالے سے جو کہ چھ ماہ پہلے گھر سے بھاگ گیا تھا سے ملا۔اس کے سالے نے شہنشاہ سے کہا کہ:۔

''جناب! تم مجھے سگار کے لیے تمبا کو دے سکتے ہیں؟''

شہنشاہ بڑا حیران تھا کہ اس کے بھائی نے تمبا کو کھانے کی عادت ترک کر دی ہے۔شہنشاہ نے اس کو کہا کہ:۔

''مگر تم نے کافی عرصہ پہلے تمبا کو نہ پینے کی قسم کھائی تھی؟''

شہنشاہ کا سالہ ہنس پڑا اور جواب دیا کہ:۔

''ہاں عالی جاہ! میں اپنی قربانی کے پہلے قدم پر ہوں۔آج کل میں اپنی رقم سے تمبا کو نہیں خرید رہا ہوں۔''

شہنشاہ اس کے پرُلطف جواب پر مسکرایا۔



96- شہنشاہ کا طوطا

(The emperor's parrot)

ایک دفعہ فقیر شہنشاہ کے دربار میں آیا۔ وہ اپنے ساتھ ایک خوبصورت طوطا بھی لایا۔ اس نے اسے شہنشاہ کو پیش کیا۔

شہنشاہ نے طوطے کو بہت پسند کیا۔ اس نے خصوصی طور پر ایک نوکر کو پرندے کی حفاظت کے لیے مقرر کر دیا۔ شہنشاہ نے متنبہ کر دیا کہ:۔ دیکھو کہ:۔

’’پرندے کی مناسب حفاظت کرو۔ اس کو باقاعدگی سے خوراک دو۔ میرے پاس مت آکر کہو کہ وہ بیمار ہے یا وہ مر گیا ہے۔ اگر تم میرے پاس بری خبر کے ساتھ میرے پاس آؤ گے تو تمہارا سر قلم کر دوں گا۔‘‘

نوکر نے پرندے کی حقیقت میں بڑی حفاظت کی۔ پھر بھی ایک دن طوطا بغیر بیماری کے مر گیا۔ نوکر بڑا خوف زدہ تھا۔ اس نے خود خیال کیا کہ اگر شہنشاہ کے پاس جاؤ اور اس کو مطلع کروں کہ طوطا مر گیا ہے تو وہ مجھے مار دے گا اسی وقت اور اگر اب اس کو آگاہ نہ کروں تو یقیناً اس کو ایک دن معلوم ہو جائے گا۔ تو پھر بھی موت کی سزا ہو گی۔ پھر اب کیا کرنا چاہیے؟

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے؟

پھر وہ بیربل کے پاس گیا اور اس کو جو کچھ واقع ہوا تھا اس کو تفصیل سے بتایا۔

’’بیربل نے اسے بتایا کہ تم فکر مت کرو۔‘‘

پھر وہ خود شہنشاہ کے پاس گیا۔ بیربل!

عالی جاہ!

’’آپ کے طوطا نے سزا مکمل نہیں کی۔‘‘

شہنشاہ چلایا کہ:۔

’’میرا طوطا اس کو کیا ہوا ہے؟‘‘

عالی جاہ! اس کو کوئی خاص نہیں ہوا مگر وہ......

بیربل مجھے جلدی بتاؤ۔ شہنشاہ نے بے صبری سے کہا۔ کیا وہ مر گیا ہے؟"

"عالی جاہ! نہیں نہیں۔ آپ کا طوطا سیاسی میں تبدیل ہوگیا ہے۔ وہ اس کی پشت پر پڑا ہے۔ اپنی بند آنکھوں کے ساتھ آسمان کو دیکھ رہا ہے۔"

بیربل پر شہنشاہ چلایا کہ:۔

"پھر تم کیوں نہیں کہتے کہ میرا طوطا مر گیا ہے۔"

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

"عالی جاہ! اگر آپ پسند کرتے ہیں تو آپ کہہ سکتے ہیں مگر میں نہیں کہتا کیونکہ میرا خیال ہے کہ وہ دعا کر رہا ہے۔"

شہنشاہ نے کہا کہ:۔

آؤ ہم چلیں اور اس کو دیکھیں۔ بیربل اس کو طوطے کے پنجرے کے پاس لے گیا۔ شہنشاہ نے دیکھا کہ:۔

"طوطا مر چکا تھا۔"

شہنشاہ نے کہا کہ:۔

بیربل! تم بڑے عقلمند ہو۔

مگر مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی ہے کہ تم بھی مردہ طوطے اور زندہ میں تمیز نہیں کر سکے۔ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ:۔

"طوطا مر گیا ہے۔"

بیربل نے جواب دیا کہ:۔

"عالی جاہ! میں کیسے کہہ سکتا تھا۔ تم نے میرا سر قلم کر دینا تھا۔ کیا میں نے آپ کو کہا تھا کہ آپ کا طوطا مر گیا تھا۔"

اب شہنشاہ کو اپنے الفاظ یاد آئے۔ کہ اس نے نوکر کو طوطے کی ذمہ داری سونپتے ہوئے یہ الفاظ کہے تھے کہ:۔

"اگر تم طوطے کی موت کی خبر لاؤ گے تو تمہارا سر کاٹ دیا جائے گا۔"

شہنشاہ مسکرایا۔

اوہ بیربل! تم حقیقت میں بڑے ہوشیار ہو۔ اس نے کہا۔



97- دو خواتین

(Two women)

دو عورتیں دہلی میں ایک مکان میں رہتی تھیں۔ وہ دونوں آپس میں گہری سہیلیاں تھیں۔ مگر ان کے کردار میں کوئی بھی چیز مشترک نہ تھی۔

ان میں سے ایک عورت بڑی ہی مہربان اور ایماندار تھی۔ جبکہ دوسری بڑی مکار عورت تھی۔ بدمزاج اور جھوٹی تھی۔ وہ اکثر اپنے پڑوسیوں کو تنگ کرتی۔ پھر بھی دوسری عورت اس کی ان برائیوں کو نظر انداز کرتی اور کبھی اس نے ناراضگی یا تکرار نہ کرتی تھی۔ اس سے اس عورت نے اس کو زیادہ تنگ کرنا شروع کیا۔

ایک دن مکار عورت اپنے بیٹے کے ساتھ اس قدر ناراض ہوئی کہ اس نے اس کو مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنی خوفناک غلطی کا احساس کیا اور اس نے اپنے مردہ بیٹے کی لاش کو چھپانا چاہا۔

آخر کار اس نے اپنے مردہ بیٹے کو اٹھایا اور چوری سے اس مردہ لاش کو پڑوسی کے کمرے میں رکھ دیا۔

پھر وہ شہنشاہ کی عدالت میں گئی اور شکایت کی کہ:۔

''پڑوسی نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے۔''

بیربل نے غور سے اس سے بات سنی۔ پھر اس نے دوسری مہربان عورت کو بھی بلایا اور اس سے کہا کہ:۔

''اس عورت نے یہ اپیل کی ہے کہ تم نے اس کا بیٹا مار ڈالا ہے کیا یہ سچ ہے؟''

مہربان عورت نے اطمینان سے جواب دیا۔

''عالی جاہ! کسی اور نے اس کے معصوم بیٹے کو مارا ہے اور لاش کو میرے کمرے میں لا کر رکھ دیا ہے۔ مجھے تو اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ یہی کچھ ہے جو کہ میں کہنا چاہتی ہوں۔ باقی سب کچھ آپ کے دست قدرت میں ہے؟''

براہ کرم اس معاملے میں غور کریں اور تفصیلی تحقیق کریں اور اصلی مجرم کو تلاش کریں۔''

بیربل نے دونوں عورتوں کو عدالت میں قیام کے لیے کہا۔ پھر اس نے اپنے محافظ کو مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے بھیجا۔ محافظ اس مقام کے لوگوں کے پاس گیا جہاں وہ عورتیں رہتی تھیں۔ محافظ ان دونوں عورتوں کے بارے میں معلومات جمع کرتا رہا۔ اس کو معلوم ہوا کہ وہ عورت جس پر الزام لگایا گیا ہے وہ بڑی مہربان اور شریف عورت ہے اور وہ عورت جس نے الزام لگایا ہے وہ بڑی ظالم اور مکار عورت تھی۔ جب بیربل کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے اصل حقائق معلوم کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس نے مہربان کو بلایا اور اس سے کہا کہ:۔

''اپنے تمام کپڑے اتارو اور اس کونے میں کھڑی ہو جاؤ''

''اگر تم نے بچے کو قتل نہیں کیا ہے۔''

مہربان عورت نے نرمی سے جواب دیا کہ:۔

''عالی جاہ! میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتی ہوں کہ آج میں مر جاؤں کل کی بجائے مجھے موت سے کوئی ڈر نہیں، بے شرمی اور بے عزتی سے۔''

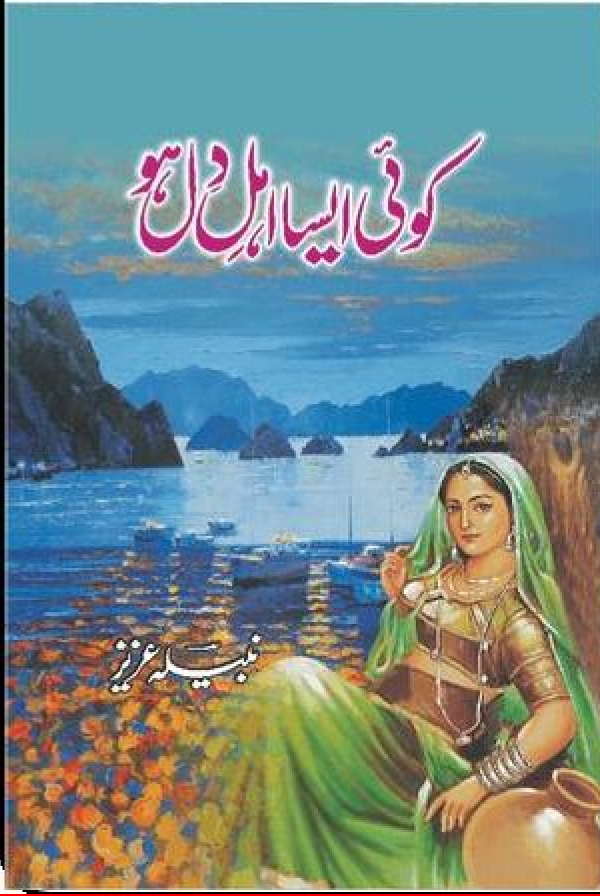
پھر بیربل نے اس ظالم اور مکار عورت کو بلایا اور کہا کہ:۔

''اگر تجھے واقعی یقین ہے کہ اس عورت نے تمھارے بیٹے کو قتل کیا ہے تو تم اپنے کپڑے اتارو اور اس کونے میں کھڑی ہو جاؤ''

''لیکن حیرانگی یہ ہے کہ اس عورت نے فوری طور پر کپڑے اتارنے شروع کیے۔ بیربل نے یہ دیکھتے ہوئے اس کو کپڑے اتارنے سے منع کیا اور وہ اس پر غصہ ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی وہ عورت ہے کہ جس نے اپنے بیٹے کو قتل کیا ہے۔''

جب اس کو پیٹا گیا تو اس نے جرم تسلیم کر لیا۔ شہنشاہ بھی اس پر بڑا ناراض ہوا۔ اس کو قید کیا گیا اور مہربان عورت کو باعزت طور پر بری کر دیا گیا تھا۔





98- بیربل مل گیا

(Birbal is found)

ایک دفعہ بڑی گرم جوشی سے بحث شہنشاہ اور بیربل کے درمیان چلی جو کہ معمولی باتوں کی تھی تو شہنشاہ نے بیربل پر یہ پابندی لگا دی کہ:۔

"تم دربار میں داخل نہیں ہو سکتے ہو۔"

تو بیربل دہلی سے رخصت ہو کر کسی دوسرے شہر میں جا کر رہائش پذیر ہو گئے۔

مگر کچھ دیر کے بعد شہنشاہ نے بیربل کی عدم موجودگی کی شدت کو محسوس کرنا شروع کیا۔ اس نے بیربل کو بہت تلاش کیا مگر وہ کہیں بھی نہ مل سکے تو شہنشاہ نے اس کو تلاش کرنے کے لیے ایک منصوبہ بنایا۔

اس نے اپنی ساری سلطنت میں اعلان کر دیا کہ "میں اس کو بھاری انعام دوں گا جو نہ تو سایہ میں کھڑا ہوتا ہو اور نہ دھوپ میں اور جس کو نہ ختم ہونے والی خوراک کی بھوک ہو۔"

یہ اعلان ہر شہر، گاؤں میں کیا گیا۔ بیربل کو بھی انعام کا علم ہوا۔ اس نے دیہات کے ایک ہوشیار آدمی کو دربار میں جانے کے لیے کہا۔ اس نے اس کو سمجھایا کہ:۔

"وہ کس طرح شہنشاہ کے سوالات کے جوابات دے۔"

پھر بیربل نے اس کو ایک بڑی چارپائی دی اور کہا کہ:۔

اس کو اپنے سر پر رکھو اور شاہی محل میں جاؤ اور جاتے وقت نرم چاول، غلہ وغیرہ کھاتے رہنا اور میری ہدایات کے مطابق ہر سوال کا جواب دربار میں دینا۔

اس کے مطابق دیہاتی آدمی نے سر پر چارپائی رکھی اور شاہی محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ دہلی میں اسی اثنا میں وہ اسی دوران اخروٹ اور نرم چاول غلہ وغیرہ کھاتا رہا۔

ایسے مزاحیہ آدمی کو دیکھتے ہی محافظوں نے روک لیا۔ مگر جب اس نے کہا کہ:۔

"وہ انعام حاصل کرنے کے لیے آیا ہے جس کا اعلان کیا گیا ہے تو انھوں نے اندر جانے کے لیے چھوڑ دیا۔"

وہ شاہی دربار میں داخل ہوا اسی انداز میں اس قدر مزاحیہ کردار دیکھ کر شہنشاہ نے کہا کہ:۔

"تم کون ہو؟"

اس نے جواب دیا کہ:۔

''میں آدمی ہوں۔''

شہنشاہ نے دریافت کیا کہ:۔

''اوہ، میں دیکھتا ہوں۔ پھر تم کیوں سر پر چارپائی رکھے ہوئے گھومتے پھرتے ہو؟''

اس نے کہا کہ:۔

''عالی جاہ! یہ آپ کا اعلان تھا کہ نہ آدمی سائے میں اور نہ دھوپ میں اس لیے میں نے اپنے سر پر چارپائی رکھ لی ہے۔ میں نہ تو سائے میں ہوں نہ دھوپ میں۔ پھر اس نے اپنے منہ کو نرم چاولوں سے بھر لیا۔ تو شہنشاہ نے کہا کہ:۔

''یہ کیا ہے؟''

تم دربار میں کیوں کھا رہے ہو؟

اس نے کہا کہ:۔

مہاراج! اس عمل کا بھی آپ کے اعلان کے ساتھ تعلق ہے۔ اگرچہ میں کھا رہا ہوں مگر میری بھوک ختم نہیں ہو رہی۔

یہ سنتے ہی شہنشاہ نے بڑی فکرمندی سے کہا کہ:۔

''تم کو یہ کس نے پڑھایا؟''

عالی جاہ! ایک ماہ قبل ایک اجنبی ہمارے گاؤں میں آیا۔ اس نے مجھے اس طرح کرنے کے لیے سمجھایا اور آپ سے اعلان کے مطابق انعام حاصل کروں۔ دیہاتی نے کہا۔

شہنشاہ فوری طور پر سمجھ گیا کہ یہ اجنبی کون ہوگا۔ وہ خوشی سے چلایا۔ میں نے بیربل کو تلاش کر لیا ہے۔ پھر اس نے اچھا خاص انعام اس دیہاتی آدمی کو دیا۔ اس نے اس دیہات میں اپنا پیغام رساں بھیجا۔ تاکہ بیربل کو واپس احترام کے ساتھ شاہی دربار میں لایا جا سکے۔



(ختم شد)